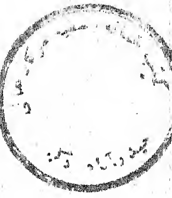
بنام خلاق عشق انس و جان فحسن آفرین معشوق جہان

١٢٩٦ھ

مطبع منشی نولکشور میں بہ طبع مطبوع عاشقان ہوا





بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادائے ثنائے پاک پروردگار وادی دشوار گزار ہے اس عرصۂ ناپیدا کنار کی حد ہے نہ اس دریائے ذخار کا کنار ہے طاقت بشری قدرت انسانی سے باہر ہے زبان آلودہ خطا الغرض اس بیان میں سراسر قاصر ہے ہرچند آدم خاکی نژاد نے اسرار و رموز اسما و صفات الٰہیہ کی شناخت میں دل لگایا مگر کسی طرح سررشتۂ شناسائی ذات مقدس ہاتھ نہ آیا پس لازم ہے کہ ما عرفناک حق معرفتک کہکر چھوڑ دیجیے زیادہ حوصلہ نہ کیجیے اور نعت جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات شفیع المذنبین ممدوح رب العالمین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کہ باعث ایجاد کونین محبوب رب المشرقین والمغربین المخاطب بخطاب ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ہیں ہمارے ناطقۂ بیدستگاہ سے کیونکر بیان ہو جبکہ خود خدائے جہان آفرین اوسکا ثناخوان ہو ؎ نظم ؎ محمد باعث ایجاد کل محبوب سبحانی ✤ کہ فخر عیسی گردون نشین ہو جسکی دربانی ✤ براق برق تاز اوسکا شب معراج وان پہونچا ✤ جہان نہ جسم ہے نہ روح جز آثار نورانی ✤ شناسا ہو سکے کب مرتبے سے ایسے داور کے ✤ خیال فلسفی و ہندسی وہم انسانی ✤ اللہم صل علی محمد النبی الامی وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واہل بیتہ اجمعین بعد اسکے بندۂ ناچیز کمترین بندگان خالق کونین عاری از علم و فن فقیر سراپا تقصیر سید محمد فخر الدین حسین المتخلص بسخن ابن حضرت خواجہ سید محمد جلال الدین حسین المعروف بہ حضرت صاحب مد ظلہ ابن حضرت

سید خواجہ نظام الدین احمد المدعو بسید فقیر صاحب خلف الصدق حضرت سید شاہ خواجہ حسین الدین المودودی
الکھاری چشتی قدس اللہ اسرارہما خدمت مین ارباب دانش و بینش کے عرض پرداز ہی کہ اس ہنگام مین
کہ اردو زبان کا رواج ہے اکثر کتب علمیہ و تواریخ کے مطالب سے اوسکا استراج ہی بجہت تفنن
طبع آزمائی اور تقاضاے دلکشائی بتکلیف بعضی احمد قاو تحریک احباب داستان سرا ایک حکایت لطیف
عشق و عاشقی کی تحریر پر میرا دل مائل ہوا امید از فیاض سے اوسکے حسن اختتام کا سائل ہوا اگر سخن دان
سخن کی نظر مین قبول ہو ثمرہ باغبانی بہارستان سخن زیب دامن وصول ہو خاتمہ کتاب مین احوال کچھ
اپنا کہ ابتداے عمر مین حضرت نواب اسد اللہ خان غالب سخنور بیعدیل و نظیر کی خدمت مین مستفیض
رہکر نظم و نثر پارسی اور اشعار اردو کا شوق بہم پہونچایا اور بعم والا تبار ممدوح برنا و پیر حضرت جناب
خواجہ محمد بشیر صاحب عموی حقیقی اپنے سے اس فن مین استفادہ کیا بیان کرونگا اب قصیدہ مدحیہ
کو جو حضرت پیر و مرشد ہادی برحق اعلے اللہ تعالی شانہ کی مدح مین لکھا ہی تیمنا عنوان اس کتاب کا
قرار دیکر داستان خیال آرا کو شروع کرتا ہون توفیق الہی دمساز ہو تا آغاز کتاب بحسن انجام دلنواز ہو
واللہ الموفق والمعین ❊

قصیدہ مصنف در مدح حضرت پیر و مرشد برحق ہادی مطلق شمس الضحے بدر الدجی نور الہدی کہف الوری حضرت جناب شاہ قیام اصدق صاحب چشتی اعلی اللہ تعالے شانہم واعلی اللہ درجتہم لازال شموس افاضتہم مستنیرۃ

گیا جو ایک چمن مین مین سیر کو تنہا
بسان شاہد بدمست و شوخ بے پروا
بہار داغ دل لالہ ایاغ بکف
بغل مین سرو کے تھا خوشبو شہانہ اک جوڑا
سمن کی موج نزاکت سے اینٹھی رہتی تھی
کھلی نہ شرم سے پھر چشم نرگس شہلا
بہار و سیر چمن بھا گئی جو آنکھون مین

تو نکہت گل و غنچہ سے لطف خلد ملا
دم سحر تھی وہ دلکش فضاے سیر چمن
صداے خندہ گل شور بلبل شیدا
چنبیلی اور گل شبو مثال سیمتنان
کہ جس طرح کسی گلرو کا ہو رخ زیبا
ثمر تھے وانکے درختون کے میوۂ جنت
تو میٹھے میٹھے غزل یہ لکھی قلم کو اوٹھا

نسیم ناز سے چلتی تھی ہر روش پہ وہان
کہ بلبل دل نالان پکارا صل علا
عروس باغ تھی سرگرم جلوہ افروزی
اشرفی و گل صدبرگ زرد مثل طلا
جو دیکھی شوخی حسینان بوستان کی وہان
شجر تھے اور چمنستان کے ہمسر طوبا

غزل

غم فراق سے پہونچا یہ حال زار مرا
تڑپ جھکے دم کرون سردم دعا کہ رد بلا
جمال یار سے آیا جو غش کبھی مجھکو
بلا سے گر وہ ستم پیشہ کر رہا ہے جفا
لیے ہین بوسے جو ہمنے تمھاری زلفون کے
کدھر چلے ہو ادھر آؤ میرے حور لقا
مریض عشق کو حاجت ہے نوشدارو کی
خرید لے تو ابھی جنس دل کا ہو سودا
غزل لکھی تھی یہانتک کہ سمت مغرب سے
تو آئی پھر یہ بآواز خوب مجکو ندا
قتیل خنجر ابروے مہوشان جہان
فریب خوردہ دنیا کہ جسکا ہے شیدا
ثبات ہستی ناپائدار اک دم ہے
خموش کیا ہے کہ منہ مین نہین زبان گویا
اگر بچا ہے تو اپنے تئین تو ان سب سے
سواد مردمک چشم حور کر یک جا

کہ مجھکو دیکھ سگ کوے یار رونے لگا
وہ نقش ہون کہ مٹانے سے مین رہون بیگانا
گلاب باغ جنان کا حورون نے چھڑکا
چھڑایا مجھسے مرا یار کس بہانے سے
سزا جو چاہو کرو ہوگئی ہے ہمسے خطا
ہزارون خون کے دعوے ہین اے فلک تجھسے
اوگال اپنے دہن سے نکال دے اے عیسا
تمھارے ظلم سہے ہین رقیب بعد مرے
صداے محمدہ و پاکیزہ اک ہوئی پیدا
کہ اے اسیر بلا نقش بوریاے الم
فدا ہے روی حسینان شہید ناز و ادا
تو کس خیال مین رہتا ہے رات دن غافل
سواے ذات خدا سب کے واسطے ہے فنا
بورد کلمہ توحید صبح آشتا مین
کہ ہین جہان مین بہت دشمنان دوست نما
لکھا یہ مطلع برجستہ مینے از رہ شوق

کسی صنم کی جو اب دیکھ لون مین زلف دوتا
وہ قطرہ ہون کہ اگر ہوون فنا تو ہون دریا
مجھے ہے کیا کہ مین اپنی وفا سے درگذرون
ترا یہ طرز ستم آسمان پسند آیا
نشہ ہے خوب نگہ کا کہین ذرا دیکھو
ہوئی ہین کشتہ مری آرزوئین دل کی سیاہ
مین بیٹھتا ہون اسکے لیے ایک کوچہ پر
کہان سے لاؤگے بیاے سخن کو بہر خدا
جو مینے خوف سے گھبراکے دیکھا سوے فلک
غریق لجۂ غم مبتلاے حرص و ہوا
ستم رسیدہ گردون جو ہے ترا دشمن
جہان یہ خواب ہے ہرگز نہین ہے اسکو بقا
بصدق دل تو یہ کہہ لا الہ الا اللہ
قصیدہ ایک نئے طور کا تو کر انشا
یہ سنکے لایا قلم شاخ نخل طوبا سے
کہ ہو قبول بدرگاہ سرور والا

مطلع

شہا ازل سے یہ مرقوم ہے بکلک قضا
سراج بزم یقین نور شمع صدق و صفا
حبیب خاص خدا نائب رسول کریم
فقیہ اکمل و شب زندہ دار و بیدار
وہ کون حضرت شاہ جہان قائم صدق
غلام خاص شہ افخر دین قصیدہ مرا
غلام اوس شہ والا عبا پوش کا ہون

ترا خطاب حبیب خدا شہ والا
فلک جناب زمین مسکن و قمر پیکر
ستون شرع و ورع آب گوہر تقوی
ستون کعبۂ اسلام عرش اعظم حلم
کہ جسکی زیر کف پاے ہے جنت الماوا
ہے بیانے جو بوسے کہ مرہم کے لیے
کہ جسکے شوق مین ہین یان ہزار جان فدا

معین دین محمد کفیل آمرزش
ملک خصال پری وش جمیل حور لقا
چراغ دودۂ چشتی و قادریہ طریق
گل بہشت کمالات خضر راہ صفا
اور اسکے بعد لکھا تھا یہ مصرعہ موزون
الٰہی نام یہ کسکا زبان پہ آیا
سما باغ معانی مین فیض اقدس سے

دکھا رہی ہے عجب لطف اپنی طبع رسا
ترا الطاف ہین خضر وار گر ہو نصیب
نہ مجکو ہے غم امروز نے غم فردا
ترا غلام ہو ہو جائے شاہ ہفت اقلیم
کہ فرط ضعف سے اب تک کا نہین یارا
یہ مہر طے کرے جبتک منازل فلکی
لباس اہل تنعم ہو اطلس و دیبا
غذائی روح مریدونکو تیرا حسن کلیم

شہا تو مہر درخشان ہین ذرۂ ناچیز
تو مجھکو پھر نہ ہے آرزوے آب بقا
ترے جلال کے باعث ترے کرم کے سبب
تو سمجھے خاک کو وہ فرش اطلس و دیبا
پس از صلوٰۃ و وظائف بصد خضوع و خشوع
یہ ماہ اوس سے کرے جبتلک کہ کسب ضیا
نماز تاکہ جماعت سے ہووے مسجد مین
دوا ہے درد دل بیکسان ہو نام ترا
بفرق جملہ مریدان خصوص پہ سرما

کبھی تو میری بھی جانب نگاہ لطف و عطا
مین جبسے تیری غلامی مین آن حاضر ہون
گذرتی ہے مری ہر دم بیان وصف ترا
زیادہ طول نہ دا ہے سخن تمام کرو
دعا جناب الٰہی مین ہے یہ صبح و مسا
گلیم و خرقہ ہو جبتک فقیرونکی پوشش
زبانون پہ ہو رواں جبتلک کہ نام خدا
یہ سایۂ قدم پاک تا قیامت ہو

اور جو اس قصہ کو ملاحظہ کرے وہ یہ نہ سمجھے کہ فسانۂ عجائب کا جواب لکھا ہے جتنا لکھا ہے لاجواب لکھا ہے نہین مرزا صاحب یگانہ ہین یکتا سے زمانہ ہین وہ موجد ہین ہم مقلد ہین فرق یہ اس قدر کہ ہم کس مرزا صاحب پرانے آدمی ضعیف پھر کہان اونکی تالیف اور کہان ہماری تصنیف ہم نوجوان وہ صد باران دیدہ سنجیدہ فہمیدہ پیر کہن پھر کہان فسانۂ عجائب اور کہان سروش سخن نگس کو ہما کے ساتھ کیا ہمسری ذرے کو سہا سے کیا برابری جو لوگ دفتر مرتب سمجھے وہ البتہ ہمارا مطلب سمجھے مگر صاحب موصوف نے جو اپنی تالیف مین بیچارے میر امّن دہلوی کو بنایا ہے اپنی زبان کی تیزی سے اوس صاف گو کو ایک آدھہ کڑا فقرہ سنایا ہے تو ہم بھی اب کہتے ہین کہ سرور لکھنوی نے اٹھارہ مرتبہ فسانۂ عجائب کو درست کیا جو فقرہ ذرا سست پایا اوسے چست کیا مگر غلطی نظر آئی کئی مرتبہ کتاب چھپی مگر وہ بات نہ چھپی قصہ اپنا از سر نو ملاحظہ فرمائین ابتدا سے انتہا تک دیکھہ جائین اور سمجھین کہ کئی جگہ تانیث کو تذکیر لکھا ہے اور تذکیر کو تانیث باندھا ہے ارباب بینش پر سب آشکارا ہے حاجت تصریح نہین اکثر غلط ہے بالکل صحیح نہین حق تو یہ ہے کہ جو اردوے معلّے کی زبان نہین جانتا تذکیر و تانیث نہین پہچانتا جو شاہجہان آباد مین نہین رہا ہے جسنے دربار شاہی نہین دیکھا ہے وہ فسانہ کیا لکھے اوسکا منہ کیا ہے یون تو کہنے کو بہت سے داستان گو دہلی اور لکھنؤ مین مارے مارے پھرتے ہین اگر وہ بھی چاہین تو فسانہ لکھہ ڈالین تھوڑا کام کرکے بڑا نام کرین متقدمین کے سخن پر نکتہ چینی کرین اونکے کلام مین کلام کرین جیسے لکھنؤ کے بعض شاعر اونکے باپ دادا سب سیکھے سکھائے دہلی سے آکے یہان آباد ہوے وہ اب ہر فن کے موجد بنے سب شاعرون سے

اُستاد ہوئے انصاف کیجیے تعلی کی نہ لیجیے مرزا محمد رفیع السوداؔ اور خواجہ میر دردؔ اور خواجہ محمد نصیرؔ اور میر حسن صاحب مصنف مثنوی سحر البیان یہ سب صاحب کہان کے تھے میر تقی صاحب غفران مآب تو بادشاہ شاعران اوستاد سارے جہان کے تھے اس مین تو کسیکو جائے گفتگو اور تقریر نہین اور اگر ہو تو ع آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہین ٭ انکو جانے دیجیے اب غور کیجیے کہ اس زمانے مین غالب نامی سب شاعرون مین فرد ہی جسکے شدید خامہ کی ڈپٹ کے سامنے ہر صنف نظم و نثر مین تمام اساتذہ کا کلام گرد ہی ہندوستان سے ولایت تک تو ثانی نہین رکھتا غالب سب پہ غالب ہے آپ کا شاگرد ہو جو فن شاعری کا طالب ہے اوستاد کو لازم ہے کہ سوائے اپنے تلامذہ کے دوسرون کے کلام مین عیب لگائے حرف گیر نہو سعدی کس نیاموخت علم تیر از من ٭ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد ٭ اردو جنکی زبان اونھین پر لعن طعن ایسا بھی آدمی بے پیر ہو بقول حضرت نسیم دہلوی نسیم دہلوی ہم موجد باب فصاحت ہین ٭ کوئی اردو کو کیا سمجھے کہ جیسا ہم سمجھتے ہین ٭ اور ہمنے جو اس قدر صاف صاف لکھا ہی اب اسپر بھی آزردہ کوئی مغرور ہو تو خیر ہم شعر نہین کرتے رہت گفتار مین کج بحثی سے بیزار ہین اسمین اب کسیکو الم ہو یا سرور ہو ارباب دانش اور اصحاب بینش سے یہ التماس ہے کہ فقیر اس نثر کو لکھکر اوستادی کا دعوے نہین کرتا نا شاعر کا دم نہین بھرتا کسی سے انعام کی خواہش کسی کو نذر دینا مقصود نہین ہی اپنی التجا کسی سے سوائے معبود نہین ہے امیدوار ہون کہ اگر اسمین کسی طرح کی غلطی ملاحظہ فرمائین تو اسکو اپنی وفور مہربانی سے چھپائین اور سمجھین کہ دہلی کا رہنے والا ہے محاورہ اور روزمرہ سے لکھنؤ کے ابھی نا آشنا ہی واللہ ولی التوفیق وہو خیر الرفیق

آغاز داستان پیدا ہونا شہزادہ آرام دل کا اور ملاحظہ کرنا تصویر ملکۂ حسن افروز حور شمائل کا اور مائل ہونا اوس پر دل کا اور روانہ ہونا مجموعے کے ہمراہ اوس نیم بسمل کا

پلا ساقیا آب گلگون کا جام ۔ کہ آتا ہی عالم مین ماہ تمام
لگا دی ہے بوٹی گلاب پیکر مہ ۔ کرون سیر باغ ارم جی مین ہے

راویان اخبار کہن و مصوران پیکر سخن تصویر اس داستان کی صفحہ بیان پر یون کھینچتے ہین

کہ سرزمین چین مین ایک بادشاہ تھا نہایت عادل و باذل دریا دل رعیت پرور عدالت گستر عموم
عدل و احسان اوسکا رشک افزای عدل کسری اور نوشیروان تھا جود و سخا مین حاتم کا کیا ذکر ہے
محیط اعظم اوسکی وسعت فیض سے بصد پیچ و تاب امواج انگشت بدندان تھا اوسکے عہد معدلت مہد
مین زبردستون کو زیردستون سے تعدی پیش آنا موجب جرم و یقین پاداش تھا ہر ایک قوی کا
دل ہر ضعیف کی فریاد کی بیم سے مانند دندانہ تشدید اندیشہ مند خراش تھا سب کا جام تمنای نشاط
سے سرشار تھا خنک ہر طبیعت کا ہمرنگ گلشن و گلزار تھا بہت بادشاہ اوس شہنشاہ گردون بارگاہ
کے خراج گذار تھے اور غاشیۂ اطاعت کا دوش پر رکھکر بندۂ فرمانبردار و جان نثار تھے خصائل خجستہ
اور شمائل میمنت افزا سے اسکو کام تھا فرخ سیر کجکلاہ اوس شاہ عالیجاہ کا نام تھا مگر اوس شاہ گردون
وقار کا باین جاہ و حشم دور کنندہ غم کا شانۂ امید کا روشن کرنے والا کوئی فرزند سعادت توام نتھا چراغ
دودمان دولت فروغ بخش عالم نہ تھا کس لحظہ یہ الم دل سے بہم نہ تھا کس دم اس درد سے لب پر آہ و
نالہ پیہم نہ تھا کون ساعت تھی کہ جگر کا داغ سوزان نہوتا کون وقت تھا کہ رنج و آلام سے گریان نہوتا جب
خیال جگر گوشۂ تمنا کا آتا تھا دونون ہاتھون سے کلیجہ تھام کر اشک حسرت چشم تر سے بہاتا تھا سلطنت کو
بے وجود فرزند دلبند کے خاک کے برابر جانتا شہریاری اور حکومت کو وارث تاج و تخت کے نہونے
سے باغ خزانی سے بے رونق تر جانتا شب و روز بصد سوز بدرگاہ حق جل و علے یہ دعا ورد زبان تھی اسکا
مناجات کی تکرار وظیفہ کام و دہان تھی مولانا نظامی قدس سرہ تو گفتی ہر آن کس کہ در رنج و تاب
دعاے کند من کنم مستجاب ÷ چو عاجز رہانندہ دانم ترا ÷ درین عاجزی چون نخوانم ترا ÷ ای چارہ ساز
بیچارگان و ای فریادرس بیکسان تو نے اپنے فضل و احسان سے مجھہ حقیر عاجز کو اس رتبے پر پہونچایا
ایسا مرتبہ بڑھایا کہ ایک عالم میری تحت حکومت کیا میرے آگے گردن کشون کا سر جھکایا سارے
مخلوق سے ظل اللہ کہوایا اور یہ توفیق بخشی کہ اس نشۂ دولت مرد آزما سے مستی غفلت ہوش با نہوئی
اپنے رجوع ہر کار مین تیری درگاہ کے سوا نہوئی اب آفتاب حیات لب بام آیا سفید بال آئے موت
کا پیام آیا تیرے فضل سے مجھہ بندۂ ناچیز کی خاطر کیا کیا مہیا نہوا مگر کوئی فرزند ارجمند ثمرۂ زندگانی اس
گمنام کی نشانی اب تک پیدا نہوا کہ بعد میرے وارث تاج و دیہیم کا ہوتا اور فرمانروا اس اقلیم کا ہوتا تیری
ذات دستگیر درماندگان اور وحدہ لاشریک ہے میری مشکل کشائی اور حاجت روائی اوسکے کارسازی
نزدیک ہے گل مراد مجھہ بے بنیاد کا نسیم فضل عمیم سے اپنے شگفتہ اور خندان کر بحق اولاد رسول مقبول آل
صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم اسی دلاولدی کا جلد درمان کر مصنف امید وار کیون نہون مین تجھہ

کریم ہے ❊ تو نومید کیون ہو ترے فضل عمیم سے ❊ یہ آہ پرتاثیر اور دعائے شبگیر اس ہمایون خصال فرخ فال کی پایۂ اجابت کو پہونچکر بدرگاہ مجیب الدعوات قبول ہوئی آرزوے خاطر برآئی تمناے دل حصول ہوئی آثار امید فرزند کے نمایان ہوے بانوے شاہ حاملہ ہوئی چراغہاے مراد خیر طلبوان کے شبستان بخت مندی مین فروزان ہوے بعد گذرنے نو مہینے کے ایک لڑکا مہ پارہ سپہر خوبی کا ستارہ برج حمل نواب خاص محل سے پیدا ہوا ہر خرد و کلان اوس ماہ تابان پر بلا گردان ہوا خورشید انور اوس صورت زیبا کا شیدا ہوا

سراپا از مصنف عفی اللہ عنہ

تھی وہ پیشانی کہ دیکھے جو کبھی ماہ فلک
آدمی کیا کہ ہوے قتل اشارہ مین ملک
اوسکی بینی کی لطافت کو رقم کیا کیجے
دھیان بوسے کے وہ خون کی پیتا ہے جھلک
نازنیجا سے وہین مشک ختن ہاتھ اوٹھائے
طائر رشتہ بیاب بنکے وہ رہجاے اٹک
صف دندان سے جو دی خامہ مین کو تشبیہ
کہ جیسے دیکھکے شرماتی ہے کندن کی دمک
حسن ہے کمر یار مین یہ پیچ کمن
پر نہین پایا نشان اوسکی کمر کا ابتک
اب ہو خاموش سخن طول سخن تا بکجا

مثل تصویر تحیر زدہ رہجاے جھجک
چشم فتان مین وہ شوخی کہ کسی دیکھی گل
دمبدم ناک مین دم لاتی ہے نتھنونکی پھڑک
کان وہ کان ملاحت کہ نکھیے سنے
تو کبھی لف معنبر کی جو پہونچے اوس تک
لب جانبخش وہ ایسے کہ کلام شیرین
ناز در در سے کہے عشوہ کہی چل نیا سرک
اسکی گردن کی صراحی کا اگر وصف کرون
آنکھہ پر اپنی مہ و خور کی لگا کر عینک
بچہ مہر لگا منہ کی بلائین لینے
کتنی لکھہ چکیا فسانہ کی عبارت ابتک

تیغ ابرو کی وہ برش کہ دم خونریزی
مارتا تھا گل نرگس کی چمن مین چشمک
کیا نزاکت کہون اوسکے کہ گل حنا کی مین
ہے تمنائے سخن یہ کہ مین پہونچون اوس تک
تار گیسو جو نظر آئے دل شیدا کو
دم عیسی کے برابر ہو جو پہونچے وہ ان تک
چہرے پر رنگ طلائی کی بہار ایسی ہے
رشک سے گردن مینا بھی ابھی جاوے چھلک
روز و شب شرق سے تا غرب وہ کرتا ہے ملا
جس دم آغوش مین مادر کی گیا وہ بالک
الغرض ارکان دولت نے اس مژدہ

روح افزا کی خبر اوس شاہ نیاز مند درگاہ بے نیاز گوش بر آواز کو پہونچائی بادشاہ نے بقول میر حسن

یہ سنتے ہی مژدہ بچھا جانماز	کیے لاکھہ سجدے کہ اے بے نیاز	تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار	نہو تجھسے مایوس امیدوار

اور بعد نماز شکرانہ حکم دیا کہ آج سے چھہ روز تک سب امیر و وزیر غریب و فقیر اپنے اپنے گھر مین جشن کرین خزانہ عامرہ سے واسطے مصارف کے جشن قدر درکار ہو طلب کرین سب نے چھہ روز تک خوشی کی بعضون نے اندازہ سے زیادہ بادۂ نشاط اور مے انبساط سے مست ہو کر فکر دین و دنیا سے فراموشی کی بادشاہ نے دو ہفتہ جشن جمشیدی کیا حاجتمندون کو اس قدر دیا کہ اب تک اس ملک مین کوئی محتاج نظر نہین آیا

جنھون نے کوڑی آنکھون سے نہ دیکھی تھی اونھون نے لعل و گہر کا ذخیرہ پایا صبح ولادت شاہزادہ محسود صبح
عید تھی نامرادون کے قفل بستہ کی کلید تھی الغرض تولد شاہزادہ کی خبر ہر ایک کو معلوم ہوئی اور اوس
بدر درخشان کے حسن وجمال کی آفاق مین دھوم ہوئی بسکہ وہ جگر پارہ آرام دل وجان اور راحت
روح وروان تھا اسلیے **آرام دل** نام رکھا لیل و نہار پرورش سے کام رکھا جب چار برس کامل گذر گئے
مرادون کے دن بھر گئے پانچوان سال شروع ہوا نیّر اقبال کا مشرق اجلال سے طلوع ہوا موافق
رسم وآئین اوس دیار کے بڑی دھوم دھام بکمال عزو احتشام سے اوس ابجد خوان مکتب خوبی کی
بسم اللہ ہوئی خلق کو دو چند رفاہ ہوئی **مصرعہ** ہوگیا بسمل بعلم اوسکا بسم اللہ مین ✣ ادیب در اتالیق
ادب کے سکھانے کے لیے علما اور فضلا علوم پڑھانے کے لیے معین ہوئے تیر انداز نیزہ باز چابک سوار
اور ہر قسم کے اہل کمال ہر ایک ہنر بتانے کے لیے مقرر کیے گئے شہزادہ بسکہ فکر بلند ذہن رسا اور طبع
ارجمند رکھتا تھا دس برس مین تمام علوم سے ماہر اور جمیع فنون پر قادر ہوا جب وہ غیرت ماہ بدر کامل
ہوا اور چودھوین سال مین داخل ہوا اسیر کا شوق شکار کا ذوق پیدا ہوا گاہ گاہ شام و پگاہ **نواب
شاہ زمان** وزیرزادہ کہ شاہزادے کا ہمسن انیس اور جلیس رات دن تھا **آرام دل** کے ہمراہ شکارگاہ
مین جایا کرتا چرند اور پرند جانورون کے صید وشکار سے دل بہلایا کرتا ایک روز حسب دستور شہزادہ مع
وزیرزادہ واسطے شکار کے تشریف فرما ہوا مرغزار مین پہونچکر چند غزالان شوخ چشم صحرا گرد اور آہوان
دشت نورد کو ناوک دلدوز سے شکار کیا جو کوڑی بھولا اوسے کمند ہمسر زلف مین اپنے اسیر و گرفتار کیا
پھر دولت سرا کو مراجعت کی آگے جانے کی فسخ عزیمت کی اب عشق کی حیلہ سازی حسن کی فتنہ پردازی
دیکھیے واقعہ تازہ سنیے کہ محمود نام تاجر باشندۂ فارس نے خاص شہزادے سے دیوان عام مین
ملازمت حاصل کی نفائس تجارت پیش کیے **آرام دل** نے فرمایا کہ ای محمود کوئی چیز نادر بھی
لائے ہو اوسنے قدمبوس ہوکر عرض کی کہ ایک تصویر نادرۂ روزگار لایا ہون حضور کے ملاحظے کے
قابل جانتا ہون یہ کہا اور تصویر شہزادے کے حضور مین پیش کی پھر دست بستہ التماس کیا کہ ای
مرشدزادہ عالم یہ تصویر ملکہ **حسن افروز** فارس کی بادشاہزادی کی ہے غور تو فرمایے کہ
نقاش ازل نے کلک قدرت سے صفحۂ دنیا پر اس طرح کی تصویر کبھی کھینچی ہے اور چشم وگوش فلک
نے باین عظمت وشان ایسی پری رشک ماہ تابان آج تک سنی ہی یا دیکھی ہی **شعر** قمر کی یہ خورشید
تصویر ہے ✣ گلے مین ستارون کے زنجیر ہے **آرام دل** کی نظر جو اوس تصویر دلپذیر پر پڑی
یکنگاہ آرام دل کھو بیٹھا ہیہات زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا جنون سر پر سوار ہوا کمبخت عشق

گلے کا ہار ہوا طرفۃ العین مین حشر برپا ہوگیا بقول شخصے ع دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہوگیا + جنس سوداگر
کا خریدار تھا اپنا ہی متاع صبر و خرد اس شہنشاہ حسن و خوبی کے نذر کیا پنجہ شوق نے گریبان صبر کو چاک
کرنے مین کوتاہی نکی اضطراب کو آغوش مین لیا وہ چشم کہ نرگس شہلا پر چشمک زن تھی ہمتا نے دیدۂ
اوس غزال صحراے خوبی کے گریان ہوئی اور وہ زلف کہ سنبل زار پر مشک افشان تھی فراق مین
اوس نونہال گلستان خوبی کے پریشان ہوئی وہ دل کہ غم و الم سے فارغ تھا دام گیسو مین گرفتار
ہوا اور وہ سینہ کہ مثل آئینۂ رونماے راحت تھا تیر بیداد عشق سے فگار ہوا رنگ ارغوانی چہرۂ
تابان سے اوڑگیا زعفرانی رنگ سے وہ رخ زیبا برنگ دیگر جلوہ آرا ہوا جب جوش جنون فزون
ہونے لگا گھبراکر محمود سے یہ فرمایا اور بے اختیار رونے لگا **مومن خان دہلوی مرحوم**
کر علاج جوش وحشت چارہ گر + لادے اک جنگل مجھے بازار سے + اے یار و مساز جلد میرے درد
کی دوا بتاؤ ورنہ جان سے گیا میرا دم چلا محمود نے دیکھا کہ یہ عجیب گل کھلا طرفہ ماجرا ہوا خوف سے اس
اتفاقات زمانہ پر حیران ہوا گھبراکر سمجھانے لگا لڑکا جانکر بہلانے لگا کہ حضور خیر ہے عقل و شعور
مین پیر ہے آپ کا کدھر خیال آیا بے وجہ طبع نازک پر ملال آیا کہان حسن افروز بدبخت کہان
حضور کی شان و شوکت اور تاج و تخت وہ بیان تو فقط تفریح خاطر کے لیے تھا اس سے نہ غرض
مطلب نہ تھا **آرام دل** نے ایک آہ سینۂ سوزان سے بھری تصویر چھاتی سے لگا رونے لگا
یاد دلدار مین اشکون سے منہ دھونے لگا اور کہنے لگا اے محمود تو آپ ہی آگ لگاتا ہے پھر پانی کو
دوڑا جاتا ہے وہ جملہ درست تھا اب فقرہ بازی ہے وہ سلسلہ چست تھا اب جعلسازی ہے واسطے
اوس معبود حقیقی کے جسنے تجھے پیدا کیا اور مجھکو اوس محبوبہ کی تصویر پر شیدا کیا جلد مجھکو وہان پہونچا
بیقرار ہون مجھ ناکام کو اوس گل اندام سے ملا مین ہمیشہ ممنون منت احسان رہونگا مشکور بدل و
جان رہونگا محمود نے کہا اے شہزادے دیکھ کیا ستم کرتا ہے کوچۂ عشق مین کیون قدم رکھتا ہے
نسیم وان موج ہوا ہوا پہ اژدر + وان ریگ زمین زمین پہ اخگر + مرغان ہوا مین ہوش راہی +
نقش کف پا ہین ریگ ماہی + سایہ کو پتا نہین شجر کا + عنقا ہے نام جانور کا + ارے نادان
کہا مان عشق کو آسان نجان رات دن غم و غصہ کھائیگا آخر الامر سواے حسرت و افسوس کچھہ ہاتھ
نہ آئیگا یہ عشق کمبخت بڑا ظالم بیرحم ہے ارے ظالم اب بھی سمجھ زلف کافر کے پھندے مین اپنے
تئین مت پھنسا اگر کچھ فہم ہے نہین تو یاد رہے کہ دین و دنیا بھول کر مجنون کی طرح صحرا نورد و دادۂ
کوہ و بیشہ ہوگا عالم مین مشہور جنون پیشہ ہوگا اس دریاے ذخار ناپیدا کنار کا پتہ نہین بے انتہا

پایاب ہے اوسکا ڈوبا ترتا نہیں یہ تلوار کا گھاٹ ہے اے نادان تو نے سنا نہیں **امانت لکھنوی**

عشق وہ گل ہے کہ دامن میں ہین جسکے سو خار
عشق وہ نخل ہے جسمین نہ لگا پھل اک بار

عشق وہ میوہ ہے جسمین نہیں لذت زنہار
عشق وہ باغ ہے جس مین کبھی آئی نہ بہار

عشق وہ شاخ ہے جسمین نہیں پتا دیکھا
عشق وہ غنچہ ہے جسکو نہ شگفتا دیکھا

یہ وہ گلشن ہی کہ تاراج کرے عیش کا باغ
یہ وہ گلدستہ ہے پھولونکے عوض جسمین ہین داغ

یہ وہ نکہت ہے کہ بلبل کا پریشان ہو دماغ
یہ وہ جھونکا ہے کہ جو زیست کا گل کردی چراغ

سرو اس باغ سے گلزار کا سطلخ ہو جاے
اوس شبنم یہ پڑے آتش گل یخ ہو جاے

یہ وہ دریا ہے کہ ساحل کا نہین جسکے پتا
یہ وہ ساحل ہے کہ لب تشنہ ہین جسپر صدہا

یہ وہ طوفان ہے کہ ڈالے تہ گرداب بلا
یہ وہ قطرہ ہے کہ اک پل مین بنے سیل فنا

یہ وہ ہے موج کہ خنجر کی روانی دکھلاے
یہ وہ ہے گھاٹ کہ تلوار کا پانی دکھلاے

اے شہزادے اس خیال خام کو دل سے دور کر خاطر آشفتہ کسی طرح مسرور کر **آرام دل** نے کہا اے مونس غمخوار و اے ہمدم شیرین گفتار میرا تو یہ حال ہے **شعر** جان تک اوسکی محبت مین گنوا بیٹھے ہین ✤ ہاتھ جینے سے سر دست اوٹھا بیٹھے ہین ✤ تو کسکو نصیحت کرتا ہے کسکو سمجھاتا ہے ناحق کیون بیہودہ بکتا ہے مجھے بھی بکواتا ہے **بیدل** تو و پندہاے خوش ہمن بتو ناصحا چہ خبر ازین ✤ کہ ز خنجر مژہ کسی چہ گذشت بر جگر کسے ✤ محمود کہ بڑا مرد دانا نہایت عاقل و فرزانہ گرم و سرد روزگار دیدہ آدمی سنجیدہ و فہمیدہ تھا سمجھا کہ جادوگر عشق نے فسونگاری کی یہ بلا سر پر آئی کتنا ہی بکونگا یہ ہرگز نہ مانیگا زیادہ سمجھاونگا تو دشمن جانیگا **نسیم** مجنون ہوا گر تو فصد نہ لیجے ✤ سایہ ہو تو دوڑ دھوپ کیجے ✤ کچھ روگ جو در پے خلش ہو ✤ درمان کے لیے دوا دوش ہو ✤ بیماری عشق لادوا ہے ✤ اس باغ کی اور ہی ہوا ہے ✤ آخر تو یہ جی سے اپنے ہی تنگ ✤ ایسا نہو لائے اور کچھ رنگ ✤ یاد آئین جو ابروان خمدار ✤ رستے نہ کہین گلے یہ تلوار ✤ ناچار دلداری کرنے لگا اوس زاویہ نشین حزن کدۂ الم کی غمخواری کرنے لگا اور کہا اے شہزادے اگر یہی بات جی مین سمائی ہے ایسی ہی لہر آئی ہے تو ذرا صبر کر چندے دل پر جبر کر پھر دیکھ کہ پردۂ غیب سے کیا عیان ہوتا ہی آئینہ مراد سے کیا نمایان ہوتا ہے ایسی بے قراری اتنی آہ و زاری دشمنون کو بیمار کرے گی رسوائے کوچہ و بازار کرے گی للہ ذرا اپنے تئین سنبھال رنج و الم خاطر غمگین سے نکال خدا کو یاد کر کہ یہ جوانی مفت نہ برباد کر اوسکی ذات جامع المتفرقین ہے کسی صورت

سے ایسی شکل نکل آئیگی کہ در جانان تک رسائی ہو جائیگی خاطر نازک کیون رنجور ہے تصویر
دکھلائی میراہی قصور ہے خیر اب نے آغاز کیے کو آپ انجام دونگا تحسین دلدار تک پہونچاؤنگا آرام دل
نے کہا اے محمود کیا کہون سحر درد فرقت کو پہونچتی نہین ایذا کوئی ٭ دل مین بیٹھا ہوا ملتا ہے
کلیجا کوئی ٭ داغ سینے کے ابھرتے ہی چلے آتے ہین ٭ جب کسی طرح ٹھہرتا نہین بہلا کوئی
دشت غربت مین خضر تک نہین ملتے ہمکو ٭ راہ مقصود بتادے نہین اتنا کوئی ٭ یہ کہا اور اوسی
وقت سامان سفر کی طیاری کا حکم دیا محمود نے دستار سر سے اوتار شہزادے کے قدمون پر رکھی
اور عرض کی کہ حضور بہر خدا اتنی جلدی نہ کیجیے ایسا نہ گھبرائیے ذرا دل کو تسکین دیجیے رات بھر توقف
فرمائیے صبح اختیار باقی ہے حضور جب توسن اقبال پر سوار ہونگے غلام بھی ہمراہ رکاب چلیگا
نصرت و فیروزی جلودار ہونگے ایکدم قدم نچھوڑونگا اطاعت سے کسی شکل منہ نہ موڑونگا آرام دل
نے کہا ہان سچ ہے لا اعلم گذرتی ہے جو دل پر مبتلا کے مبتلا جانے ٭ جو ہو بیدرد وہ درد دل بیمار کیا جانے
عبث کرتا ہے تو فکر دوا اے چارہ گر بیٹھا ٭ ابھی جا بھی مزا اس درد کا تیری بلا جانے ٭ اے رہنمائے
کوچۂ محبت حال زار کیا بیان کرون کیفیت بیقراری دل کو کیونکر عیان کرون **شعر** سینے مین
طپش دل کو ہے بسمل کے برابر ٭ بسمل بھی نہ تڑپیگا مرے دل کے برابر ٭ محمود نے کہا حضور
یہ سب بجا ہے اسمین شبہہ کیا ہے عشق بڑی بلا ہے وامق و فرہاد کو اسی نے تباہ کیا ہے مگر
صبح تک تامل فرمائیے منزل مقصود کچھ بعید نہین رات کی رات ٹھہر جائیے زیادہ گفت شنید نہین
عرض **آرام دل** نے محمود کے اصرار و عجز و انکسار سے رات بھر صبر کیا دل پر کمال جبر کیا مگر اس
کمان ابرو کے شوق مین تمام شب جلایا کیا اوس گلبدن کے جذبۂ اشتیاق مین سینۂ بے کینہ
پر داغ کھایا کیا جب دل پر صدمہ کمال ہوتا تھا یہ غزل پڑھ کے روتا تھا **آغا حسن**

جلایا یار نے ایسا کہ ہم وطن سے چلے
مثال شمع کے روتے اس انجمن سے چلے
ہزار طرح کی رنگینیان ہون غنچے مین
مجال کیا کہ جو بڑھکر ترے دہن سے چلے
جو دسترس ہو تو ہاتھون سے تار تار کرے
جنون کا زور ہین مرگ اگر کفن سے چلے

آخر اسی آہ و زاری اور بیقراری مین گریبان سحر چاک ہوا ننگ و ناموس کا قصہ پاک ہوا
اودھر نمود سحر ہوئی ادھر دل ستم رسیدہ ہجران دیدہ کو فورا خبر ہوئی جب شاہد ماہتاب ہزاران
کرشمہ و ناز حجاب مغرب مین روپوش ہوا اور آفتاب عالمتاب مثل عاشقان سینہ فگار
ہر اے مشرق سے نکل کر مسافرانہ خانہ بدوش ہوا **آرام دل** نے دو اسپ [illegible]

اصطبل خاص سے طلب فرمائے داروغہ حسب الحکم دو گھوڑے بادرفتار کہ جنکی سبک خرامی کی نسیم
سحری قسم کھاے تیز رفتاری مین بادِ صرصر نقش قدم سے پیچھے رہجاے فی الفور حاضر لایا آرام دل
نے محمود سے فرمایا کہ بسم اللہ سوار ہو اب کوئی طرح کی تکرار ہو شمشیر ولایتی کمر مین لگا کر رکاب مین
پانوئن ڈالا اور یہ شعر سلطان عالم شاہ لکھنؤ کا پڑھا اختر در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہین
رخصت اے اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہین ⁂ چند عدد جواہر بے بہا اوس لعل نایاب کان عشقبازی
نے خانۂ زین مین رکھہ لیے اور بتلاش دلبر روانہ ہوا محمود کہ اپنی اس حرکت نا محمود سے نہایت پشیمان
تھا خجالت سے سر در گریبان تھا بپاس سخن اور بمقتضاے محبت دوسرے گھوڑے پہ سوار ہو کر
دنبال شہزادے کے روان ہوا قریب پہونچکر کہا کہ حضور نے وفور بیتابی سے تنہا چلنے کا قصد فرمایا
ہی ایک جلو دار تک ہمراہ نہین آیا ہے اس قدر بے سامان سفر کرنا نا زیبا ہے اندیشہ کا مقام ہی
رہ نوردی سخت بلا ہے آرام دل نے کہا اے محمود بیکسون کا اللہ والی ہے غور کر کہ ہم تنہا
نہین یہ ہماری خوش اقبالی ہے حضرت عشق ہمراہ ہین علم بردار نالہ و آہ ہین چتر داغ جنون سر پہ ہے
دل بیتاب رہبر ہے روح مجنون و فرہاد درکاب مین ہی جان والمق ناشاد زمرۂ احباب مین سے
اس شان و شوکت کی سواری ہے یہ سب طیاری ہے پھر کیون کسیکو ہمراہ لیتا کس واسطے
تکلیف دیتا حضرت اوستادی غالب مدظلہ مانع وشت نوردی کوئی تدبیر نہین ⁂
ایک چکر ہے مرے پانوئن مین زنجیر نہین ⁂ شوق اوس دشت مین دوڑاتا ہے مجھکو کہ جہان ⁂
جادہ غیر از نگہ دیدۂ تصویر نہین ⁂ القصہ بشتیاق خیال جانان دمساز محمود دلسوز ہمراز حال دل کہتے سنتے
باگ اوٹھائے چلے جاتے تھے راحت و آرام کا تصور بھی دل مین نہ لاتے تھے اس قدر در جانان
پر پہونچنے کا اشتیاق تھا رستہ کاٹنا اتنا شاق تھا کہ گھوڑون کے ہلاک ہونے کا مطلق نہ خیال
تھا یہ غزل ورد زبان تھی اور عجیب حال تھا میر وزیر علی صبا گھر سے وحشت جو مین نے سر و سامان

نکلا ⁂ کوہ فرہاد سے مجنون سے بیابان نکلا	شکل ملبوس ہوئی جامہ دری مین خارج
تا بدامن مرے ہاتھون سے گریبان نکلا	روز و شب فرقت جانان مین بسر کی ہمنے
مجھ سے کچھ کام نہ اے گردش دوران نکلا	آستین ہر گھڑی چڑھتی ہے مرے دامن پر
دست وحشت بھی عجب رستم دستان نکلا	بحث گریہ رہی مرغان چمن سے کیا کیا

اے صبا پر نہ بچارہ دل نادان نکلا ⁂ ایک روز چلتے چلتے دن تمام ہوا شام ہوئی وقت آرام
ہوا مگر کہین کوئی انسان آبادی کا نشان نظر نہ آیا محمود شہزادے کو اوسی صحرا کے سبزہ زار مین

ایک درخت کے نیچے لایا اور کہا یہان جانورونکو راحت ہوگی شدہ دور کی بھی دور کلفت ہوگی ❊
آرام دل نے ایک آہ کھینچکر کہا لا ادری عشق جب سر پہ چڑھا آن کے راحت کیسی ❊
جبکہ الفت مین قدم مارا تو کلفت کیسی ❊ غالب سرگشتگی مین عالم ہستی سے یاس ہے ❊
تسکین کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے ❊ پھر نشست مرکب سے اوترا اور درخت کے
نیچے بیٹھ گیا خیال جانان مین شب ماہ کی سیر جو آنکھون سے گذری شکل مرغ اثر کشتہ دم بسمل
کے تڑپتا تھا اور یہ مطلع پڑھتا تھا شہیدی ذبح کرتی ہے مجھے بے تیغ و خنجر چاندنی ❊ کس قدر
بے رحم ہے اللہ اکبر چاندنی ❊ پھر جو دل بیچین ہوا تو ملکہ حسن افروز کی تصویر کہ حرز جان تھی
بازو سے کھولکر سامنے رکھی پہلے تو بلائین لین اور قربان ہوا پھر کنار شوق مین لیکر گویا ہمزبان
ہوا مصنف غضب ہے آفت جان ہے ابھی سے تو لڑکپن مین ❊ شرارت کوٹ کے حق
نے بھری ہے تیری چتون مین ❊ غالب چاہیے اچھون کو جتنا چاہیے ❊ یہ اگر چاہین تو پھر
کیا چاہیے ❊ محمود نے کہا حضور کیون غم کھاتے ہین ناحق صدمے اوٹھاتے ہین نظر بفضل باری
چاہیے اوسی کی یادگاری چاہیے انشاء اللہ تعالے قریب تر زمانہ وصل دلدار ہے تھوڑے
عرصے مین دریاے غم سے بیڑا پار ہے آرام دل چپ ہوگیا جب بہت رات گذری بجاے
غذا غم و غصہ کھایا پانی کی جگہ آنسوؤن کے گھونٹ پیے جب خوب جی بھر گیا رنج و الم اپنا کام
کر گیا خواب غشی نے بارگاہ چشم مین باریابی بیٹھے بیٹھے نیند آئی بیساختہ فرش زمین پر گر گیا محمود
سمجھا کہ شاید آرام کیا فرط محبت سے پانوں دابنے لگا آنکھون سے تلوے سہلانے لگا ❊
آرام دل خیال دلدار مین بیہوش از خود فراموش خواب سے ہم آغوش ہوگیا محمود بھی گردش
فلک کینہ ور سے بے خبر اور روباہ بازی زمانۂ دون پرست سے بیخطر ہو کر قریب شہزادے کے سو گیا

داستان غائب ہوجانا آرام دل کا عالم خواب مین اور پہونچنا ملک داراب مین اور شادی ہونا صنوبر پری پیکر و ہانکی شہزادی سے

لا ساقی ذرا تو بادۂ ناب دے جلد مے مغانہ مجھکو	دے جلد مجھے کہ اب نہین تاب یاد آیا ہی اک ترانہ مجھکو	اک جرعۂ مے مجھے پلا دے	اب دختر رز سے تو ملا دے

راویان داستان کہن وطی کنندگان عرصۂ سخن میدان وسیع بیان مین اس طرح گرم جولان ہوے ہین کہ ملک داراب مین ایک بادشاہ تھا

اوسکی ایک لڑکی تھی صنوبر نام نہایت نازنین اور گل اندام اوس شہزادی کی نسبت کسی اور ملک کے شہزادے سے قرار پائی تھی چند روز کے بعد وہان کا بادشاہ بافوج جرار و خزانہ بیشمار واسطے انجام اس مرام کے آیا شہر پناہ کے باہر اوسکا قیام تھا وہان کے بادشاہ سے شادی کے باب مین کلمہ و کلام تھا اور اودھر بھی انتظام تھا اتفاقاً لال پری اور سبز پری دونون بہن اپنے تخت پر سوار کسی سمت واسطے سیر کے جاتی تھین بالا بالا اس شادی کے شہر مین گذر ہوا تخت سے اوترین اس جلسے کا تماشا مد نظر ہوا شہر دیکھا غیرت گلستان نمونہ باغ رضوان تمام بازار آراستہ دوکانین سب پیراستہ ہر فرد بشر سرخ پوش ہر ایک معشوق غمزہ و ادا مین بیباک نشہ حسن سے مدہوش نہرون مین فوارے جاری ہر کوچہ و بازار کی نئی طیاری تمام شہر مین شادی کی دھوم جا بجا صدہا آدمیون کا ازدہام ناچ رنگ کا سر انجام **مثنوی** عجب طرح کا شہر تھا دل فزا + کہے تو نمونہ تھا فردوس کا + اور شہر پناہ کے باہر عجب کیفیت تھی صدہا خیمہ استادہ ہزارہا سوار اور پیادہ جوانون کے دل توپخانون کے بادل آدمیون کی یہ کثرت کہ شانہ سے شانہ چھلتا تھا وہم و خیال کو بھی رستہ نملتا تھا ہر خیمے مین شاہدان دلنواز کرشمہ و ناز کا ساز و انداز سرگرم نغمہ سرائی بات بات مین دلربائی شہانے مین کانڑے کی الاپ گھنگرون کی صدا طبلہ کی تھاپ سرون کا باہم ملاپ بائین کی گمک مین کے جوڑون کی تکرار نغمہ آفرینی مین ہر ساز کی بہار مطربان خوش نوا کبھی امین کلیان کبھی بہار کبھی بھاکرا کبھی دیس گاتے ہین ہوش اہل بزم کے اوڑے جاتے ہین عالم سکوت ہے نشاط کارفرما ہے محویت محیط ملک و ملکوت ہے کسی کا خیال کی تانون پر خیال کہ ہے کوئی جھنجھوٹی کی دھن مین اس غزل کو گا رہا ہے سننے والونکا برا حال ہے **مصنف** آباد پھر ہوا مرا ماتم سراے دل + آتی ہے بار بار صدا ہاے ہاے دل + سنتے ہین ہم کہ آتش حسرت سے جلگیا + اچھا ہوا بلا سے یہی تھی سزاے دل + کب تک تمھارے ہجر مین خون ہوکے یہ بہے + پیارے کچھ انتہا بھی ہے آخر براے دل + کردینگے یہ ملائکہ مین حشر سا بپا پہونچینگے آسمان پہ اگر نالہاے دل + اس درد لا علاج کی کس سے کرون رجوع + عیسے کے پاس بھی تو نہ ہوگی دواے دل + قصہ بہت طویل کہانی دراز ہے + ناصح نہ پوچھ مجھسے تو کچھ ماجراے دل + سن مجھسے پہلے تھا یہ شگفتہ مثال گل + سب خار تھے نظر مین ہماری سواے دل گل سے بنا نہ بلبل زار ایک گل کو دیکھ + تسکین ہوئی ہمین کہ یہ تھی انتہاے دل + پر اب تو وہ نہ گل ہے نہ بلبل رہا مگر + اک آگ سی ہے سینے کے اندر بجاے دل + اب ہو گئی شراب محبت دو آتشہ +

دل اوسپہ ہی فدا تو سخن ہے فدا ہے دل ❊ اور نقار خانون مین شہنائی کا شور نوبت کی ٹکور
ہر ایک اپنی اپنی پوشاک سج رہا تھا باجون کے غل سے ایک ہنگامہ مچ رہا تھا پریون نے جو یہ سامان
دیکھا راجہ اندر کی صحبت کا گمان ہوا ایک شخص سے پوچھا کہ صاحب یہ کیا کارخانہ کیسا ہنگامہ ہے
وہ بولا ہماری شہزادی کی آج شادی ہے یہ بادشاہ برات لیکر آیا ہے ہمارے شاہ کو جو کمزور پایا ہے
تو اپنے بیٹے کے ساتھ کہ وہ شہزادہ نہایت کریہ منظر ہی ستدعا شادی کی رکھتا ہے اصل تو یہ ہے کہ
بڑا ستم کرتا ہے اور ہمارے شاہ کو ابھی اسکی خبر نہین ہوئی ہے دیکھیے کیا سانحہ درپیش ہوتا ہے
وہ شاہزادہ مردود ہوتا ہے یا بادشاہ کا خویش ہوتا ہے یہ سنکر لعل پری نے سبز پری سے کہا
کہ بہن ایسی صورت تو دیکھنے کے قابل اور سیر کے لائق وہ محفل ہے چلو ذرا دیکھہ آئین یہ مصلحت
کرکے دونون نے اپنی صورتین بدلین اور دو جوان خوشرو بنکر ہتھیار کمر سے لگا کر سیر دیکھنے چلین
رفتہ رفتہ ایک خیمہ فردوس منزل مین کہ جس مین خاص محفل تھی پہونچین دیکھتی کیا ہین کہ ایک کالا
بھوجنگا آبنوس کا کندا پانوٓن سے لنگڑا ہاتھہ کا ٹنڈا لال لال خونخوار آنکھین بھوین جیسے دو بچھو کے ڈنک ہے
ناک بیٹھی ہوئی ہونٹھہ لٹکے ہوے دانت مانند شریفے کے بیجون کے نمایان بال مثل تنکے کے سخت و
درشت پلک جیسے ڈورکہ جسمین صدہا مُریان اس جوانی مین گالون پر جھُریان سر مین کھجلی کے کھجائے
ایسے گڑھے پڑگئے تھے کہ سر ناہموار پہ مندیل باندھنی دشوار تھی ایک ہاتھہ کہ شانے سے غائب ہے
اوسکی شان عجائب ہے دوشالے مین چھپائے بیٹھا ہے دہنے پانوٓن کو کہ فالج زدہ ہے بائین
پانوٓن سے دبائے بیٹھا ہے غرض وہ شاہزادہ عجب ہیئت کذائی سے اوس مسند زرنگار پر کہ
قابل جلوس شاہان بلند اقتدار کے تھی بیٹھا ہوا تھا اپنی امنگ مین نشہ غرور کی ترنگ مین اینٹھا
ہوا تھا پریون نے جو یہ کیفیت دیکھی لاحول پڑھتی ہوئین باہر نکلین اور پھر اوسی تخت پر سوار ہوکر
کسی سمت روانہ ہوئین اب قدرت کبریائی زمانے کی کج ادائی دیکھیے کہ جس مقام پر وہ کشتہ خنجر ناز
محبوب مع اپنے رفیق کے سوتا تھا اتفاقاً اون پریون کا اودھر بھی گذر ہوا افسون کار عشق کا اثر ہوا
دیکھا کہ ایک جوان نازنین زہرہ جبین فرخندہ بخت قمر طلعت پری لقا بحر حسن کا در یکتا فرش زمین پر
توکل خدا کا تکیہ لگائے خواب غفلت مین پڑا سوتا ہے ماہ تابان اوس شہنشاہ حسن و خوبی کا پاسبان
ہی بار بار تصدق ہوتا ہے چہرہ مبارک سے فرشاہی نمایان ہے پیشانی مطلع الانوار مثل نیر اعظم تابان
ہے زلف مسلسل دلون کے قید کرنے کو زنجیر ہے مگر طرہ یہ ہے کہ خود بھی کسی زلف خمدار کا اسیر ہے
بیت ابرو مطلع دیوان خوبی ہے نقطہ انتخاب خال چہرہ محبوبی ہے یا مطلع دیوان ہلالی ہے

چشمۂ دہان بحر دُرِ افکار زلالی ہے اوسپر سبزۂ خط کی نمود ہے خضر چشمۂ زندگی کی حراست و نگہبانی
کے لیے موجود ہے مروارید دندان صدف دہان مین اس طرح پنہان ہین گویا دہن غنچہ مین موتیے
کی کلیان ہین چاہ ذقن کی چاہ مین دل عاشقون کا ڈانوان ڈول ہے نقد دل و جان اوسکے
ایک قطرۂ آب کا مول ہے دست نگارین شاخ مرجان ہین یا شمشاد کی دلاویز دو ٹہنیان ہین
سینہ کی صفا تختۂ بلور کی آب و تاب شاق ہے بلکہ گوہر کی آبرو خاک ہوئی جاتی ہے گیسوے مشکین
سیاہی مین بسان شب دیجور تاریک ہے کمر رگ گل کے مانند باریک ہے خلاصہ یہ ہے کہ سر سے
پائون تک نقش ہے قدرت حق کا ظہور ہے بیہوش شاہ خواب سے ہم آغوش سوتا ہے مگر بخت بیدار
ہے بظاہر کم سن ہے لیکن ناوک غم سے سینہ فگار ہے اوس دلربا کو دیکھ پریون کے ہوش پران
ہوئے حسن خداداد کے کرشمے عیان ہوے باہم کہنے لگین کہ اگر یہ پسر اوس دختر حور منظر کا شوہر
ہو تو زیبا ہے اور یہ ماہرو اوس خوبرو کا ہم پہلو ہو تو بیجا ہے سبز پری نے کہا ہان یہ امر بہت دشوار ہے
کیونکہ خدا جانے یہ کون بیچارہ مسافر ہے کس کے فراق مین اسنے یہ جوگ لیا ہے کسکا عاشق زار
ہے مگر ہان ایک تدبیر اُس کمبخت شہزادے کی شادی اچھی سوجھی ہے کہ اسکو وہان سے لے چلیں
اور اوس شہزادی کے ساتھ اسکی شادی کردین جب نکاح ہو چکے اسکو پھر یہان پہونچا دین وہ شہزادہ
کہ نہایت بدشکل اور بدشمائل ہے سواے اس تدبیر کے شادی ہونی اوسکی بہت مشکل ہے اسی ذریعے
سے اپنی بی بی پر قابض ہو جاے مقصد دلی حاصل ہو اپنے جی کی مراد پائے لال پری نے کہا
ہان بات تو خوب ہے میرے بھی جی کو مرغوب ہے چلو آج کچھ تفریح ہونی تھی یہی ملی لگی یہی یہ
مشورہ کرکے **آرام دل** کو تخت پر لٹا اور محمود کو سوتا چھوڑا ایک بار تخت اوڑا ملک داراب مین
پہونچین **آرام دل** کو اوسی محفل مین لیجا کر ایک سمت لب فرش بٹھا دیا سوتا تھا جگا دیا پھر آپ
لباس مردانہ زیب بدن کر اور خدمت مین بادشاہ یعنے دولھا کے باپ کے جا یون عرض کی
کہ ہمنے سنا ہے کہ یہان کا بادشاہ اس کار خیر کے انجام مین پس و پیش کرتا ہے اور ایک حجت قوی درپیش
کرتا ہے کہ وہ شہزادہ نہایت بدشکل اور بدہیئت ہے ہم ہرگز اپنی لڑکی کی شادی اسکے ساتھ
نکرینگے اگر وہ نمانیگا تو اوس سے مقابلہ پیش آئینگے لڑمرینگے مگر اوس شاہ کو اپنے لوگون کے
کہنے پر یقین کامل نہین ہے اس امر کی تحقیق سے طمانیت کلی حاصل نہین ہے اسواسطے آج وہ
بادشاہ یہان تشریف لائیگا شہزادۂ عالم کو ضرور دیکھ جائیگا مناسب وقت یہ ہے کہ حضور کسی
شخص کو محفل مین مستثنے کرین اور دولھا بناکر مسند پر بٹھا دین جب وہ بادشاہ دولھا رشک حور

پاؤیگا تمام غم والم بھول جائیگا شادی کرنے پر راضی ہوگا نہ گلہ عزیزان نہ شکوہ قاضی ہوگا بادشاہ نے کہا بہت مناسب پھر مع اون دونون خیرخواہان مصنوعی کے محفل مین تشریف لایا اور واسطے انتظام اس امر کے انھین دونون کو معین فرمایا شعر بیان کا تو قصہ یہ چھوڑ بیان ☆ سنو تم اوسی غنچہ کے کا بیان ☆ کہ جب پریون نے شہزادے کو تخت سے اوتار زیب انجمن کیا اور محفل تاریک کو اوسکی شمع جمال سے روشن کیا آرام دل نے جو آنکھ کھولی دیکھا کہ نہ ہمجولی وفادار نہ سمند باد رفتار نہ وہ درخت نہ وہ مرغزار نہ کوئی ہمراہ نہ چین کی راہ فقط مین ہی ہون اکیلا تنہا گھبراکر دونون ہاتھون سے آنکھین ملنے لگا اور دل مین کہنے لگا کہ خدایا یہ عالم خواب ہے یا بیداری بیہوشی ہے یا ہوشیاری شعر دل مرا پھر دکھادیا کسنے ☆ سو گیا تھا جگادیا کسنے ☆ آخر بغور تامل خوب ملاحظہ کیا تو کوئی آثار خواب کا نظر نہ آیا سوچا کہ یہ چرخ کینہ ور کی جعلسازی ہے بیشک اسی ناہنجار کی شعبدہ بازی ہے آنکھون مین آنسو بھر لایا اور مثل تصویر خاموش ہوگیا لیکن شمع کو فروزان اور پروانون کو سوزان دیکھکر تمام اعضاے تن مین تحلل سوز عشق کا پیدا ہوا فروزندگی شمع جمال جانان کا اثر ہویدا ہوا جام گلگون نے چشم خمار آلودہ یار کی یاد دلائی دور ساغر سے گردش چشم دلبر و دلنواز یاد آئی قلقل مینا نے خندۂ سرشار محبوب کی صدا سنائی نکہت گل نے رائحہ عنبرشمار دہان یار کی یاد دلائی فغان بلبل پر آواز دردناک اغیار کا دھوکا ہوا نسیم کو شمیم زلف جانان تصور کرکے ہوش مین آیا گلدستون پر جو نظر پڑی دست حنابستہ کی تشبیہ درست ہوئی ادھر تو فراق معشوق کے اندوہ سے آشفتگی دل دست وگریبان تھی اودھر اور ہی تدبیر خاطر پریون کی ہمعنان تھی کہ دونون پریان اہل مجلس کی نظارہ کنان آرام دل کے قریب آئین ہاتھ پکڑ کے علیحدہ خیمے مین لے گئین اور کہنے لگین اے شخص تو بڑا النصیب ور ہے اقبال تیرا یاور ہے کہ تو نے بے محنت یہ دولت لازوال پائی بے مشقت ایسی پری لقا تیرے ہاتھ آئی اب تو کچھ وسواس دل کو اوداس نکر نہا دھو کے پوشاک شاہانہ زیب بدن کر اور اپنے نور جمال سے اس انجمن کو روشن کر پھر خواصون کو حکم شاہ سنایا کہ بہت جلد شہزادہ عالم کو دولھا بنا کر محفل مین لاؤ خبردار اسمین ذرا دیر نہ لگاؤ یہ سنتے ہی خواصون نے آرام دل کو طلائی چوکی پر بٹھایا اور غسل شادی سے فارغ کر کے لباس شاہانہ پہنایا عجب اک تماشاے عروسی دکھایا آرام دل یہ خدا کے کارخانے عشق جگر سوز آتش افروز کے بہانے دیکھکر دنگ ہوگیا عقل چکّر مین آئی ردیف حیرت ہوا قافیہ ہوش تنگ ہوگیا سینہ سوزان مین سوزش دونی ہوئی جوش جنون کی افزونی ہوئی

فلک کجرفتار کی بھی بن آئی آیا مہر عقد کا پانی بدن تھرایا کچھ بس نہ چلا ناچار گریبان مین سر جھکایا
جب وقت خواصون نے قصد آرایش کا کیا اوس دم جو حال آرام دل کے دل کا تھا شعلہ
لئے ہرگز نہین لکھ سکتا زلف سلجھانے سے برہم ہوا سرمہ لگانے سے چشم پرنم ہوا آئینہ جو دکھایا
سکتہ کا عالم نظر آیا موتیون کا سہرہ جو باندھا دریائے اشک جوش زن ہوا روتے روتے
اشکون کی جھڑی بندھ گئی گوہر شاہوار اشک سے موتیون کی لڑی بندھ گئی پھولون کی
بدھی جو پہنائی درد شانہ ہوا خار غم کے خدنگ کا نشانہ ہوا غرض ہزار دشواری اس گل اندام کو
بنا بنا کر محفل مین لاکر بٹھایا اس عرصے مین وہ شاہ فلک جناب یعنی دولھن کا باپ بھی شہزادے
کو دیکھنے آیا یہ خبر سنتے ہی دولھا کا باپ استقبال کو دوڑا بکمال اعزاز و اکرام لایا ہاتھ پکڑکر جواہر نگار
کرسی پر بٹھایا بادشاہ نے آرام دل کو دیکھا ہزار جان سے نثار ہوا فرط سرور سے بے قرار ہوا
دل کا وسواس جاتا رہا دولھا کا باپ ادھر اودھر کی باتین کر کے حرف مطلب زبان پر لایا بادشاہ
نے بکمال خوشی قبول فرمایا اور رخصت ہو کر قلعہ مین داخل ہوا یہان اوسی روز کچھ رات رہے برات
طیار ہو کر بڑے دھوم سے روانہ ہوئی جب دولھن کے دروازے پر پہونچی کارپردازان شاہ نے
آگے بڑھ کے استقبال کیا تعظیم و تواضع مین مبالغہ بدرجۂ کمال کیا پھر قاضی صاحب تشریف
لائے نکاح پڑھایا کئی ملک کے خراج پر عقد بندھا دولھا کے باپ نے ہوشیاری کی بڑی عیاری
کی کہ کابین نامہ مین اپنے اصل لڑکے کا نام لکھا ہر طرح کا مطلب ضروری بہ ترتیب و انتظام لکھا
جب نکاح ہو چکا ناچ گانا شروع ہوا ہر شخص اوسکی طرف رجوع ہوا آرام دل نے وہان سے اٹھ کے
ایک متبسم سے کان مین کہا کہ مین بیچین ہون چاہتا ہون دو گھڑی سو رہون اوسنے عرض کی
بسم اللہ رنگ محل مین چلکر آرام فرمائیے یہان کیون تکلیف اوٹھائیے غرض آرام دل وہان سے
اوٹھا اور رنگ محل مین گیا مسہری زرنگار پر اپنی معشوقہ کے فراق مین لوٹنے لگا روتے روتے
سوزش دل جو سوا ہوئی تو یہ فرد خواجہ میر درد کی زبان سے آشنا ہوئی درد طپش کو دل کی
مین سمجھا تھا یہ آنسو بجھا دینگے ؎ ولے یہ آگ تو پانی سے بھڑکی اور بھی دونی ؎ پھر جو دل بیقرار
نے ستایا تو بصد حسرت و یاس یہ فرمایا مصنف سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینون پر ؎
ہمین تو موت ہی آئی شباب کے بدلے ؎ کبھی ضبط کے ساتھ روتا تھا کبھی بے اختیار زور
سے باواز بلند پکار کے ان اشعار درد انگیز کا نالہ سرا ہوتا تھا جرأت یہ سوز عشق نے کیسی
لگادی آگ اے ظالم ؎ جلا جاتا ہے دل برہین پھکا جاتا ہے تن اپنا ؎ نہ کوئی یار نے غمخوار

فی مونس نہ ہمدم ہے جو سنا دین کسکو ہم درد و غم رنج و محن اپنا ❊ **فرد** قیس اور فرہاد بھی تو
ہائے تھے بیمار عشق ❊ پر الٰہی مجکو یہ کیسا دیا آزار عشق ❊ غرض کیسی نیند کہان کا سونا یونہین شب و روز
رونا آنسوؤن سے منہ دھونا

بیقرار ہوکر آنا صنوبر پری پیکر کا دلبر کے اشتیاق مین اور عاشق ہونا آرام دل پر پھر شب و روز جلنا او شمع سان گھُلنا آتش فراق مین

خدایا فدا ساقیا اوٹھ شتاب	مرے سامنے لا شراب کباب	کہ اک جام پی اور قلم کو اوٹھا	لکھی خستہ دل کا لکھون ماجرا

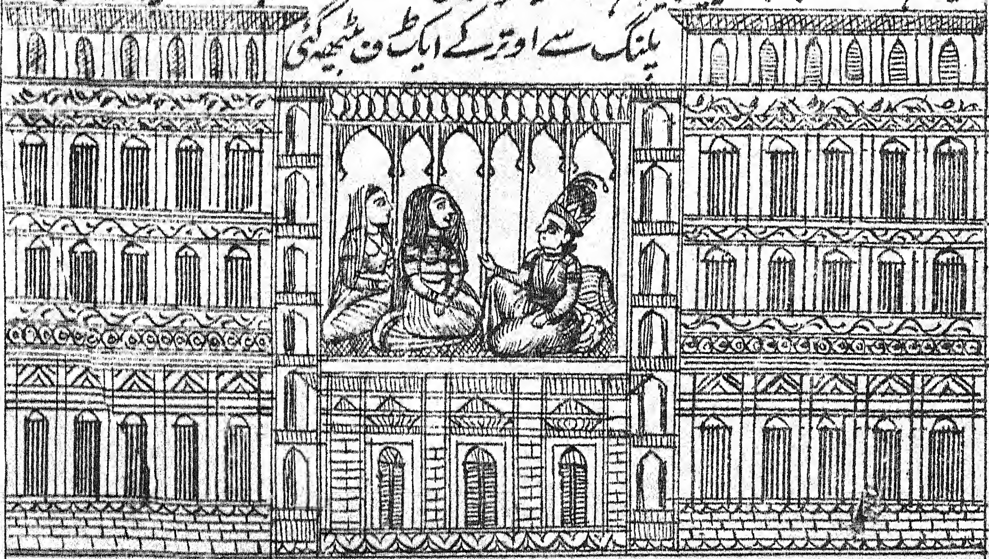
اب انکو تو یہان بے قرار رہنے دیجیے اور کچھ حال اوس عروس شہزادہ سیاہ فام سُنیے صنوبر نا کام کا
سُنیے کہ قبل ارشادی صنوبر شہزادی یہ خبر پا چکی تھی کوئی دلسوز یہ قصہ سنا کر اوسکا دل جلا چکی تھی کہ جس
شخص کے ساتھ تیرا بیاہ ہونے والا ہے وہ ہیچ عیب شرعی اور ایسا کالا ہے کہ اگر دیو سفید بھی وسکی
صورت پر کدورت دیکھے تو مارے خوف کے کالا ہو جاے مقابل ہونے کی تاب نہ لاے مگر شرم و
حیا دامنگیر تھی اسیلیے راضی برضاے تقدیر تھی جب اوس صورت منحوس کا خیال وصال کرتی تھی
روتے روتے اپنا برا حال کرتی تھی مگر لوگون کے سامنے کبھی اسبات کو زبان پر نہ لاتی تھی اس گفتگو
کے باب مین اپنے منہ پر گویا مہر خاموشی لگاتی تھی اکثر انیسین جلیسین اوسے خاموش دیکھکر کہتی
تھین کہ اے شہزادی سبب خموشی اور افسردہ دلی کیا ہے چپ رہنے کا منشا کیا ہے آج خدا
نے یہ دن دکھایا ہے گل امید کی شگفتگی کا روز آیا ہے ہنسو بولو کچھ بات کرو تو اوسنے کہتی کہ اے
لوگو مین کیا خاک ہنسون کیا بات کرون خدا کی شان کو دیکھتی ہون کہ تقدیر کہان لڑی ہے کس
مصیبت مین جان پڑی ہے کیسی بلا کا سامنا ہوگا بلا اور بھوت سے پالا پڑے گا دیکھیے کیا ہوتا ہے
اب تو ہماری جان اس عذاب مین پھنستی ہے ظل سبحانی کی عقلمندی پر خلقت خدا کی ہنستی ہے
اُنکے کیا سبکی سمجھ پر پتھر پڑ گئے ایسے آنکھون کے اندھے ہو گئے کہ جان بوجھ کر ایک پلید سے
بیاہ کرتے ہین مجھے دین و دنیا سے تباہ کرتے ہین یہ سنکر وہ سمجھاتی رہین زخم دل پر مرہم دلاسا
لگاتی رہین القصہ جب عقد سے فرصت تخلیہ کی صحبت ہوئی انھین سہیلیون مین سے آکر ایک
نے کہا کہ بیگم دولھا اس وقت رنگ محل مین آرام کرنے گیا ہے ہمنے بچشم خود دیکھا ہے سبحان اللہ
وہ تو نہایت خوب صورت نوجوان رشک حور و غلمان ہے کون آنکھون کے اندھے تھے
جسنے اوس پری پیکر کو بدصورت بنایا تھا کسکی شامت آئی تھی جسنے یہ غلغلہ اوٹھایا تھا اور

حضور سے تعجب ہے کہ اون بدخواہون کے کہنے کو بیچ جانا بے دیکھے یقین آگیا یہ تو وہی مقدمہ
مطابق ہے **حکایت** کہ کسی بستی مین ایک میانجی تھے علم فارسی اور کچھہ عربی جانتے تھے
مختصر مطول جہانتے تھے درس وتدریس اونکا کام تھا لڑکے پڑھانے کا شغل صبح شام تھا تقدیر
جو لڑی ایک امیر نے اونکو فقیر جانکر اپنے فرزند کی تعلیم کے واسطے نوکر رکھا اور نیک سمجھکر ایک
بھلے آدمی کی لڑکی سے بیاہ بھی کردیا میانجی نے جو نوکری بیش قرار اور گھاتے مین جورو نیک کردار
پائی کمال خوش ہوے غم ہاے دین ودنیا فراموش ہوے جب مدعاے دل خاطر خواہ حصول
ہوا پھر تو حضرت کا یہ معمول ہوا تمام دن تو لڑکے پڑھانا اور رات کو اپنی بی بی کے ساتھہ عیش
مین بسر کرنا مقرر رکھا ایک روز مکتب مین بیٹھے ہوے بہار دانش کا سبق پڑھا رہے تھے برہمن
سادہ لوح کی حکایت سمجھا رہے تھے کہ ناگاہ کسی حریف ظریف نے آکر کہا کہ میانجی صاحب آپ
کس خواب خرگوش مین ہین عالم محو ہے یا کچھہ ہوش مین ہین آج دن دہاڑے آپ کے مکان
کا قفل ٹوٹتا ہے متاع ننگ وناموس آپ کا ایک بدمعاش لوٹتا ہے خبر لینی ضرور ہے آیندہ
اختیار ہے بندہ مجبور ہے یہ سنتے ہی میانجی مارے غیرت کے بید کیطرح کانپنے لگے شرمندگی سے
پسینے پسینے ہو گئے ہانپنے لگے بہار گلستان دانش چھوڑ خوشی بھول گئے حواس باختہ ہوے
سبق بھول گئے اور تو کچھہ بن نہ آیا گھبراکر فرمایا کہ بھائی ذرا شرح وقایہ لانا فلانے ورق فلانے صفحہ
کی وہ سطر پڑھکر سنانا تفسیر بھی دیکھنی چاہیے ایسے بدکار کو تعزیر دینی چاہیے لوگون نے دیکھا کہ
میانجی سخت بے وقوف محض گدہے ہین فقط کتابون کے بوجھہ مین لدے ہین کچھہ اپنے بیگانہ کا
خیال نہین کرتے بخوبی استفسار حال نہین کرتے جو منہ مین آتا ہے بکتے ہین ہر ہر بات مین
بہکتے ہین آخر ایک بے باک نے کہا کہ میانجی صاحب آپ کو یہ حملہ فعلیہ کیونکر ثابت ہوا کہ خبر
پر آپ ایسا کلام انشا کرتے ہین آپ نے اپنی آنکھہ سے دیکھا ہے جو تعزیر دینے کا ارادہ ہے
یہ تصور آپ کا محض باطل ہے تصدیق اسکی بہت مشکل ہے یہ جو آپ نے سوچا ہی اوس شکل کا نتیجہ
برا ہی پہلے جاکر دیکھہ لیجیے پھر جو چاہیے وہ کیجیے اور بے دیکھے کسی پر گمان بد کرنا جلدی سے حکم حد کرنا
نہ حدیث مین آیا ہے نہ قرآن مجید مین خدا نے فرمایا ہے یہ سنکے میانجی چونکے اور بسرعت تمام اپنے
مکان پر پہونچے دروازہ کھول دڑانا اندر چلے گئے دیکھا کہ بی بی نیکبخت اپنے میان کے انتظار
مین کھانا لیے بیٹھی ہے میان کی شکل دیکھتے ہی سیلابچی وآفتابہ لیکر دوڑی آئی ہاتھہ منہ دھولاکر
کھانا روبرو لائی میانجی دیکھتے ہی تعجب مین آگئے اور اپنی بیوقوفی پر بہت شرمائے غرض اس داستان

اور مطلب اس بیان سے یہ ہے کہ بیگم کسی کے کہنے سننے پر اعتماد نکرنا چاہیے جو مین کہتی ہون آپ
سچ جانو نہیں تو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے اب دیکھ لینا کہ وہ کیسا ہے صنوبر یہ سنکے چپ ہو رہی
مگر تمنائے وصال ایسے صاحب جمال کی بدرجۂ کمال ہوئی طبیعت کو خواستگاری مشاہدہ صورت
کی فی الحال ہوئی دل سے مشورہ کرنے لگی کہ کسی طرح شہزادے کو دیکھا چاہیے اگر فی الحقیقت
خوب صورت ہی تو شکر خدا ادا کرنا چاہیے کہ اوسکی عنایت ہی مگر پھر یہ خیال کیا کہ نکاح ہوئے کچھ
دیر نہیں ہوئی ہے لوگ ایک دم نہیں چھوڑتے انکی طبیعت میرے دیکھنے سے سیر نہیں ہوئی ہے
جاؤن تو کیونکر جاؤن اور پھر جی بھی نہیں مانتا اس دل کو کس طرح سمجھاؤن **فرد** دو گونہ رنج و
عذاب است جان مجنون را ٭ بلائے صحبت لیلی و فرقت لیلا ٭ اور یہ بھی سہی کہ مین وہان گئی
مگر کسی نے جو مجھے وہان بیٹھے دیکھا تو وہ اپنے جی مین کیا کہے گا اسکا چرچا ہمیشہ رہیگا اوس وقت
کیسا ملال ہوگا مارے غیرت کے کیا حال ہوگا یہ سب خام پلاؤ پکا رہی تھی دل سے سو سو تدبیرین
بنا رہی تھی کہ حضرت عشق نے ہاتھ پکڑ کر اوٹھایا شرم و حیا کا پردہ رخ سے اوٹھایا خضر وار اوس
تشنہ کام کو آب حیوان پلانے لیلا زلیخا کو یوسف کی چاہ زنخدان مین گرانے لے چلا یعنی صنوبر
نے ایک سہیلی دلربا نام سے کہا کہ اے دلربا بہر خدا شہزادہ کو کسی صورت مجھے دکھا دے میرے
جی کا وسواس مٹا دے مبادا اندرونی کوفت مین میری جان جائے مرض خفقان طبع نازک پر
غالب آئے دلربا نے کہا حضور مین تمہارے تصدق ہون اگر کوئی خدمت عسیر ہو تو اوسکی بجا آوری مین
تاخیر ہو یہ کونسی بڑی بات ہے ابھی چلیے اور دیکھ آئیے بلا اگر کچھ ہجر کی گرمی طبع نازک پہ ہو تو اوسکو شربت
وصل پلاکے بجھائیے اور جو کسی کے دیکھ لینے کا پاس ہے یہی جی کو وسواس ہے تو اس مین کیا کسی کا
اجارا ہے یہ کچھ چوری ہے یا چھنالا ہے کچھ وہم و خیال دل مین نہ لائیے بلا تکلف چلیے خوب تڑکے
اوٹھ آئیے صنوبر یہ سنکے آرام دل کی عاشق زار غائبانہ ہوئی دلربا ساتھ لیکر روانہ ہوئی قدم
آگے بڑھاتے ہی عشق نے دامن اوٹھا لیا اور غل ہوا اس ملکۂ کشور حسن کے سر پہ سایہ کیا نقیبون
کی طرح آواز لگانے لگا خضر بنکے راہ بتانے لگا صنوبر جو منتظر شرم کے مارے گھونگھٹ نکالے
پائینچے اوٹھائے سر جھکائے ہوئے ایک طرف دلربا بیچ مین آپ خانہ برباد دوسری سمت عشق
مبتلا اس فن کا استاد چلی یہ سامان دیکھکر زہرۂ فلک نے پکاری **شعر** خدا جانے کریگا چاک
کس کس کے گریبان کو ٭ ادا سے اوسکا چلنے مین اوٹھا لینا یہ دامان کا ٭ غرض باہزاران کرشمہ
ناز و غمزہ و انداز رنگ محل مین داخل ہوئی خاطر مضطر کو تسکین ہوئی دل کی مراد حاصل ہوئی

اور جس مقام پر کہ وہ دلارام مانند مرغ نیم بسمل تھا خرامان خرامان آئی جوہین نظر ملاقی تیغ نگاہ سے گھائل ہوئی طبیعت اور بھی مائل ہوئی **غالب** دل سے تری نگاہ جگر تک اوتر گئی ٭ دونو کو اک ادا مین رضامند کر گئی ٭ دل نیاز منزل زلف پرخم کا طرہ بنا تار نظر سے کمان ابرو مین چلہ بندھا آنکھین نظارہ چشم جادو سے حیران ہوئین مردم دیدہ کی شوخی دیکھکر حجاب آیا پردہ عفت مین پنہان ہوئین سنان مژگان سے خوب نیزہ بازی ہوئی دلون کے پرزے اوڑے جلاد عشق کی اچھی فتنہ پردازی ہوئی شعلہ رخسارے کا نشانہ صبر و تحمل جلگیا اشکون نے جو بہجانے کا ارادہ کیا پنجہ مژگان آبلون سے بھل گیا لب شیرین کی تمنا مین زندگی تلخ ہوئی بیقراری نے آرامش گاہ جان مین تصرف کیا بے اختیار مضطرب ہوکر روح جان لبون پر آئی غنچہ دہن کے نظارے سے عندلیب روح قفس تن مین گھبرائی آہ سرد دل غم پرورد سے کھینچکر پریشان ہوئی اوس شکل یوسف تمثال کو دیکھکر مانند آئینہ حیران ہوئی بازو کو دیکھکر تمنائے وصال مین شانہ پھڑکا مگر مرغ دل کو کسی قبلہ کی تلاش مین بسمل جو پایا اور کچھہ گمان ہوا جی دھڑکا **مصنف** یہ جو سامان ہوے وہان یکبار ٭ تیر مژگان کے پل مین ہو گئے پار ٭ عشق نے آن کر سلام کیا ٭ آہ و نالے نے اپنا کام کیا ٭ پائے رنگین سے دل ہوا پامال ٭ زلفین چہرے پہ ہوگئین جنجال ٭ سر کو ٹکرایا دیکھہ پیشانی ٭ آئی پیش اوسکے تھی جو پیش آنی ٭ تھا وہان موتیون کا ہار پڑا ٭ عشق یان بھی گلے کا ہار ہوا ٭ چشمہ چشم تھا جو وان جاری ٭ یان بھی تھی آستین ترساری ٭ تھا جو مرغوب دل کو وان کوئی گل ٭ یان بھی دل اوسکا ہوگیا بلبل ٭ القصہ صنوبر **آرام دل** کو دیکھتے ہی آرام دل کھو بیٹھی اوسکی عاشق زار ہوئی فرط محبت سے نہایت بیقرار ہوئی بیحواس ہوگئی آگے نہ بڑھ سکی یہ شعر پڑھتے ہی غش آگیا زمین پر گر پڑی **خواجہ وزیر** کیونکہ سواد خط رخ رشک قمر سے دور ٭ رہتی ہے جیسے شام الٰہی سحر سے دور ٭ عشق فتنہ گر نے اپنا کام کیا معشوق کو بھی پابند آلام کیا گرتے ہی دلربا نے شہزادی کو آغوش مین لیا ہرچند ہوشیار کیا مگر صنوبر نے کچھہ جواب نہ دیا جب تو بہت گھبرائی شہزادی کو گود مین لیے ہوے شہزادے کے قریب آئی اور کہا حضور اوٹھیے میری صاحبزادی کو لیٹنے دیجیے خدا جانے آپ نے کیا جادو کیا ہے کہ میری ملکہ کا یہ حال ہوگیا ہے ذرا صاحب **مصنف** ہم کسی کا جو کوئی بھرتا ہی ٭ یا کسی پہ جو کوئی مرتا ہے ٭ وصل مین کیون جی اسکے ساتھہ بھلا ٭ کوئی ایسی بھی بات کرتا ہے **آرام دل** کہ اپنی مصیبت مین گرفتار تھا جان سے بیزار تھا یہ اشعار پڑھکر اوٹھا اور پلنگ سے اوتر کر مسند پہ آبیٹھا مصرعہ **مصنف** برجستہ

مومن خان مرحوم دہلوی ہون مین تو کسی ابروی خمدار کا بسمل ٭ اک لذت سلسل کا گرفتار ہے یہ دل ٭ سن لے مری جان اسمین تو کچھ بھی نہین حاصل ٭ اپنی تو طبیعت ہے کسی اور پہ مائل ٭ کچھ کام نہین پیچ و خم زلف دوتا سے ٭ کھایا کرے بل سیکڑون یہ میری بلا سے ٭ رند باز ہے سر کہین جدا ہووے ٭ اوسکا خنجر مرا گلا ہووے ٭ دم نہ نکلا شب فراق مین بھی ٭ سخت جانی ترا برا ہووے ٭ دلربا نے جو یہ باتین سنین متحیر ہوئی لیکن گھبرائی ہوئی تھی کچھ جواب نہ دیا صنوبر کو پلنگ پر لٹا کر خواصون کو گرد و پیش سے ہٹا کر ڈھولنے مین سے حمائل قرآن نکال کر ہوا دینے لگی عطر لا لا کر سونگھایا چہرہ گلگون پر کیوڑے کا چھینٹا دیا غرض سب کچھ کیا مگر کسی چیز کا اثر نہوا جب بوے پیرہن دلدار مشام جان تک پہونچی روح کو تازگی ہوئی فوراً آنکھ کھول دی اپنے تئین دلدار کی جگہ لیٹے ہوے اور محبوب کو نیچے بیٹھے ہوے دیکھ کر ناتوانی کے ساتھ دلربا کا ہاتھ پکڑ کر اٹھی اور پلنگ سے اوتر کے ایک طرف بیٹھ گئی



مقابل ہوتے ہی آرام دل گیا دونون طرف سے دل ملگیا آرام دل نے کہا ناسخ کیا عجب حسن کی ہر کمر پیچ و تاب مین ٭ یہ پیچ و تاب کب ہے بھلا موج آب مین ٭ یہ سنکے صنوبر کو کچھ اپنے حسن و جمال کا غرور ہوا تیوری پر بل ڈالکر شہزادے سے آنکھ ملائی اوس وقت آرام دل نے عالم خیال مین اپنے یار سے مخاطب ہو کر کہا رند جلوۂ حسن خداداد ذرا دکھلا دے ٭ منکرون کو بھی صنم شان خدا دکھلا دے ٭ یہ کہکر خاموش ہو گیا دیر تک یہی صحبت رہی صم و بکم کی کیفیت رہی آخر

صنوبر نے کہا کہ صاحب ہم تمھارے پاس آئے ہین تم ہمسے بات بھی نہین کرتے ہو ہر دم سرد
بھرتے ہو کس پر مرتے ہو یہ کیا آدمیت ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے مزاج مین بڑی نخوت ہے اسلیے
تو آپ کا مزاج کیسا ہے فرمایئے تو کس واسطے حال ایسا ہے **شعر** کسکی طرف سے آج عبث تجکو یاس
ہے ۞ سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیون اداس ہے **آرام دل** نے جواب دیا **صبیح** کیون آہ و
ہم نکرین شب سے تا سحر ۞ کیا تجکو درد ہو ترا دل ترے پاس ہے ۞ اے شہزادی بقول **ذوق**
شوق نظارہ ہے جب اک رخ پر نور کا ۞ ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا ۞ وادی ظلمت مین
اپنے دخل کب ہے نور کا ۞ مہر اک شعلہ سا ہے وہ بھی چراغ دور کا ۞ جاتی ہے جسکو خلقت
شعلۂ نار جہیم ۞ سو وہ پینہ ہے مرے داغ دل محرور کا ۞ دل کا یہ احوال ہے فرقت مین اک مخمور
کے ۞ جیسے مرجھایا ہوا دانہ کوئی انگور کا ۞ اے شہزادی **ذوق** مین وہ مجنون ہون جو نکلون
کنج زندان چھوڑ کر ۞ سیب جنت تک نہ کھاؤن سنگ طفلان چھوڑ کر ۞ مین وہ ہون گمنام جب
دفتر مین نام آیا مرا ۞ رہگیا بس منشی قدرت جگہ وان چھوڑ کر ۞ ہو گیا طفلی ہی سے دل مین ترازو
تیر عشق ۞ بھاگے ہین مکتب سے ہم اوراق میزان چھوڑ کر ۞ اضطراب دل نہ پوچھ اک مرغ نو محبوس کو
دیکھ لے پنجرے مین اے رشک گلستان چھوڑ کر ۞ اے جان جہان ہم اک غیرت گل کے بلبل
ہین ایک پری کے دیوانے ہین اوسکے فراق مین حواس باختہ بالکل ہین نہ سر کا ہوش نہ پانون
کی خبر ہے درد جدائی سے حال ابتر ہے تصویر دیکھتے ہی محو حیرت ہوے زلف پیچان کا خم دیکھکر
گرفتار دام محبت ہوے اور حال مزاج ملال امتزاج یہ ہے کہ تپ فرقت کی شدت تے سینے مین
درد ہر جگہ ہے طبیعت مکدر ہے بشاشت کوسون دور ہے ملالت کا دل پر اثر ہے لب پر آہ سرد ہے
دل مین درد ہے چشم بیمار کے بیمار ہین فرط جنون سے گریبان صبر کے تار تار ہین **مصنف**
حال دل اشک و آہ سے پوچھو ۞ مین غلط دو گواہ سے پوچھو ۞ لب گور ہین کلیجہ چھلنی ہے دل
مین ہزارون ناسور ہین ۞ **ذوق** آچکی ہے سر گرداب فنا کشتی عمر ۞ ہر نفس باد مخالف کا ہی جھونکا
ہمکو ۞ اندنون کچھ آپ ہی آپ خبط ہے دل کو جنون سے ربط ہے بظاہر تندرست ہین مگر دل مردہ
ہے گرمجوشی کرتے ہین مگر ٹھنڈی سانس بھرتے ہین طبع افسردہ ہے غنچۂ خاطر باد سموم غم سے پژمردہ
ہے اس حال ناتوان کا اللہ نگہبان ہے دم سینہ مین کوئی دم کا مہمان ہے بقول **صبیح** بجلی لگی ہے
ہے یہ وقت دم شماری ۞ کیا حال پوچھتا ہے اے ہمنفس ہمارا ۞ یہ دل کمبخت رات دن کراہتا ہے
وصل دلبر کا چاہتا ہے اسکے ہاتھون ہم اپنی جان سے عاری ہین تپ فرقت سے رنگ فق ہے

کلیجہ شق ہر دل ہین ہزارون زخم کاری ہین **ذوق** یہ تو یون مضطرب اور سینہ ہین لاکھون روزن ؎
دل کا رہتا ناظر آتا نہین اصلا ہمکو ؎ تیر بیغم کا استعمال ہے ناخن غم کی خراش سے زخم دل کا عجب حال ہے
مومن مرحوم اچھا ہوا نہ زخم دل اپنا کہ ہم اوسے ؎ ناخن سے چھیلتے رہے جون جون بھر آگیا ؎
اب شہزادی صاحب کے کون ایسا ہے جو ہمدرد ہو کے درد کی دوا کرے اور اس مرض لاعلاج سے
شفا دے **شعر** مرض عشق کی ملتی ہے دوا مشکل سے ؎ ایسے بیمار کو ہوتی ہے شفا مشکل سے ؎ ہر دم
یار کا خیال مدنظر ہے اپنی کسے خبر ہے **شعر** دن کو رخ کی صفا کی باتین ہین ؎ شب کو زلف رسا کی باتین
ہین ؎ حال مجنون و قصۂ فرہاد ؎ یہ مری ابتدا کی باتین ہین ؎ دلربا کہ پہلے بھی شہزادے کی باتین سُن
چکی تھی یہ گفتگو اپنی شہزادی کے روبرو سنکر آگ بگولا ہو گئی جل بھن کر کویلا ہو گئی کہنے لگی واہ واہ دولھا
میان اوسکو مین اپنی شہزادی کی ایڑی چوٹی پر سے قربان کردن وہ کون بلا ہے آپ کی تو جان مفت
کی ہے کہ بے دیکھے ہر ایک پر فدا ہی حضور بس اس وقت ایسی باتین نہ کیجیے ایک تو میری شہزادی کا
آپ ہی جی اچھا نہین ہے دوسرے آپ اور آگ لگاتے ہین دل جلاتے ہین ابھی جو اعلے حضرت آپکی
باتین سنین تو کیا کہین **آرام دل** نے دلربا کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ کیا ہم تیرے بادشاہ سے
ڈرتے ہین کسی سے کچھ التجا کرتے ہین تجھہ سے کچھ کام ہے تیری ملکہ کا کوئی غلام ہے جو اس طرح
آنکھین نکالتی ہے ہر گھڑی پلٹیے سنبھالتی ہے دلربا نے کہا حضور اگرچہ آپ شاہ ذوی الاحتشام
ہین مگر قصور معاف میری شہزادی کے غلام ہین گھبرائیے نہین جھنجھلائیے نہین صبح کو یہ بھی کہلا دونگی
بلکہ انکی جوتی بھی آپ کے سر سے چھوا دونگی **آرام دل** نے کہا ذرا زبان سنبھالو اتنا نہ بہکو ہم سے
نوک کی نہ لو ہمنے سلطنت کو پاپوش پہ مارا ہے تیری شہزادی کس گنتی مین ہین اور تو کیا ہے اری نادان
یہ سب تیرا خیال خام ہے گھڑی دو گھڑی اپنا اور قیام ہے دم سحر تو خواب مین بھی نظر نہ آئینگے
ہم تو چراغ سحری ہین صبح ہوتے گل ہو جائینگے دل کا حال بجز خدا کسی پر ظاہر نہین کوئی ہماری حقیقت
سے ماہر نہین **شعر** کھا کے سو رہیے کچھہ یہ جی مین ہے ؎ خیریت ہے تو بس اسی مین ہے ؎
حضرت اسد اللہ خان غالب مدظلہ کوئی دن گر زندگانی اور ہے ؎ اپنے جی مین
ہمنے ٹھانی اور ہے ؎ آتش دوزخ مین یہ گرمی کہان ؎ سوز غمہائے نہانی اور ہے ؎ ہو چکین غالب
بلائین سب تمام ؎ ایک مرگ ناگہانی اور ہے ؎ صنوبر یہ سب باتین سنکے سن ہوئی دل کو نقصان
ہوا عجب طرح کی اودھیڑ بن ہوئی ایک آہ سرد کھینچی اور کہنے لگی کہ ہے ہے دلربا بس زیادہ تنگ نکر
کیون ان باتون پر مری ہے انکا دل تو آپ ہی اپنے قابو مین نہین ہے تو کس واسطے حسرت بھری

اپنے جی کے ارمان کر رہی ہے ہان ہان صاحب ہم اسی لائق ہین آپ کی جانی حسن وخوبی مین فائق ہین اور ہمنے تو فرط محبت سے تقاضاے الفت سے آپکی ملاقات کی جگر کی بیقراری جی کی بیتابی سے آپ سے بات کی اگر مزاج پرسی مین دل عشق منزل رنجور ہوا تو معاف کیجے قصور ہوا الغیری ہون آپکے کتنے ہی ستم اُف نکرینگے ÷ چپ بیٹھ کے ہم کھائینگے غم اف نکرینگے ÷ سرتک بھی اگر کاٹ کے پھینکو گے ہمارا ÷ ہم آپ کے قدمون کی قسم اُف نکرینگے ÷ یہ کہکر رومال منہ پر رکھکر زار زار رونے لگی سوزن مژگان سے تار نظر مین موتی پرونے لگی آخر وہی عشق جو لیلی کو نجد مین لایا تھا وہی جذبۂ دل جسنے یوسف کو زلیخا تک پہونچایا تھا وہی الفت جسنے **آرام دل** کو آوارۂ وطن کیا وہی محبت جسنے صنوبر پری پیکر کو غرق دریاے رنج ومحن کیا اونھین سب نے یہان بھی تاثیر دل دکھائی **آرام دل** نے طبیعت کے روکنے کی بہت تدبیر کی مگر کچھ بن نہ آئی ضبط نہوا اوسکے رونے پر بی اختیار دریاے سرشک آنکھون سے جاری ہوا بیخودی کا عالم طاری ہوا پھر شاہزادے نے فرمایا کہ صاحب اس قدر کیون روتی ہو کیون اپنی جان کھوتی ہو وصل مین رونا تمھارا ہی کام ہے یہ کیا شگون بد ہے اسکا برا انجام ہے مین تو تمھارے بس مین ہون مرغ گرفتار کیطرح قفس مین ہون غلام بناؤ گالیان دو ہم تمھارے تابع ہین جو چاہو سو کرو بقول **حسن** کبھی یون بھی ہے گردش روزگار ÷ کہ معشوق عاشق کے ہو اختیار ÷ اور ہمارا تو حال روشن ہے کہ ہر وقت اشکون سے تردامن ہین ہم تو کسی پری کے دیوانے ہین کبھی شمع رو کے پروانے ہین **نسیم دہلوی** ہم کہے دیتے ہین زحمت خوردہ ہے ÷ دل تو حاضر ہے وہ لے پژمردہ ہے ÷ دلربا نے دیکھا کہ صنوبر کے جذبۂ دل نے اثر کیا شہزادہ کچھ کچھ راہ پر آیا جلدی سے جام وصراحی صنوبر کے پاس لائی اور شہزادی کے کان مین جھک کر کہنے لگی کہ اب ذرا اپنے ہاتھ سے شراب پلائیے یہی وقت ہے ساقی بنجائیے صنوبر نے ساغر ہاتھ مین لیکر **آرام دل** سے کہا کہ بھلا اب جو کچھ ہوا سو ہوا ذرا اسمین سے دو ایک جرعہ ہاتھ سے میرے پیجے مجکو ممنون منت کیجیے **آرام دل** نے کہا **لا ادری** شراب کیسی نشہ کہان کا کسیکے انتظار مین ہون ÷ مے محبت جو مینے پی ہے اوسیکے ابتک خمار مین ہون ؎ کیا تکلف ہے کہ بے آب وخورش جیتے ہین ÷ سخت دل کھاتے ہین اور خون جگر پیتے ہین ÷ آنکھون مین ہر دم شراب محبت کا خمار ہے جام وصراحی بیکار ہے اپنا تو دل مے عشق سے سرشار ہے ایک قطرہ بھی بغیر اپنے یار کے زہر مار ہے بقول **صبیح** اوٹھا کے پھینکدے ساقی تو میرے آگے سے ÷ بغیر یار کے جام شراب کیا ہوگا ÷ صنوبر نے کہا یہ تو ہم خوب جانتے ہین کہ یہان آپ کا ناک مین دم ہے بغیر اوس دلنواز

شاہد مست ناز کے یہ شراب آپ کے حق مین سم ہے مگر للہ آپ کو اوسی صنم کی قسم ہے اسے
نوش کر دیجیے اوسکی یاد مین ہمارے سامنے ایک دو گھونٹ پی لیجیے غرض **آرام دل** نے
شہزادی کے اصرار سے یاد دلدار مین وہ جام پیا پھر انکار نکیا سبحان اللہ کیا شان کبریائی ہے
کہ **آرام دل** یون مزے اوڑائین اور وہ نوشاہ سیاہ فام یون ہی ناکام رہجائین صنوبر کو ادھر
میلان ہو مسافر خانہ بدوش باختہ ہوش وطن آوارہ کی دلداری کا سامان ہو سچ ہے اس مین
کسیکا کیا قصور ہے آدمی بیچارہ مجبور ہے عشق بد بلا ہے اس باغ کی اوہی ہوا ہے حسن خوب
شکل محبوب کے سب خواہشمند ہین حسین جہان پسند ہین **ناسخ** حق جمیل اور دوست رکھتا ہے جمال
خوبرویون سے محبت خوب ہے ٭ خوب صورت کو اپنے ہمسر کی تلاش ہے یہی بات ہر دم خاطر نشان
ہے پری کو آدم زاد سے نفرت ہے آئینے کو غبار سے کدورت کی صورت ہے شاخ گل پر بجائے
بلبل قمری کے بیٹھنا بار ہے سرو پر بلبل کا چہچہے کرنا ناگوار ہے القصہ صنوبر نے شہزادے سے
نام و نشان اور وجہ سفر کو باصرار تمام پوچھا اوسی وقت **آرام دل** نے احوال اپنا صنوبر سے بالتفصیل
بیان کیا اور کہا **فرد** گردش تقدیر و بخت نارسا لایا یہان ٭ اے صنم اب یاد رکھو ہم کہان اور
تم کہان ٭ صنوبر جو اس کیفیت سے باخبر ہوئی بادۂ غفلت کا نشہ ہرن ہوا مضطر ہوئی گھبرا کر
دلربا سے کہنے لگی کیون ہمنے جو پہلے کہا تھا وہی ہوا یا تمھارا کہنا صحیح ہوا پھر ایک آہ سرد بصد حسرت
و یاس سینۂ سوزان سے کھینچ اور روکر کہنے لگی **فرد** سینۂ و دل حسرتون سے چھا گیا ٭ بس ہجوم
یاس دم گھبرا گیا ٭ اے شہزادہ افسوس تجھہ سا شیرین لب شکر گفتار ہمسے ہمکنار نہو دل ہجوم غم و الم
سے کیونکر بے قرار نہو اب آپ اودھر تشریف لیجائینگے لوگ ہمین اوس منڈی کے پھندے مین
پھنسائینگے ہم مرغ نو گرفتار کے مانند قفس تنہائی مین پھڑک پھڑک کر مرجائینگے خبر کنج خانہ ہے
وہی پھر وہ اندھیری شب ہے ٭ پھر وہی ہم وہی تنہائی وہی یارب ہے ٭ دلربا نے کہا بیگم ایسا نہ گھبراؤ
اتنا غم نہ کھاؤ دیکھون تو حضرت شہزادۂ عالم کیونکر جاتے ہین اور وہ سیاہ فام کیا رنگ لاتے
ہین صنوبر نے کہا اے دلربا بقول **جرات** نہ سامان انکے رہنے کا نہ کچھ ہے اید طالع اپنے ٭ دل بیتاب
کو کس منہ سے کہیے ٹک تحمل کر ٭ صنوبر کی آہ و زاری اور اوسکی بیکسی اور بے قراری سے **آرام دل**
کا آرام دل گیا کمال صدمہ ہوا اپنا سا بیقرار پایا اپنے اوپر قیاس کیا بیچین ہو گیا آنکھون مین آنسو
بھر لایا اور صنوبر سے فرمایا کہ مین تمھارا ہر طرح سے فرمانبردار ہون خوشی تمھاری مجھے بدل منظور ہے مگر
کیا کرون اس دل سے ناچار ہون تم ہی ذرا خیال کرو المرء یقیس علی نفسہ اپنا سا دل اور کا بھی دل

سمجھو تھوڑے دنون اپنی خدمت سے معاف کرو آئینہ خاطر مین کدورت نہ لاؤ میری طرف سے دل جمع کرو چند مدت اور غم کھاؤ مجھپر کرم کرو اگر میرے قول کا اعتبار نہین ہے تو مجھسے حلف اوٹھوا لو جیسی چاہو قسم لو فدوی کے کہنے کا نہ باور ہو تو نوشتہ لے لو ؎ ضامن اللسان کے عوض چاہو فرشتے لے لو
صنوبر نے رو کر کہا اے شہزادے تجھسے یہ امید نہ تھی کہ آتش محبت سینہ مین بھڑکا کر حرف ہجو کی زبان پر لائے گا شعلۂ رخسار دکھا کر آتش ہجران مین جلائیگا **افسوس میر تقی مرحوم** مہر کی تجھسے توقع تھی ستمگر نکلا ؎ موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا ؎ یہ سب راز و نیاز سوز و گداز کی باتین ہو رہی تھین کہ مشاطۂ صبح نے پیشانی عروس شب پر سہرۂ تار شعاعی باندھا اور نوشاہ ماہتاب نے مقنع سحاب کا رخ انور پر ڈالا دلربا نے کہا حضور دیکھیے سحر ہو گئی مگر آپ کو یون ہی روتے ہوے بسر ہو گئی چلیے اس وقت یہان بیٹھنا مناسب نہین محل مین آپ کی تلاش ہو گی یہ سنکر صنوبر **آرام دل** سے رخصت ہونے لگی اور کہنے لگی ای شہزادے پھر خدا مجھکو اپنے جی سے نہ بھولانا میری بیکسی پر نظر کرنا پھر آنا نہین تو یاد رہے کہ ہم اپنے جی سے گذر جائینگے آپ کو خبر ہو گی تو آپ بھی افسوس کرینگے پچھتائینگے ہاے ہمپر وہ مصیبت ہے کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نکرے سنتے ہین کہ قیامت آئیگی مگر ہمارے واسطے آج ہی قیامت ہے
حضرت نواب اسد اللہ خان غالب مدظلہ العالی ؎ آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک ؎ کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک ؎ عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب ؎ دل کا کیا رنگ کرون خون جگر ہونے تک ؎ ہمنے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن ؎ خاک ہو جائینگے ہم تمکو خبر ہونے تک ؎ کیا کہون پاس عزت اور والدین کی اطاعت ہے ورنہ تمھین اپنے پاس سے ایک دم جدا نہونے دیتی اگر تم نہین مانتے تو خود ہمراہ چلتی مگر اپنے دل پر جدائی کے صدمے سہتی
آرام دل نے صنوبر سے اپنے پھر آنیکا وعدہ کر کے عہد و پیمان کیا بہت سمجھایا قرآن درمیان کیا صنوبر نے کہا اچھا اب تمھارا خدا حافظ اور نگہبان علی کی حمایت نبی کی امان دل آپ کے حوالے کیا اور آپ کو خدا کو سونپا یہ ہماری یاد دلاتا رہیگا اپنا قصہ سنکر غم و الم خاطر مبارک سے بھلاتا رہیگا مگر میرے دل کی کچھ قدر کرتے رہنا تم ؎ یہ ہمارا ابھی ناز پرور تھا ؎ یہ کہکر زار زار روتی ہوئی دلربا کے ساتھ چلی گئی اور سوتی محل مین داخل ہوئی صنوبر کے جاتے ہی یاد دلدار نے شہزادے کو پھر پلنگ پر گرایا جسقدر ہنسی تھی اوس سے دو چند رولایا نسیم سحر جو چلی یہ رات کا جاگا ہوا انگڑائیان لینے لگا فلک تفرقہ پرداز نے اپنا کام کیا یعنے آرام دل نے خیال جانان مین آرام کیا

لیجانا اون پریون کا آرام دل کو پھر اوسی بیابان مین اور روانہ

ہونا اوس آرام دل وجان کا تلاش ملک جانان مین سیر باغ بہشت نژاد کی اور ملاقات ملکۂ سیمتن پریزاد کی

بس اب ساقیا جلد بیدار ہو ٭ ذرا خواب غفلت سے ہوشیار ہو ٭ پھر اک جام پی اور پلا دے مجھے بہار گلستان دکھا دے مجھے ٭ شہسواران عرصۂ داستان ورہ نوردان کوچۂ بیان اشہب جہندہ قلم کو میدان صفحۂ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ جب صبح قریب ہوئی صنوبر مضطر کو فرقت دلدا نصیب ہوئی لعل پری اور سبز پری کہ اوس وقت تک مصنوعی ملازم سرکار تھین محفل مین سرگرم کاروبار تھین آرام دل کو تلاش کرنے لگین رنگ محل مین جو آئین دیکھتی کیا ہین کہ شہزادہ ایک جواہر نگار پلنگڑی پر جوانی کی اُمنگ مین شبنم کا دوپٹہ تانے سو رہا ہے ناتوانی پانوٗن دبا رہی ہے نسیم سحری کا پنکھا ہو رہا ہے پریون نے شہزادے کو غافل پاکر اوسی تخت پر آہستہ سے لٹا یا جس کروٹ سوتا تھا اوسی کروٹ سولایا پھر آپ سوار ہوئین اور تخت کو لے اوڑین اثناے راہ مین دفعتاً آرام دل کی آنکھ کھلی پریون پر نظر پڑی سمجھا کہ یہ سب انھین کی جعلسازی اور شعبدہ بازی ہے خوف سے پھر آنکھ بند کر لی پریان جہان سے آرام دل کو لائین تھین وہان جا پہونچین شہزادے کو اوسی زین پوش پر لٹا کر آپ اور طرف روانہ ہوئین یہان شہزادے نے آنکھ کھولی دیکھا کہ گھوڑے طیار کھڑے ہین اور محمود کسیکی جستجو مین زار زار روتے ہین جان سے بیزار کھڑے ہین آرام دل نے محمود کو پکارا وہ شہزادے کو دیکھ کر دیوانہ وار دوڑا آیا دیکھا کہ شہزادے کے ہاتھ پانوٗن مین منہدی لگی ہے گلے مین پھولون کی بدھی پڑی ہے پوشاک شاہانہ زیب بدن ہے ہاتھ مین کنگنہ بندھا ہے عطر کی خوشبو سے جنگل غیرت گلشن ہے متحیر ہو کر پوچھنے لگا حضور خدا کے واسطے بتائیے کہ آپ کہان تشریف لے گئے تھے مجھے داغ مفارقت دے گئے تھے فرمائیے تو یہ کہان مزے اڑائے کیا رات بھر مین ملکہ حسن افروز سے شادی کر آئے آرام دل نے تمام ماجرا ابتدا سے انتہا تک محمود سے بیان کیا صنوبر کی آہ وزاری اور بیقراری کے ذکر مین اشکون سے تردامان کیا محمود نے کہا حضور مبارک ہو شگون اچھا ہوا لیکن جب خداوند کریم آپ کے مطالب برلائے روز فراق کے شب وصال کی سحر آئے اوس وقت اپنے عہد وپیمان کے مطابق کیجیے گا اس سوختہ آتش فراق کو کہین دم نہ دیجیے گا آرام دل نے کہا اے محمود

ہو میسر ہو وصال یار ہمکو ٭ بھلا ایسی کہان تقدیر میری ٭

ہان اگر خدا مجھکو در دلدار تک پہونچائیگا میرے جی کا مقصد بر آئیگا تو انشاء اللہ تعالےٰ

ایفاے وعدہ کرونگا اپنے قول پر ثابت رہونگا یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا رہبر محمود وفادار ہوا ایکروز چلتے چلتے دوپہر کے وقت **آرام دل** شدت گرمی سے آب آب ہوگیا تمازت آفتاب کی تاب نہ لاسکا بیتاب ہوگیا اتفاقاً اوس بیابان مین ایک باغ کا دروازہ نظر آیا شہزادہ گھوڑے سے اوترا اور محمود سے فرمایا کہ اسوقت گرمی کی بڑی شدت ہے مارے پیاس کے بُری حالت ہے چلو اس باغ مین جی بہلائین تھوڑا پانی پیکر تشنگی بجھائین محمود نے کہا حضور اس رہگذر دشت پر خوف وخطر مین خدا جانے کسنے یہ باغ بنوایا ہے کون اسکا مالک ہے کسنے اسے تعمیر کروایا ہے واللہ اعلم کسی دیو یا جن کا یہ مسکن ہے یا کچھہ طلسمی کارخانہ ہے جلد یہان سے گذر کرنا چاہیے آپکو ابھی مسافت بعید طے کرنی ہے ایسے ایسے مقامون سے حذر کرنا چاہیے **سعدی** در بیشہ گمان مبر کہ خالیست ✤ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ✤ اور جو تشنگی غالب ہے دل فردوس منزل پانی کا طالب ہے تو آگے آبادی کا نشان ہے بستی کا گمان ہے وہان چلکر مقام کیجیے گا کھانا کھائیے گا پانی پیجیے گا غرض محمود نے ہر چند دم دیا سمجھایا مگر شہزادے کے مطلق خیال مین نہ آیا بے تکلف باغ مین داخل ہوا محمود نے بھی ساتھہ نہ چھوڑا قدم اندر رکھتے ہی دروازہ باغ کا بند ہوگیا محمود نے **آرام دل** کو جھک سلام کیا اور کہا کہ شہزادہ دیکھہ آگے کیا اب بھی پھر چل جو ہونا تھا سو ہوا **حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ** نصیحت گوش کن نادان کہ از جان دوست تر دارند ✤ جوانان سعادتمند پند پیر دانا را ✤ **آرام دل** نے کہا کہ محمود عیاذاً باللہ بڑھاپے مین تیری تو عقل ماری گئی ہے مجھے بھی کیا خفقان ہوا ہے جو تیرے کہنے سے ایسی سیر چھوڑون اس فضا کی جگہ سے منہ موڑون محمود نے کہا حضور بہت خوب چلیے اور تماشے دیکھیے **آرام دل** آگے بڑھا دیکھا کہ باغ بہت عمدہ ہے ہر روش پر سبزۂ نودمیدہ سے فرش زمردین بچھا ہوا ہے ہر جگہ ہر درخت اپنے اپنے موقع سے لگا ہوا ہے ایک طرف تختۂ یاسمن شاہدان سیمتن کی یاد دلاتا ہے مقابل اوسکے لالہ زار اپنے سینہ بے کینہ پر ہزارون داغ کھاتا ہے ایک طرف نرگس شہلا بلبلون سے آنکھین ملا رہی ہے ایک جانب سنبل زار اپنے بل مین آپ ہی پیچ وتاب کھا رہی ہے کہین نافرمان کی شوخی پر صبا نے مارے طمانچون کے منہ نیلا کر دیا ہے کسی جگہ نیرنگ ساز عشق نے گل اشرفی کا رنگ زرد کیا ہے **نظم** گلون پر اس وش سے پیچ سنبل ✤ کہ جیسے عارض جانان پہ کاکل ✤ ہر اک سو جلوہ گر تھے سرو وشمشاد ✤ کہ جیسے جمع ہون خوش قد پریزاد ✤ تروتازہ بنفشہ اور ریحان ✤ برنگ خط مشکین عنبرافشان ✤ برنگ چشم فتان چشم نرگس ✤ بہ از چشم غزالان چشم نرگس ✤ اور مرغان خوش الحان کی صدا بلبلون کے چہچہے جابجا باغ کے

چار ون کونون پہ چار برج ہمسر گردون دوار اون مین جھرنا جاری ساونون بھادون کی بہار وسط باغ مین
ایک تالاب بیچ مین اوسکے بیچ عقیق یمنی کا صدہا لعل بے بہا اور ہزارہا دریکتا جڑا ہوا فرش اطلس و کمخواب
سے قریب سجا سجایا اسباب ضروریات سے مرتب یہ کیفیت دیکھکر آرام دل نے کہا مرزا بیدل
خوش است سیر ولیکن دل و دماغ کجاست ٭ دل از گلی کہ تسلی شود بباغ کجاست ٭ پھر آگے بڑھا ایک
بارہ دری سنگ مرمر کی نظر آئی زربفت کے پردے گنگا جمنی چلمنین سرخ اطلس کا سائبان کھچا ہوا تھے بیچ
اوسکے ایک تخت سنگ مرمر کا بہت عریض و طویل بچھا ہوا مگر فرش فروش کے تکلف سے مبرا جون صفحہ
قرطاس معرا آرام دل بارہ دری کے اندر گیا دیکھا کہ ہر ایک دالان رفیع الشان ہمسر آسمان انجم
شیشہ آلات سے آراستہ یاقوت ہیرا نیلم پکھراج زمرد لعل بدخشان سے ہر در و دیوار پیراستہ ہی نقش و نگار
مین ہر سنگ غیرت نقش ارژنگ گل اور بوٹے کی صفائی پر عقل مانی و بہزاد دنگ گلدستہ ہاے
گلاب طاقون پر قرینے سے دھرے ہوے شیشہ ہاے شراب کشتیون مین مے انگور سے بھرے
ہوے مسند زرنگار گرد اوسکے سلک دُر شہوار صدر دالان مین بچھی ہوئی ایک طرف پلنگڑی مرصع پر
شبنم کی چادر کھنچی ہوئی عطردان پاندان خاصدان طلائی کشتیون مین اپنے اپنے موقع سے رکھے
ہوے دواوین اور قصہ ہاے دلچسپ و یادگار زمان کتاب دانون مین چنے ہوے یہ سب سامان
تھا مگر کسی انسان کا کہین نہ نشان تھا آرام دل بارہ دری کی طیاری دیکھکر ششدر رہا ایسے
باغ دلکشا اور مکان اعلے کو خالی دیکھکر متحیر ہوا پھر وہ سبزہ زار بغیر دلدار دل و جگر مین نشتر ہوا تھوڑی دیر
ادھر اودھر کی سیر کرکے عازم سفر ہوا اور یہ شعر پڑھا رندہ سیر کی خوب چنے پھول بہت شاد رہے ٭ باغبان
جاتے ہین گلشن ترا آباد رہے ٭ پھر گھوڑے پر سوار ہوکر تا در باغ آیا دروازے کو اسی طرح بند پایا ہر چند
زور کیا مگر نہ کھلا جب تو بہت گھبرایا محمود سے فرمایا کہ دروازہ کھولنے کی جلد کوئی تدبیر کر اب تاخیر نکرو
محمود نے کہا حضور مینے تو پہلے ہی عرض کیا تھا کہ آپ ایسی سیر پر لعنت ہزار بار پڑھیے اس باغ کے گل و
بوٹے کو بدتر از خار سمجھیے آگے نہ بڑھیے مگر آپ نے نہ مانا جو مین سمجھا تھا وہی سامنے آیا اب اس وقت
مین کیا کرون کہا جاؤن کس سے التجا کرون مگر ہان کسیکو تلاش کرنا چاہیے یونہین بے آب و دانہ
اور بے گور و کفن نہ مرنا چاہیے الغرض آرام دل اور محمود ہر چار طرف سراسیمہ و حیران اوس باغ
کے باغبان کی جستجو کرنے لگے راہ ظلمات مین خضر کی تلاش چارسو کرنے لگے آخر اسی دوا دوش مین
قریب وقت شام آیا مگر کہین انسان کا نشان بھی نپایا جب شہزادے نے دیکھا کہ اب کہین گریز
کی راہ نہین سمجھے تو کیا کیجیے کوئی مقام پناہ نہین سمجھا کہ پیمانۂ عمر شراب حیات سے مملو ہوا یہین تک زندگی تھی

رنج والم صدمہ درد کہ ہر وقت ہمدرد تھا شکر خدا کہ دل سے دور ہوا مگر افسوس کہ جھان یارگی دل مین حسرت ہے آئینہ دل مین ہی کدورت ہے **حضرت اوستاد غالب مدظلہ العالی** حیران ہون دل کو روؤن کہ پیٹون جگر کو مین ؛ مقدور ہو تو ساتھ رکھون نوحہ گر کو مین ؛ پھر بیخودی مین بھول گیا راہ کوے یار ؛ ہر اک سے پوچھتا ہون کہ جاؤن کدھر کو مین ؛ آخر ناچار وہ دل فگار اور محمود غمگسار ایک درخت کے نیچے مایوس غم والم سے مانوس ہوکر بیٹھے **آرام دل** جب بہت بیقرار ہوا تو یہ فرمایا اور اشکبار ہوا **مصنف** فرقت مین یاد لبون پہ مری جان زار ہے ؛ آے اجل کہ تیرا فقط انتظار ہے ؛ القصہ دونون اوسی درخت کے نیچے بیٹھے رو رہے تھے رہائی کی فکر مین غلطان پیچان ہو رہے تھے کہ ایک طوفان عظیم نمودار ہوا سیاہ آندھی اوٹھی گردش مین گردون دوار ہوا دفعتاً وہ باغ اور مکان ہلا اور ہوا کے زور مین سوے آسمان چلا یہ سانحہ دیکھکر محمود گھبرایا **آرام دل** نے آنکھین بند کرلین غشی کا عالم ہوا کلیجہ تھرا گیا تھوڑی دیر مین وہ باغ پھر زمین ہوا دامن کوہ قاف مین جاگزین ہوا شہزادے نے آنکھ کھولی دیکھا وہی مکان اور باغ ہے مگر صدہا دیو اور پریزاد اپنے اپنے کار وبار مین مصروف ہین کوئی روشنی کی طیاری کر رہا ہے جھاڑ فانوس مین لال سبز بتیان لگاتا ہے کوئی فرش درست کرتا ہے کوئی دیوارگیرون پر کنول چڑھاتا ہے دیو غل مچاتے ہین کودتے اوچھلتے ہین اور میوے کھاتے ہین **آرام دل** کو جو ہوش آئے نظر بچا کر محمود کو تو روش کے ایک تختہ مین گرادیا اور خود بچا لا کی ایک درخت پر چڑھ گیا دیکھا کہ پہلے چند پریزاد شیشہ ہاے گلاب لیکر آئے اور تخت سنگ مرمر جو بارہ دری کے صحن مین بچھا ہوا تھا اوسپر وہ گلاب چھڑکا پھر فراشون نے آکر اوسپر فرش بچھایا جا بجا پھولون کے ڈھیر لگا دیے ایک سمت صدر مین مسند تکیہ لگایا خواصون نے کشتیان شراب ناب کی رکھین قریب اوسکے قابین گزک اور کباب کی رکھین شاہدان دل نواز اور مطربان خوش آواز آکر جمع ہوے اپنے اپنے ساز درست کرنے لگے تمام دیو اور پریزاد اپنے اپنے موقع اور مراتب سے جا بجا دست بستہ کھڑے ہوے منتظر آمد سواری چھوٹے بڑے ہوے کہ دفعتاً ایک تخت تخت روان ہمراہ اوسکے ہزارہا پریان آسمان پر سے صحن باغ مین نازل ہوا اوترتے ہی سب پریون نے گھیر لیا چارون طرف سے صداے بسم اللہ بلند ہوئی طبیعت ہر ایک کی خرسند ہوئی اوس تخت پر سے ایک پری نہایت کم سن از سرتا پا جواہر مین جڑی بڑے ناز سے اوتری **مثنوی**

نازو انداز تازہ کرتی ہوئی   چلی ہر گام گل کترتی ہوئی
جو نہین اوس نے اوٹھائی رخ سے نقاب   کھل گیا قصر حسن کا اک باب

سبکو دھوکا ہوا کہ چاند ہوا | چاند بھی دیکھ اوسکو ماند ہوا
اوس رخ زیبا جب نظر آیا | لالہ نے داغ رشک سے کھایا

القصہ اوس بلقیس ثانی نے تخت پر جلوس فرمایا بزم عشرت کو غیرت کاشانہ عروس فرمایا زہرہ جبین پری کا طائفہ کھڑا ہوا ناچ گانے کا سمان بندھا اوس وقت اوس شہنشاہ حسن و خوبی نے اپنی خواصون سے ارشاد کیا کہ ہمارا مہمان کہان ہے جلد جاؤ اور ہاتھون ہاتھ لاؤ دیکھو تو اس پرستان کا مہمان کہان ہے یہ سنتے ہی پریون کو اوس یوسف ثانی کی تلاش ہوئی بڑی جستجو سے جان خراش ہوئی آخر جہان شہزادہ بیٹھا ہوا تھا اوس درخت کے نیچے پہونچین شہزادے کو دیکھتے ہی بفراست دریافت کر گئین کہ بیشک یہی شخص ہماری شہزادی کا مہمان ہے ورنہ اور آدم زاد کا اس مقام مین گذر ہونا کیا مجال ہے کیا جان ہے یہ سمجھا جلد تر آرام دل کو اوس درخت سے اوتارا زیر قدم آنکھون کا فرش بچھایا مثل گل بازی ہاتھون ہاتھ اوس گلبدن کو بتعظیم تمام انجمن مین لا بٹھایا

مثنوی نظر آیا جب وہ مہ چاردہ ✽ اوٹھی پیشوائی کو وہ رشک مہ ✽ کہا آؤ صاحب لبر اب کیا ہے دیر ✽ کرو اپنے دیدار سے مجکو سیر ✽ رہی آج تک مین بہت خستہ حال ✽ پریشان و حیران و سرگشتہ حال ✽ مگر خوش ہوا اب دل بیقرار ✽ کرون شکر احسان پروردگار ✽ توقف اگر اور ہوتا کہین ✽ تو مین آپ لاتی آتی وہین ✽ یہ کہہ اور جلدی پکڑ اوسکا ہاتھ ✽ برابر بٹھایا اوسے اپنے ساتھ ✽ یہ سنکے آرام دل بیخود ہوا چارون طرف دیکھنے لگا اور دل مین کہنے لگا کہ یہ تو عجب ماجرا ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا کیا قدرت خدا ہے کہ ابھی تو ایک بند سے رہائی ہوئی تھی پھر قید فرنگ کا سامنا ہے الٰہی کبھی مین اس قید سے رہائی بھی پاؤنگا یا یون ہی پریشان و سرگردان پھر اس کشمکش مین مرجاؤنگا پری نے شہزادے کو دیکھکر حال استفسار کیا پریشانی کا سبب دریافت کرنے مین بہت اصرار کیا آرام دل نے کہا صاحب مجکو سخت حیرت ہے کہ آپکو یہ تو معلوم ہوا کہ ایک شخص اس باغ مین ہمارا مہمان ہے مگر یہ نہ سمجھا کہ کس جگہ کا رہنے والا ہے کون ہے کیون خستہ جان ہے پری نے کہا کہ یہ تو ہم جانتے ہین کہ آپ شہزادۂ والا تبار ہین شاہ چین آپکے والد بزرگوار ہین سرزمین چین آپکا مقام ہے شہزادہ آرام دل آپکا نام ہے مگر یہ سمجھ مین نہین آتا کہ آپکا حال پریشان کیون ہے چہرۂ گلگون سے عشق کے آثار نمایان ہین ہر دم چشم گریان کیون ہے ہر چند اس ماجرائے حیرت افزا سے جلد خبردار کیجیے حال اپنا کچھ اظہار کیجیے مین بھی تو سنون اگر کوئی مرض ہو تو اوسکی دوا کرون آرام دل نے جواب دیا جراءت دل کی خبر نہ پوچھو کچھ آجکل عزیزو ✽ کیا جانے دل کہان ہے دو چار دن سے اپنا ✽ صاحب ماجرائے

دل قابل بیان نہیں ہے **فقرہ** رویم ہیں حالم ہیرس :: یہی ایک جملہ ہے زیادہ بیان کی تاب
و توان نہیں ہے اور رونے کا حال کیا پوچھتی ہو **سودا** بہنا کچھہ اپنی چشم کا دستور ہوگیا
دی بھی جدائے آنکھہ سونا سور ہوگیا ؛ ہے **سب** باغ و بہار اپنی آنکھون مین مدت از خار نظر آتا ہے
حال دل بیان کرنے مین خون ہو کے منہ کو جگر آتا ہے **فرد** گل و گلزار خوش نہیں آتا ؛ بلبل
بے یار خوش نہیں آتا ؛ اے جنون جیب مین ترے ہاتھون ؛ ایک بھی تار خوش نہیں آتا ؛
یہ کہکر خاموش ہوگیا یاد چشم میگون جانان مین جھوم کر مست اور مدہوش ہوگیا پری نے شہزادے
کے فحوائے کلام سے دریافت کیا کہ بیشک کسیکا عاشق زار ہے کسی کے تیر نگاہ کا فگار ہے
جی کو سنبھال کر کہنے لگی کہ اے شہزادے مین پردہ قاف کے بادشاہ کی بیٹی ہون ملکہ دستمن میرا نام
ہے حسن و خوبی مین لاثانی ہون راجہ اندر بھی تابع فرمان بلکہ ایک ادنے غلام ہے ایام طفولیت
مین اپنی بڑی بہن کے ہمراہ تخت طاؤس پر سوار ہوکر واسطے سیر ملک چین کے گئی تھی ایوان شاہی
مین تجھہ گل اندام کو خاص محل کے بام پر دیکھا کہ زمرد کے چھپر کھٹ پر عجب انداز سے خواب ناز مین پڑا
سوتا ہے اب مین کیا کہون جو اوس دم میرا حال ہوا عشق نے دل مین گھر کیا جی نڈھال ہوا
بڑی بہن کے سبب سے کچھہ بس نہ چلا خاموش ہو رہی مگر دل پر جو صدمہ زیادہ ہوا تو مین بیہوش
ہوگئی **مصنف** مجھے جو تو ماہ مقابل ہوا ؛ مثل کتان ٹکڑے مرا دل ہوا ؛ سیر جو کی لالہ رخسار
کی ؛ داغ جدائی مجھے حاصل ہوا ؛ میری بہن مجھے بیہوش دیکھکر گھبرائی ڈری کہ شاید کسی نے جادو کیا
ہو اسلیے جلدی سے انگشتری سلیمانی میرے ہاتھہ مین پہنائی جب مجھے گونہ افاقہ ہوا بیخودی کا سبب
پوچھنے لگی مینے بہانہ کرکے کہا کہ اس وقت ہوا ٹھنڈی چل رہی ہے مجھے نیند آتی تھی مین سو گئی خیر اوس
وقت کی بات تو رفت گذشت ہوگئی جب مکان پر آئی دن بھر جی بے چین رہا طبیعت بہت گھبرائی
وہان سے آکر باغ مین ٹہلنے لگی گل و گلزار کی بہار سے کچھہ طبیعت بہلنے لگی آخر خدا خدا کرکے شام
ہوئی دعا میری قبول بدرگاہ ملک العلام ہوئی اوس وقت مین تنہا بذات خاص صرف ہمراہ
ایک خواص تخت پر سوار ہوکر پھر اوسی طرف روانہ ہوئی وہان پہونچکر اوسی محل کے بام پر اوتری
چارون طرف تیری تلاش کی کہین نہ پایا بہت جستجو کی لیکن تو نظر نہ آیا ناچار مایوس ہوکر بادل
داغدار یہ شعر آستانہ مبارک پر قلم مژگان اور شنجرف لخت دل سے لکھکر روبسوے خانہ ہوئی
مصحفی اگرت حبیب باشد بدرت رسیدہ باشد ؛ چو ترا ندیدہ باشد چہ قدر طپیدہ باشد ؛ الغرض
تجھکو نہ دیکھا تو دل کو صدمہ کمال ہوا باغ ارم مین پہونچی پھر تو یہ حال ہوا کہ ہر روز بیتابی دل ستانے

ہر ساعت موت اپنے مزے چکھانے لگی ایک روز تنہائی مین بیٹھی رو رہی تھی تیرے فراق مین بے قرار ہو رہی تھی ایک خواص نے عرض کی کہ حضور کسی طرح کا رنج و الم نکرین مینے گردش سبع سیارہ سے دریافت کیا ہے کہ جس شخص کی آپ عاشق زار ہین جسکے واسطے حضور بیقرار ہین انشاء اللہ تعالےٰ چار برس مین اوس سے اور آپ سے ملاقات ہوگی جس امر کی حضور کے دل مین تمنا ہے وہ بات ہوگی لیکن حضور فلانے مقام پر ایک باغ اور مکان کی تعمیر کا حکم دین اور بعد طیاری کے اوسکو عجائبات اور طلسمات سے مرتب کرین وہ شخص چار برس کے عرصے مین سرگشتہ بادیۂ غربت اور آوارۂ صحرائے کربت ہو کر اس باغ مین آوے گا خوب سیر کرکے جب ارادہ جانیکا کرے گا ہرگز جانے نپاوے گا غرض اے شہزادے یہ کلام جب سنا اوسی وقت باغ اور مکان کی تعمیر کے لیے مین نے حکم دیا جب باغ اور مکان میرے حسب دلخواہ طیار ہوا دل بیقرار کو کچھ قرار ہوا اوس روز سے مینے تنہائی اختیار کی امید وصال مین ایک ایک دن گننے لگی رات دن صدمۂ فراق سے جان کھویا کرتی اور عالم تنہائی مین یہ اشعار پڑھکر رویا کرتی **نسیم لکھنوی**

عالم کا ترے جہان بیان ہے ❊ بیتابی دل جہان جہان ہے ❊ زنجیر جنون کڑی نہ پڑیو ❊ دیوانے کا پاؤن درمیان ہے ❊ ذرے کا بھی چمکیگا ستارہ ❊ قائم جو زمین و آسمان ہے جو داغ کہ مہر ہے فلک پر ❊ دل مین مرے اب تلک نہان ہے ❊ اے شہزادے آخر خداوند کریم نے تجھ بیوفا کی صورت دکھائی خدا خدا کرکے آج جی کی مراد پائی اب مین دیکھتی ہون کہ تو بھی کسی گلبدن کا بلبل زار ہے معلوم ہوتا ہے کہ خدنگ عشق سے سینہ فگار ہے **حضرت اوستاد غالب** ہوئی جنسے توقع خستگی کی داد پانیکی ❊ وہ ہمسے بھی زیادہ کشتۂ تیغ ستم نکلے ❊ اب بہر خدا چند روز یہان کرم فرمایئے پرستان کی سیر کیجیے یہانکی چیزین کھایئے بالتفصیل حال بیان کیجیے اور جب تک ہم نکہین تب تک یہان سے نجایئے پریون کے ساتھہ مزے اڑایئے

وصل سے کامیاب ہونا سمن جان جہان کا اور رخصت طلب کرنا آرام دل عازم کوی جانان کا

پلا ساقیا جام آتش لباس ❊ کہ دل کو ہے میرے ہوس بے قیاس ❊ عروج طبیعت دکھادون تجھے ❊ نیا ایک قصہ سناؤن تجھے ❊ محرران جادو نگار و راقمان فسونکار لوح قرطاس پر نقوش بیان داستان یون مرتسم فرماتے ہین کہ جب آرام دل نے یہ قصہ سنا نہایت حیران ہوا

جی میں کہنے لگا کہ یہ افتادہ و شدہ یہ تو بلا کی طرح پیچھے پڑی اب میں کس طرح اسکے دام سے رہائی
پاؤنگا ملک فارس تک کیونکر جاؤنگا سوا اسکے یہ پری ہیں انسان دیو اسکے تابع فرمان اب سوا
پیچ بولنے کے چارہ نہیں بے مرضی اسکے یہان سے رہائی غیر ممکن ہے کوئی سہارا نہیں یہ سمجھکر
تمام و کمال احوال ماضی و حال اپنا آرام دل نے اوس بدر کامل سے ظاہر کیا اور سوختہ
آتش محبت کو ملکہ حسن افروز کے عشق سے ماہر کیا سیمتن پری جب سب حال سن چکی تو مخاطب
ہوکر بولی کیون حضور ذرا انصاف کیجیے تقصیر میری معاف کیجیے کہ ہم تو آپ پر اپنی جان فدا کرین
اور آپ یہ لی و سمجھے او ایک دم بچھڑین صاحب ہمنے چار برس کامل تمھارے فراق مین صدمے
اوٹھائے رات دن دعائین مانگین اور تمھارا یہ کلیجہ کہ ایسا کلمہ زبان پر لائے افسوس اگر ہم جانتے
کہ آپ ایسی بیوفائی کچھ ایذا کرینگے تو کیون آپ پر جان نثار کرتے دربدر خاک چھانتے پھرتے
جرأت جستجو مین دل کے بہلانے کی جی کھونا پڑا ✣ جو ہنسی کی بات تھی سو اوسکا اب رونا پڑا ✣
سچ تو یون ہے سب جگہ ربط اندنون پیدا کیا ✣ سچ ہر دم ہے یہی ہمکو کہ ہمنے کیا کیا ✣ آرام دل
نے کہا صاحب کیا دشمنون پر مصیبت پڑی ہے جو ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھرتی ہو ہر گھڑی نالے
کرتی ہو سیمتن نے کہا الا اورے ہم ترے واسطے مجنون بھی ہوے ✣ مورد گردش گردون بھی
ہوے ✣ ظلم کے گرچہ سزاوار تھے ✣ پر ترے عہد مین ہم یون بھی ہوے ✣ تو ملے غیر سے اور یان
میرے ✣ مفت مین دیدہ و دل خون بھی ہوے ✣ اے شہزادے تو جانتا ہے کہ مین اس
پرستان کے بادشاہ کی دختر ہون مجھے سب طرح کی قدرت ہے اگر مین اپنی سخن پروری کرون
تو تجھے ہرگز جانے نہ دون لیکن کیا کرون کہ تو میرا محبوب ہے مرادا تیری میرے دل کو مرغوب ہے
اور دنیا مین سبھون نے اپنے معشوقون کی نازبرداری کی ہے دین و دنیا دونون سے گذر گئے ہین ظلم
سہتے سہتے مر گئے ہین اس لیے تیرا جور و ستم اپنے نزدیک کرم سمجھتی ہون تیری رضا اپنی جان شیرین پر
مقدم سمجھتی ہون بہرکیف آج کی شب یہین آرام کر میرے زخم دل کا مرہم وصال سے التیام کر صبح جو
کہیگا بجا لاؤنگی یا تجکو وہان پہونچا دونگی یا حسن افروز کہ جسکا تو دیوانہ ہے یہان لے آؤنگی اس گفتگو
سے آرام دل کے چہرے کا رنگ اوڑ گیا خوف سے ڈرا اور سوچا کہ مبادا یہ پری طیش مین آکر
مجھے گرفتار بلا کرے ایسا نہو کہ جادو کرے پھر یہ خیال کیا کہ آخر یہ بھی تو شہزادی ہے بھولی بھولی
شکل وضع سادی سادی ہے علاوہ اسکے تمپر مرتی ہے تمھارے اوپر اپنی جان فدا کرتی ہے
آؤ آج یہین گذر کرو ہونی ہو وہ ہو آجکی شب اسی جا بسر کرو یہ تصور کر سیمتن پری سے کہا کہ صاحب

مین تمھارا تابعدار ہون جو ارشاد ہو بجا لاؤن مگر اتنا امیدوار ہون کہ صبح کو مجھے نہ روکیے گا جاتے
وقت نہ ٹوکیے گا یہ کہا اور بقول حسن پکڑ ہاتھ منہ پہ کھینچا لٹے * محبت کے رشتے مین اینچا
لٹے * ملکہ سیمتن کہ پہلے ہی شہزادے کی ہر ایک ادا پر فدا تھی اس بیان کو اور بھی مرگئی تمنائے
وصال اور بھی زیادہ ہوئی حیا و شرم و حیا کی سر سے اتر گئی مست ہوکر بلائین لینے لگی سینہ بسینہ
لب بلب ہوگئے بے شمار بوسے دینے لگی

حالت شوق ذوق مین آرام دل کا ہاتھ بڑھانا پری کی طرف



خواجہ حیدر علی آتش مرحوم بے گنتی بوسے لینگے رخ دلپسند کے * عاشق ترے پڑھے نہین
علم حساب کو * یہ کیفیت دیکھکر سب پریان وہان سے ہٹ گئین کچھہ درختون مین جا کے چھپین
کچھہ کمرے کے دروازے مین جھپٹ گئین فقط ایک خواص باقی رہی جو اس حال سے خبردار تھی
محرم اسرار تھی وہی ساقی رہی یہان تو یہ صحبت تھی اور وہان یہ کیفیت تھی کہ جب سے محمود گرا تھا
اوسے کچھہ خبر نتھی بیہوش پڑا تھا چند پریان جو اوس طرف جا نکلین دیکھتی کیا ہین کہ ایک شخص بوڑھا
ستر اسی برس کا سن وسال سر اور ریش کے سفید بال سبز عمامہ سر پر عباے عنابی در بر خضر صورت
پیشانی پر نماز کا گھٹا ظاہر مردے کی شکل مگر اچھا ہٹا کٹا ایک درخت کے نیچے بے ہوش پڑا ہے پریان
دیکھکر متعجب ہوئین باہم کہنے لگین کہ ارے اس باغ مین سواے شہزادے کے اور کون ایسا ہے
جسکا گذر ہوا یہ انسان بھی کیسا پیر نابالغ ہے کہ اسکو کچھہ اپنی جان کا نہ خطرہ ہوا آخر ایک جو اون سب مین

کڑے دل کی تھی آگے بڑھی اور محمود کا ہاتھ پکڑ کر اوٹھانے لگی اوسکا جو ہوش آیا آپکو ملک الموت کے پنجے مین پایا سمجھا کہ قضا آن پہونچی شہزادے کو خدا جانے کیا کیا اب ہماری بھی جان نہین بچتی یہ سمجھکر عاجزی سے کہنے لگا کہ مین اوس شہزادے کا نوکر ہون جو اس باغ مین آیا ہے غرض سب پریان محمود کو بیچ مین گھیرے ہوے جہان آرام دل اور ملکہ سیمتن بیٹھے ہوے اختلاط کر رہے تھے لیکر آئین سیمتن محمود کو دور سے دیکھتے ہی شہزادے کے تئین چھپ گئی اور پوچھنے لگی کہ یہ کون ہے آرام دل نے کہا صاحب یہ ہمارا یار غمخوار جان نثار ہے اس مصیبت مین اسنے ساتھ دیا ہے یار وفادار ہے یہ کہہ رہا تھا کہ محمود آیا پہلے تو ملکہ سیمتن کے حضور مین آداب بجالایا پھر آرام دل کو تسلیمات کر کے قدمبوس ہوا اور ایک طرف لب فرش مودب بیٹھکر پریون نے حال محمود کی بیہوشی اور از خود فراموشی کا حضور مین ملکہ سیمتن کے عرض کیا پری اوسکی باتون کو سنکر زیر لب مسکرائی اور دیر تک اوس سے ہنستی رہی جب رات بہت گذری محفل رقص و سرود برخاست اور بزم عیش و نشاط آراستہ ہوئی ملکہ سیمتن نے خواص کو اشارہ کیا اور فرمایا سحر ساقی نہ رُکے دور یہ موسم ہے غنیمت ✢ پیری مین جوانی کے مزے یاد کرینگے ✢ بمجرد ایماے ملکہ اوس پری نے ایک جام بادۂ گلفام سے لبریز کر کے شہزادے کو دیا آرام دل نے وہ ساغر سیمتن کو پلایا اور دوسرا جام اوسکے ہاتھ سے آپ پیا محمود تو ایک ہی پیالے مین بیہوش ہوگیا پھر تو یہ کیفیت ہوئی کہ سیمتن نشۂ شراب سے بیخود ہوکر آرام دل کی گود مین گر پڑی شہزادے نے جی مین کہا کہ واقعی یہ پری تمھاری عاشق ہے اور سچ تو یہ ہے کہ صحبت کے بھی لائق ہے عالم شباب ہے اوٹھتی جوانی ہے جو مزے کرو وہی لطف زندگانی ہے الغرض آرام دل نے پری کو گود مین اوٹھا لیا اور بارہ دری کے اندر جا کر چھپر کھٹ مین لٹا دیا جگانے کے لیے گدگدیان کین آوازین دین چٹکیان لین آخر جب خوب ملا دلا گدگدایا تو ذرا ملکہ کو ہوش آیا آنکھ جو کھلی وصال یار سے بغل گرم پائی یاوری بخت اور فرط محبت سے باغ باغ ہوگئی پھولون نسمائی پھر اوسی حالت مستی و سرور مین آرام دل سے کہنے لگی کیون جی مین اگر صبح کو تمھین نہ جانے دون تو تم کیا کرو ع ذرا اسکا مجھے جواب تو دو ✢ آرام دل نے کہا صاحب اگر یہی ارادہ ہے تو ہمین کیا چارہ ہے کسکا اجارہ ہے ع ہرچہ آید بر سر فرزند آدم بگذرد ✢ قہر درویش برجان درویش اور اسکا مین کیا جواب دون مگر اتنا سمجھ لو کہ اگر عہد شکنی پر کمر باندھو گی تو ہمین زندہ نہ پاؤگی یاد رہے کہ بہت پچھتاؤگی یہ کہتے ہی خیال جانان مین آنکھون سے آنسو گر پڑے سیمتن پری نے بلائین لیکر کہا کہ مین تو ہنستی تھی تمھین محک امتحان پر کستی تھی کہ دیکھون تم کتنے ہو دل کے کڑے

یاہو وے ہو **شعر** ذراسی بات مین رنجیدہ ہوگئے صاحب ۞ شعبت ہے رونا جی دیکھو وہ ہنسی
آئی ۞ یہ کہکر ہم آغوش ہوئی نشۂ بادۂ الفت سے بیہوش ہوئی جب ہوش آیا سر اپنا آغوش دلدار
مین پایا یاوری طالع و مساعدت بخت پر سخت عجب ہوا غایت مسرت سے اوس وقت یہ شعر
زیب وہ کام و لب ہوا **غالب** وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے ۞ کبھی ہم اونکو
کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین غرض اسیطرح سے غمزہ و ناز و سوز و گداز و راز و نیاز کی باہم باتین ہین
حسن و عشق کے جلوہ ہاے نیرنگ سے عجب لطف کی ملاقاتین رہین دونون اسی لطف مین تھے
کہ سپیدۂ صبح نمودار ہوا یاسمین کا دل بیقرار ہوا **آرام دل** نے محمود کو جگایا محمود نے کہا حضور آپکا
تو پری سے وصال ہے فارس جانا محال ہے سبحان اللہ حضور بھی کیا چیز ہین یا تو یہان شور و شوق
یا پایا سب نے کملی خیر شکر خدا کا اب آپ کی طبیعت کچھ کچھ بہل گئی ایک شغل پیدا ہو گیا ذرا سنبھل
گئی **آرام دل** نے کہا محمود مصلحت وقت یہی تھی جو مین نے کیا ہے اے عزیز اوس نے
رخصت کے لیے قسم کھائی ہے مجھے قول دیا ہے اگر ہم ایسا نہ کرتے تو تم یہان قید مین جان
سے گذر جاتے کبھی ہائی شوق تڑپ تڑپ کر مر جاتے یہ کہکر شہزادہ یاسمین کے پاس آیا اور کہا
اب رخصت پری نے جواب دیا صاحب رخصت چہ معنی دارد تمنے سنا نہین **نسیم لکھنوی**
آتا ہو تو ہاتھ سے نہ دیجے ۞ میرا اس مصرعہ پر عمل ہے تمھارے دماغ مین تو خلل ہے شہزادے نے
کہا **نسیم لکھنوی** جاتا ہو تو اوسکا غم کیجے ۞ یہ مصرعہ عمل کے لائق ہے اوس سے اتفاق ہے
یاسمین بولی کہ چہ خوش میرے آپ کے جو عہد و پیمان ہوا ہے اوسکو وفا کرتی ہون ایکدن تو وقت سر کرو
بلکہ **حسن افروز** کو یہان لاکر تمھارا کلیجہ ٹھنڈا کرتی ہون **آرام دل** نے کہا بس خدا کے واسطے
آپ اتنی تکلیف نہ کیجیے مجھکو بیک بینی و دوگوش یہان سے رہائی دیجیے صاحب ذرا خیال کرو کہ مین نے
جو اپنا گھر بار چھوڑ کر سلطنت کو خاک مین ملایا تو کیا اسواسطے کہ آپ کے پاس بیٹھ رہون اور مزے
کرون جسکے واسطے سرگردان ہوا ایک عالم کی خاک چھانی خستہ و پریشان ہوا اوسکو آپ
حکومت سے بلوا لون یہ تو عاشقی نہ ہوئی رنڈی بازی ہوئی محبت نہوئی جعلسازی ہوئی یاسمین
نے کہا ناحق اتنی مشقت اوٹھاتے ہو منزلون بیکار جاتے ہو اگر کہو تو ابھی یہین بیٹھے بٹھائے
معشوق کو بلوا لون **آرام دل** نے کہا ذرا اتنا تو سمجھو کیا ہم اتنے نہ تھے کہ شاہ فارس
سے بذریعۂ نامہ و پیام درخواست اپنی شادی کی کرتے مگر اپنا جی ہے اسپر حکومت نہین
چلتی یہ عاشقی ہے یہان کسیکی دال نہین گلتی اب مین تمھارے روکے کب رکتا ہون ہزار کہو

مین کب سنتا ہون مجھے اپنے معشوق کو یہان بلوانا منظور نہین معاف کیجیے آپ کو اس قدر تکلیف کرنا کچھ ضرور نہین ہے سیمتن پری نے دیکھا کہ شہزادہ بگڑ بیٹھا اب کسی طرح نہ تھنچیگا تنگ کرونگی تو خوب چھنے کی زیادہ کچھ ہوا دونگی تو دشمنون کی جان پر بنیگی مصنف مثنوی ہذا بس اسکو عشق کا آزار ت فرقت نے کر دیا ہے تار تار ✤ اب نہ کچھ تم زبان سے کہنا کہ جو ہون ہجر کے وہ سب سہنا ✤ عقل زائل ہے ہوگیا ہے خبط ✤ آج کل ہے اسے جنون سے ربط ✤ جیب و دامن کہین نہ چاک کرے ✤ نہ کہین آپ کو ہلاک کرے ✤ فدا تو ہو ہی رہی تھی عاشق تھی علاوہ اسکے اپنے قول مین بھی صادق تھی کہنے لگی اچھا ہم آپ کو اس شرط سے جانے دیتے ہین ایک بات کی قسم کھاؤ تو یہان سے قدم اوٹھانے دیتے ہین کہ جب آپ اپنے ملک کی طرف مع الخیر والعافیت مراجعت فرمائین تو ہم سے پھر اسی باغ مین ملاقات کرین اور ہمین بھی اپنے سلک زوجیت مین لائین **آرام دل** نے کہا ہان یہ بات مجھے بدل وجان قبول ہے اس امر مین آپ کا اتنا مبالغہ محض فضول ہے مین قسم کھاتا ہون کہ جب میرا مقصد حاصل ہوگا تو انشاء اللہ تعالے تم بھی فائز المرام ہوگی اگر میرے جی کی آرزو بر آئیگی تو خدا نے چاہا یہ بات بھی بخوبی انجام ہوگی سیمتن نے کہا کہ دیکھو تم قسم کھاتے ہو خدا کو شاہد درمیان لاتے ہو ذرا اپنے قول پر ثابت قدم رہنا ورنہ وعدہ خلافی کی سزا خوب پاؤگے میرے ہاتھ سے بچکر نجاؤگے اچھا **سید محمد خان رند** بس اب آپ تشریف لیجائیے ✤ گذرنی ہے جو کچھ گذر جائیگی ✤ طبیعت کو ہوگا تعلق چند روز ✤ ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائیگی ✤ مگر محمود کو میرے پاس چھوڑ جائیے کہ یہی شخص بلکہ **حسن افروز** پر عاشق ہونے کا باعث ہے اور اس وقت بھی اسکی ترغیب دیکر لے چلا ہے اسکی یہی سزا ہے کہ یہان باغ کے ایک گوشے مین بیٹھا ہوا کرے اپنی جورو کے فراق مین جلا کرے تا اسکو بھی معلوم ہو کہ فراق محبوب اسے کہتے ہین اور عاشق اپنے معشوقون کے اس طرح دکھ سہتے ہین یون بے قرار رہتے ہین **قطعہ** معلوم تو ہو ہجر کے صدمون کی حقیقت ✤ گذری ہے بہت عیش سے اب یاد کرینگے ✤ تم جاؤ بس اب ہم سے نہ اسمین کرو اصرار ✤ چھوڑا ہے تمھین انکو نہ آزاد کرینگے ✤ محمود یہ غضبناک گفتگو پری کی سنکر لرز گیا جی کڑا کر کے کہنے لگا کہ حضور اگر فدوی کو پہلے سے آپکے تعشق کا حال اپنے شہزادے کے ساتھ معلوم ہوتا تو اپنے آقا کو آپ ہی کی ملاقات کی ترغیب دیتا اس خدمت کے صلہ مین حضور سے خوب انعام لیتا مگر افسوس مین بڑا بدنصیب ہون کہ اس مضمون سے نہ خبردار ہوا آج اپنے آقا کا ساتھ کر کے حضور کے نزدیک دشمن بٹھہرا تعذیہ کا سزاوار ہوا سیمتن نے کہا کہ جو کچھ ہو سو ہو مگر تجھے اب نجانے دونگی

تو حقنا ہی چاہیے غل مچا لیکن مین ایک سنو گی محمود نے کہا حضور یہ میرے نصیب اور خوشا طالع میرے
کہ آپ مجھکو اس التجا اور تمنا سے اپنے پاس رکھیں آرزو ہے تقدیر میری کہ حضور مجھے اس باغ مین
رہنے کی اجازت دین اس محبت پر بھی اگر مین درخواست جانے کی کرون تو بڑا بدنصیب ہون
گستاخی معاف بقول شخصے لا علاج ہے کہ ہم تیرے آستان سے گئے * ہمنے جانا کہ دو جہان
سے گئے * ملکہ سیمتن محمود کی ان حرکتون اور مسخرا پن کی باتون سے دل مین مارے ہنسی کے لوٹی
جاتی تھی مگر ہنسی کو ضبط کرکے کہنے لگی کہ لو صاحبو اور سنو چونچلے کی خوبی دیکھو ان شیرین باتون سے
کوچۂ عشق مین آپ کا بھی فرہاد نام ہوا منہ مین دانت نہ پیٹ مین آنت حضرت بھی ہماری محبت
کا دم بھرتے ہین **شوق** تاکہ مشہور ہون ہزارون مین * ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین *
ارے لوگو **ع** مینڈکی کو بھی لوز کام ہوا * ہان کوئی ہے کہ اس نامعقول کو اس بے ادبی کی
سزا دے یہ سنتے ہی دس بیس دیو محمود کی طرف جھپٹے پری نے اشارے سے منع کیا اور نظر کرم
سے دیکھکر دفع کیا **آرام دل** نے کہا صاحب ہم سنا کرتے تھے کہ لیلی کا کتا بھی پیارا ہوتا ہے
عاشق کو اوسی کے دیکھ لینے کا سہارا ہوتا ہے مگر یہان تو ہم نئی رسم دیکھتے ہین کہ اس غربت مین ایک
ہمارا آدمی ہے اوسکے سب دشمن ہین یہان تک کہ جب آپ کا اشارہ پاتے ہین تو دیو بھی لپک
لپک کر آتے ہین سیمتن نے کہا صاحب سچ ہے یہ تمھاری خاطر ہے کہ مینے اسکو چھوڑ دیا ورنہ یہ اس بیجا بی
اور گستاخی کا خوب مزا چکھتا پھر کبھی ایسا نہ بکتا یہ کہکر انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کی **آرام دل**
کی اونگلی مین پہنا دی اور کہنے لگی کہ لو اب تمپر کسی طرح کا جادو اثر نکرے گا پھر سفید دیو کہ سردار
سب دیونکا روبرو دست بستہ کھڑا تھا اوسکے سر مین سے پانچ چار بال توڑ کر شہزادے کو
دیے اور کہا کہ جس وقت تمکو کوئی کار مشکل یا کوئی امر ایسا درپیش ہو کہ جسکے انجام کے لیے پیچ در پیچ
ہو اوس وقت تم ایک بال کو اس مین سے دونون سرے پکڑ کے کھینچنا یہ دیو تمھارے پاس حاضر
ہوگا جو حکم دو گے بجا لائیگا اگر کچھ عذر کرے گا تو خوب سزا پائیگا القصہ **آرام دل** کو یہ سب مراتب
سمجھا کر پری نے دیو سے فرمایا کہ جہان سے اس باغ کو لایا ہے پھر وہان پہونچا دے اور یہ غزل
پڑھی **مصنف** اے مرے دلربا خدا حافظ * چھوڑ کر مجھکو جا خدا حافظ * تیرا ضامن ہے ضامن و
ضامن * سایۂ مصطفے خدا حافظ * پیٹھ جیسے دکھاتا ہے مجھکو * یون ہی منہ بھی دکھا خدا حافظ *
مجھکو بیتاب چھوڑے جاتا ہے * اے مرے مہ لقا خدا حافظ * تیری فرقت مین دیکھیے کیا ہو
آگے کیا بلا خدا حافظ * تو نے مجھسے تو بے وفائی کی * خیر اے بیوفا خدا حافظ * جس جگہ جائے تو

معین الغم ✤ گھر مین رہین سدا خدا حافظ ✤ اے سخن اب گلے لگا کے مجھے ✤ تو بھی کہدے ذرا خدا حافظ
شہزادی نے بھی کہا خدا حافظ اور دیوؤن نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے ایک آواز دی کہ سارا
مکان ہلگیا گھڑی بھر تاریکی اور طوفان ہوا کا زور شور وہی سب سامان نظر آیا مگر جہان پری و آرام دل
اور محمود تھے وہان یہ سب آثار نہ موجود تھے تھوڑی دیر مین وہ باغ اور مکان جہان پہلے نصب تھا قائم
کیا گیا اور شور و غل موقوف ہوا یاسمن پری نے شہزادے سے کہا کہ حضور اب بسم اللہ کیجیے دیر
نہ لگائیے جس طرف سے آپ آئے تھے وہی راہ موجود ہی پھر بلانیوالا وہ معبود ہے خضر جیسے جاتا ہے
تجھے یارب خدا پھر لائے ✤ تجھکو اے اللہ بتا وہ لقا پھر لائے ✤ پھر پری نے شہزادی کو گلے لگا کر رخصت کیا اور
محمود سے کہا کہ اچھا بچا تم بھی جاؤ مگر خبردار میرے شہزادے کا ساتھ نچھوڑنا ورنہ خوب سزا چکھوگے ذرا اسکو
خوب سمجھ لینا محمود نے دونون ہاتھ سے سلام کر کے عرض کی کہ حضور کیا مقدور جو کبھی اپنے آقا سے
جدا ہون اگر ایسمین ذرا خلاف ہو تو بیشک لائق سزا ہون یہ کہکر گھوڑے حاضر لایا آرام دل سوار ہوا
ہمراہ وہی محمود وفادار ہوا یاسمن پری تا در باغ پہونچانے آئی جونہین شہزادے نے پیٹھ موڑی پری
آنکھون مین آنسو بھر لائی مگر کیا کرے مجبور تھی کہ خاطر محبوب بہر نوع منظور تھی غرض آرام دل پری
سے رخصت ہو کر ملک فارس کو روانہ ہوا یہان محفل کا تمام برہم کارخانہ ہوا یاسمن اوسی وقت با چشم
گریان و دل بریان تخت پر سوار ہو کر کوہ قاف مین داخل ہوئی شب و روز غم کھا کھا کے بسر کرنے لگی
شہزادے کے عشق مین مثل ہلال کاہیدہ وہ بدر کامل ہوئی تمام باغ سنسان ہو گیا مسکن زاغ و
بوم وہ مکان ہو گیا یا تو وصال طالب و مطلوب سے ہر جن و انس پھولون نہین سماتا تھا نہال تھا پھر غور
کر کے جو دیکھا تو گویا خواب تھا یا خیال تھا دنیا جائے دید ہے کبھی وصال یار کبھی فراق دلدار دونون
توام ہین مگر شب وصال گویا عاشقونکو صبح عید ہے فراق کے نام سے صدمہ ہوتا ہے دل پر الم ہی ہجر یار
اگرچہ نہایت جانگزا ہے مگر سچ پوچھیے تو کچھ ایسمین مزا ہے لا اعلم جو مزا انتظار مین پایا ✤ نہ
کبھی وصل یار مین پایا وزیر صد چاک ہو وہ دل کہ جو درد آشنا نہو ✤ پھوٹے وہ آنکھ جس سے کہ آنسو گرا نہو ✤

داستان بیقراری صنوبر شہزادی اور اوس شاہ بدطینت کی ستمگاری پھر چند سوال صنوبر خستہ جگر کے شہزادہ سیاہ فام اور لاجواب ہونا اوسکا اوس کلام سے اور آشکارا ہونا حال آرام دل کا

اوٹھا ساقیا ساغر میکشان ✤ کہ پھر چھیڑون گذری ہوئی داستان ✤ پلا دے پھر ایک ایک جام شراب ✤ کہ
بیخود ہون سب اور نہ دین کچھ جواب ✤ وہ کیسی تھی شادی کہان کا وصال ✤ نہ حاصل ہوا کچھ بجز

انتقال ۞ مصنف خاکسار اور خامہ جگر افگار حال صنوبر عاشق زار یون رقم کرتا ہی کہ جب صنوبر بیگم شہزادہ آرام دل سے رخصت ہوکر دلربا کے ساتھ محل مین تشریف لائی وہ آنا کیا تھا گویا اوسکے سر پر بلا آئی آتے ہی منہ لپیٹ کر چھپر کھٹ مین لیٹ رہی مگر چپکے چپکے روتی رہی آنسو سے منہ دھوتی رہی دلربا کہ محرم راز تھی خیر خواہ جانثار تھی چھپر کھٹ کے پردے گرا کے پاس بیٹھ گئی اور پنکھا جھلنے لگی جو کوئی پوچھتی کہ دلربا وہ کہان ہین تو اوسنے کہتی کہ ارے چپ رہو بیگم صاحب تمام رات جاگی ہین جی اچھا نہین ہے رات بھر راحت نہین ملی ہے ابھی آنکھ لگی ہے دو گھڑی سو رہنے دو آنکھ لگنے کا نام جب صنوبر کے گوش زد ہوتا بے اختیار کلیجے مین درد ہوتا اپنے حال کو خیال کرکے چیخین مار مار کے رونے کو جی چاہتا مگر کیا کرے . افشاے راز کے سبب ضبط کرتی تھی جو زیادہ بے چین ہوتی تھی تو در پردہ آہون سے ربط کرتی تھی **فرد** جدا کسی سے کسیکا غرض حبیب نہو ۞ یہ داغ وہ ہی کہ دشمن کو بھی نصیب نہو ۞ یہان تو اسکو اتنی ہی بات غنیمت تھی کہ سونے کا بہانہ تھا وہان لوگون کو ریت رسم کی پڑی تھی اور ہی کارخانہ تھا یعنے زنانی مجلس محل مین آراستہ ہوئی سمدھنین آکر مجلس مین بیٹھین ڈومنیان گانے لگین اتنے مین غل ہوا کہ دولھا محل مین آتا ہے یہ سنکے جتنی چھپنے والیان تھین چارون طرف کوٹھون پر چڑھ گئین کچھ پردے مین چھپ چھپ کے دیکھنے لگین جو ذرا بیحیا تھین وہ وہین اڑ گئین دیکھتے کیا ہین کہ ایک لڑکا حبشی کی صورت سنیچر کی مورت سر گنجا ہاتھ ٹنڈا پانون سے لنگڑا سر مین بڑے بڑے گڑھے عمیق النسان تھا یا بچہ شیطان غرض نطفہ بے تحقیق **شعر** شتر لب غول منظر خوک دندان خرس پیشانی ۞ تصدق میشود ہر دم برا و غول بیابانی ۞ **نسیم لکھنوی** دانت اسکے گورکن قضا کے ۞ دو نتھنے رہ عدم کے نالے ۞ زنبور سیاہ خال اوسکے ۞ برگد کی جٹائین بال اوسکے ۞ دو چار خوصون کے بیچ مین کہ خاص اوسی کی طرف کی تھین جریب کے سہارے سے زمین پر پانون سے اتو کرتا ہوا اس لنگڑے پن پر لنبے لنبے قدم رکھتا ہوا آکر مسند پر اپنی مان کے پاس بیٹھ گیا اس ماجراے حیرت افزا اور سانحہ ہوش ربا سے ساری محل مین ایک تہلکہ عظیم واقع ہوا کسی نے زانو پیٹ کر کہا کہ ہے ہے لوگو یہی ہماری شہزادی کا دولھا ہی کوئی بولی نہین ری دیوانہ معلوم ہوتا ہے رستہ بھولا ہے کوئی رو کر کہنے لگی کہ ہاے یہی کمبخت ہماری بیگم کے نصیب مین لکھا تھا کسی نے کہا کہ اسمین کسکا اجارہ ہے اونکی تقدیر مین یونہین ہونا تھا ایک نے کہا بہن ہم تو سنتے تھے کہ حضرت جہان پناہ بارات کے روز دولھا کے یہان تشریف لے گئے تھے اور دولھا کو اپنی آنکھ سے دیکھکر بہت خوش ہوے تھے مگر ماشاءاللہ وہ تو برعکس اسکے ظہور مین آیا سب لوگون کو کیا خیال تھا اور کیا ہوگیا ادھر تو یہ غوغا

تھا اودھر یہ سانحہ برپا تھا کہ بیگم صاحبہ نے جو داماد کی شکل دیکھی پہلے تو خوف سے ڈری پھر سمدھن
سے پوچھنے لگی کہ کیون بی بی یہی آپ کے صاحبزادے ہین جنکے ساتھ میری لڑکی کی شادی ہوئی ہے
وہ بھی شہزادے ہین پھر کہا لو کو بتاؤ کہ میری بچی کہان ہے دلربا نے کہا حضور یہان چھپر کھٹ مین آرام
کرتی ہین بادشاہ بیگم نے کہا مجھے ہرگز اعتبار نہین تم لڑکی کو کمرے مین لے جاؤ اور دالان مین قفل لگاؤ
دلربا شہزادی کو دوسرے کمرے مین لے گئی دو چار خواصون کو حفاظت کے واسطے اپنے پاس رکھا
اور مکان کو مقفل کردیا حضور جب تک باہر رہی جان دینے پر مستعد برابر رہی اپنے جی مین سمجھی ہوئی
تھی کہ اگر ذرا بھی اوس مردود کی طرف سے کسی امر مین سبقت ہوئی تو فوراً آپ کو ہلاک کرونگی اس بکھیڑے
کو پاک کرونگی کہ نہ ہم ہونگے نہ فلک کے جور وستم ہونگے مگر جب جانے محفوظ مین آپ کو دیکھا شکر خدا کیا
اور کہا کہ دلربا دیکھیے کیا فتور برپا ہوتا ہے اماجان اون بدبختون سے اس قدر اوبھی تو ہین لیکن خدا
خیر کرے دیکھیے کیا ہوتا ہے اور ہماری آبرو کا تو خدا حافظ و نگہبان ہے کیونکہ ہم تو پہلے ہی اپنی جان
اوس جان جہان پر تصدق کیے بیٹھے ہین مگر افسوس یہی ہے کہ جب تک یہ کمبخت دم ہے فراق محبوب
وصال نامرغوب ہمارا ہمدم ہے جراءت خدا کے واسطے سینہ کو کوئی چاک کرو ؛ کہ جان بلب مین
بہت دل کے اضطراب سے ہم ؛ ولہ مرض عشق کو تھوڑا نہ سمجھنا اے دل ؛ ایکدن کام کرے گا یہی آزار
تمام ؛ یہ کہتے ہی سیل اشک آنکھون سے جاری ہوا پھر وہی رونا اور غشی کا عالم طاری ہوا دلربا نے
ہر چند سمجھایا خاطر آشفتہ کو بہلایا کہ بیگم برائے خدا تمھین اپنے اوسی محبوب کی قسم جسے چاہتی ہو ذرا اپنے
دل کو ٹھہراؤ اور کسی خیال مین بہلاؤ کسی اور شغل سے تسکین دو مگر بھلا اوسکی کون سنتا تھا لا ادری
جسپہ گذری ہو یہ وہی جانے ؛ جو کہ بیدرد ہو وہ کیا جانے ؛ عشق کا مزا عاشق ہی خوب جانتا ہے اس
ستمگار کی تیغ جفا کے سامنے وہی سینہ سپر کرتا ہے کلیجہ تانتا ہے خواجہ وزیر دشمن بھی اپنے دوست سے
یارب جدا نہو ؛ نا آشنا کو بھی الم آشنا نہو ؛ القصہ بادشاہ بیگم نے ایک خواجہ سرا کو حکم دیا کہ اس پلید کا
ہاتھ پکڑ کے نکالا منہ کر خواجہ سرا نے بموجب حکم دولھا کے قریب آکر دست بستہ عرض کی کہ خداوند ہم حضور کے بندے اور
فرمانبردار ہین مگر کیا کرین حکم حاکم مرگ مفاجات اس سے ناچار ہین اب عرض یہ ہے کہ حضور یہان سے
اوٹھین اور باہر تشریف لے چلین شہزادہ ایک تو غصے مین بھرا بیٹھا ہوا تھا یہ سب باتین سنکر اور بھی
جلگیا ایسا طیش مین آیا کہ جامے سے باہر نکل گیا پھر وہی چھڑی جو چلنے کے وقت بارگی یا شکستہ کی
مددگار تھی اوٹھا کر خواجہ سرا کے سر مین اس زور سے ماری کہ سر دو ٹکڑے بلا فرق ہوگیا دریائے خون
مین سر سے پاؤن تک غرق ہوگیا اس واردات سے محل مین ایک تہلکہ پڑگیا سارا کھیل بگڑ گیا

کو خبر ہوئی وہ سنتے ہی گھبرائے ہوئے محل مین تشریف لائے ساتھ وزیر اعظم بھی آئے بادشاہ نے
محل مین جاکر دیکھا کہ نسبت خواجہ سرا خون مین ڈوبا ہوا ہے عجب حال ہے کہین دستار کہین جوتا کہین
رومال ہے طرفین کی خواصین آپس مین خفیہ ہی کر رہی ہین طعن و تشنیع کا بازار گرم ہے نفسانیت پر مری
ہین بیگم صاحب نے بادشاہ سے کہا کہ حضور ذرا اپنے داماد فرخندہ نہاد کو ملاحظہ کرین پہلے یہ بھی دیکھا
ہے کچھ اوسکے ہاتھ مین دین جو نہین بادشاہ نے اوس زنگی شہزادے کو دیکھا حیرت سے انگشت بدندان
ہوا دیر تک اسی طرح عالم تحیر مین رہا آل کار سوچکر نہایت تفکر مین رہا آخر اوس بادشاہ کی جبا ساری پر
ایسا غصہ آیا کہ اگر وہ اس وقت وہان موجود ہوتا تو بیشک نیست و نابود ہوتا مگر بادشاہ نے دفعتاً
بگاڑنا مناسب نجانا غصہ کو ضبط کر کے اپنے سمدھی کو بلوایا وہ آیا دونون نے کرسیون پر جلوس فرمایا
بادشاہ نے دولھا کے باپ سے کہا کہ درمیان سلاطین عظام اور شاہان ذی الاحتشام کے ایسی
دغابازیان اور افترا پردازیان ہمنے تو کبھی تواریخ مین دیکھین اور نہ کبھی سنین بھلا یہ کیا حرکت تھی
کہ آپ نے اپنے لڑکے کو تو چھپا دیا اور ایک شخص غیر کو دولھا بناکر نکاح پڑھوا دیا پھر ارادہ ہے
کہ دولھن کو یہان سے زبردستی لیجائین گے حکومت کو کام فرمائینگے دولھا کے باپ نے جواب دیا
کہ صاحب آپ کیا فرماتے ہین یہ میرا وہی لڑکا ہے جسکو آپ نے برات کے روز دیکھا ہے بادشاہ نے
کہا سبحان اللہ شاید آپ نے مجھکو اندھا بنایا بھولا سمجھکر یہ فقرہ سنایا یہ گفتگو دوبدو ہو رہی تھی کہ دلربا
نے اپنے بادشاہ سے عرض کی خداوند چھوٹی بیگم صاحبہ فرماتی ہین کہ مین اپنا مقدمہ آپ فیصل کرونگی
آپ کسی طرح کا تردد نفرمائین مگر امیدوار ہون کہ آپ دونون صاحب مع شہزادہ بلند اقبال ذرا پردہ کے قریب
تشریف لائین جو مین سوال کرون شہزادے اوسکا جواب دین اور حضور غور فرمائین اگر فی الحقیقت یہ
وہی شخص ہین جنکے ساتھ میرا نکاح ہوا ہے تو پھر اسکا تردد کیا ہے جو تقدیر کا لکھا تھا وہ ہوا ورنہ بصورت
خلاف جیسا ہوگا سمجھا جائیگا یہ کلام شہزادی کا دولھا کے باپ نے پسند فرمایا بیٹے کا ہاتھ پکڑ کے
قریب دالان کے آیا شاہ عالم پناہ نے بھی بموجب درخواست شہزادی وہین جلوس فرمایا دلربا نے
حضور کی طرف سے اوس زنگی ملعون سے مخاطب ہوکر کہا کہ صاحب آپ نے بعد نکاح کل شب کو کہان
آرام کیا تھا کس جگہ سوئے تھے کس مکان مین مقام کیا تھا پہلے اس سوال کا جواب دیجیے تو پھر
آگے حوصلہ کیجیے شہزادہ پہلے تو سنکر خاموش رہا پھر اپنے باپ کے اصرار سے کہنے لگا کہ مین تو
اپنے خیمے مین روز جہان سوتا تھا وہان سویا تھا یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ بس کیجیے اسی بات پر اختتام
سے زیادہ گفتگو طول کلام ہے ہمکو خوب معلوم ہوا کہ آپ وہی شہزادے ہین زیادہ کہنے کے

ناحق ارادے ہیں پھر اوسکے باپ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ بسم اللہ اب دیر نہ لگائیے بہت جلد یہان سے تشریف لیجائیے نہین تو خدا جانے کیا ہوجائیگا یا درکھیے کہ حشر برپا ہوجائےگا بادشاہ یہ سنکر بڑے غصے مین اوٹھا اور بیٹے کو ہمراہ لیے اپنے فرودگاہ مین آیا آتے ہی فوج مین طبل جنگ بجوادیا افسرون کو لڑائی کا حکم سنا دیا اور کہا کہ اگر زندہ ہون تو اس قلعے کو توڑونگا اسنے مجھے ذلیل کیا ہے مین بھی اسکی بیٹی لے ہی کے چھوڑونگا یہان وزیر باتدبیر نے اپنے بادشاہ کے تیور بدلے ہوے دیکھے فوج کو آراستگی کا حکم دیا تھا جون ہی توپین چڑھا دین تھین تمام قلعے کو آراستہ کیا تھا جب وہان بادشاہ کو مغلوب الغضب جاتے دیکھا اپنے گمان کا شک جاتا رہا یقین ہوا پھر تو اوسنے شہر اور قلعے کا قرار واقعی بندوبست کرلیا لاکھون من غلہ قلعے مین بھر لیا ہر چیز کا ہر جگہ انبار تھا کسی چیز کی کمی نہ تھی فقط اسی بات کا انتظار تھا کہ پہلے اودھر سے سبقت ہو تو پھر ادھر سے مار دھاڑ کی نوبت ہو یہان بادشاہ صنوبر کے پاس آیا اور بہت سا پیار کرکے پوچھنے لگا کہ بیٹا بیان تو کر یہ کیا قصہ ہے کیا واردات ہی عقل حیران ہے کہ تو اس قدر ملول کیون ہے یہ کیا بات ہے صنوبر اس کلام کو سنکر اس قدر روئی کہ ہچکی بندھ گئی آخر ضعف سے غش آگیا بادشاہ کی گود مین گر پڑی **مثنوی** **مصنف** عشق کی ہے عجب فسونکاری ⁛ ہے ہمہ انسون اسکی جنگاری ⁛ کہین طرہ ہے یہ حسینو نکا کہین غازہ ہے مہ جبینون کا ⁛ یہی کرتا ہے عاشقون کو تباہ ⁛ الحذر الحذر معاذ اللہ ⁛ خوف آتا ہی نام سے اسکے ⁛ دل لرزتا ہے کام سے اسکے ⁛ یہی مجنون کا دستگیر ہوا ⁛ یہی فرہاد کا مشیر ہوا یہی وجہ فغان بلبل ہے ⁛ یہی پیوستہ رگ گل ہے ⁛ یہی سرو چمان گلشن ہے ⁛ یہی قمری کا طوق گردن ہے ⁛ یہی عاشق کا دل جلاتا ہی ⁛ یہی نیرنگیان دکھاتا ہی ⁛ یہی باغ جہان مین خار ہوا ⁛ گلرخون کے گلے کا ہار ہوا ⁛ الغرض رہتا ہے یہی دل مین ⁛ یہی ہے سبکے آب اور گل مین ⁛ بادشاہ صنوبر کو چھاتی سے لگاکے بے اختیار رونے لگا دامن و آستین اشکون سے بھگونے لگا دیر تک یہی حال رہا دلپر صدمہ رہا ملال رہا آخر بادشاہ نے کہا کہ بیٹیا بتا تو سہی کہ تیرے دل پر کیا گذر رہی ہے تو کیون اسقدر بیتاب ہے اور رو رو کے اپنی جان ہلکان کر رہی ہی مین بھی تو سنون اگر کسی نے کچھ کہا ہو اوسکی زبان نکلوا ڈالون جو کسی سے کچھہ خدا نخواستہ اور طرح کا صدمہ پہونچا ہو تو بیان کر کہ اوسکو سزا دون غرض بادشاہ نے ہر چند صنوبر سے پوچھا مگر وہان تو خیال مین کوئی اور ہی پیارا تھا اظہار مطلب کا کب یارا تھا سکتہ کا عالم ہوگیا کچھ جواب ندیا جب تو بادشاہ اپنے دل مین سمجھا کہ **حضرت غالب** بیخودی بے سبب نہین **غالب** ⁛ کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے ⁛ پھر دلربا سے فرمایا کہ سچ بتا یہ کیا معاملہ ہے نہین تو

ابھی زندہ دلہارمین جیو او دونگا نام و نشان تیرا حرف غلط کی طرح صفحۂ دنیا سے مٹا دونگا دلربا اس گفتگو سے لرزان ہوئی ہاتھ جوڑکر کہنے لگی کہ حضور اس داستان کو ابتدا سے انتہا تک سنین اور بیگم کے صحت کی کچھ تدبیر کرین کہ جب شادی کی دھوم ہوئی تھی تو ہماری بیگم کو یہ خبر اوڑتے اوڑتے معلوم ہوئی تھی کہ دولھا بہت بدشکل ہے یہ سنکر بدرجہ کمال الم ہوا محل شادی خانہ ماتم نظر آنے لگا لوگون کی بیخبری پر بہت غصہ آیا دل ہی دل مین پیچتاب کھایا شرم سے کچھ کہہ نہ سکین اندر ہی اندر گھٹنے لگین ہر روز چہرہ زرد ہونے لگا منہ پر ہوائیان اوڑنے لگین مینے غمگین دیکھکر سبب رنجش کا پوچھا مجھسے حال دل ظاہر کیا راز نہفتہ سے اس کنیز کو ماہر کیا مینے دل بہلانے کی بہت تدبیر کی مگر اونکا وہی حال انھین سب باتون کی طرف خیال رہا میرے افہام و تفہیم نے کچھہ نہ تاثیر کی آخر جب نکاح ہوچکا دولھا رنگ محل مین گیا اوس وقت سبھون نے آکر دولھن کو گھیر لیا اور کہنا شروع کیا کہ حضور کسی طرح کا تفکر اور تردد خاطر مبارک مین نہ لائیے صورت غمگین بدل ڈالیے ہمنے آپ کے دولھا کو دیکھا ہے ماشاء اللہ نہایت خوب صورت نوجوان ہین چشم بددور بہت حسین رشک خوبان جہان ہین **نظم** قمر اوسکی جبین سے داغ کھائے ٭ مہ نو پیش ابرو سر جھکائے ٭ حضور بخدا سے لایزال رنگ زیادہ برگ گل سے اوسکے چہرے پر صفائی ہے ٭ مین اون ہاتھون کے صدقے جسنے وہ صورت بنائی ہے ٭ جناب عالی جس قدر تعریف اور توصیف مین اوس شہزادے کے وہ لوگ مبالغہ کرتے تھے اوسی قدر ہماری بیگم صاحبہ جھوٹ جانتی تھین زار زار روتی تھین اور کسیکا کہنا نہین مانتی تھین آخر جب لوگون نے دیکھا کہ انکا شک کسی طرح رفع نہین ہوتا ناچار کہا کہ اچھا اگر ہمارا کہنا آپ کے نزدیک راست نہین ہے تو آپ چلکر اپنی آنکھہ سے دیکھہ لین اس مین کچھہ مضائقے کی بات نہین ہے یہ سنکر ہماری بیگم سبکے کہنے سننے سے گئین خواصون کے ہمراہ بحفاظت تمام رنگ محل مین گئین اور دیکھتے ہی ایک نگاہ اوس حور شمائل غارتگر کشور دل کو دل دے بیٹھین سودائے عشق مول لے بیٹھین اور بے چین ہوکر قصد اوسکے پاس جانیکا کیا اس ارادے سے ہم سب نے اونکو منع کیا مگر اونھون نے کسی کی نہ سنی اور بے خوف و خطر شوق ملاقات مین اوسکے پاس جا بیٹھین جسنے منع کیا اوسکو دو چار سخت سست سنا بیٹھین اور جاکر پہلے اوسکا نام ملک کا پتا اور احوال دریافت کیا عند الاستفسار معلوم ہوا کہ شاہ چین کا فرزند ارجمند ہے ملکہ حسن افروز شہزادی ملک فارس کے عشق مین دردمند ہے اوسی کی تلاش مین مسافرانہ چلا جاتا تھا اثنائے راہ سے کوئی اوس گم کردہ کاروان صبر و قرار اور روے نادیدہ یار کو یہان لے آیا اور جبراً قہراً دولھا بنا کے ہماری بیگم کے ساتھہ نکاح پڑھوا دیا

جناب عالی جب یہ حقیقت ہماری بیگم کو معلوم ہوئی تو گویا ع سمند شوق پہ اک اور تازیانہ ہوا شہ
دشمنون کی اور بری حالت ہو گئی ایک تو اپنی خوبی قسمت کا غم دوسرے عشق کا ظلم و ستم تیسرے معشوق
کو اپنی طرف التفات کم اوسپر شرارت محبوب کا لحاظ یہ کہ وہ کبھی عشق کے ہاتھون مبتلاے اندوہ
و غم یہ سب خیالات اور توہمات جو اکر توام ہوے دم بخود ہوئین غشی کی نوبت ہو گئی یہ حال دیکھکر اوس
بت بیوفا کے دل پر فورا عشق کا اثر ہوا لیکے اوسنے ہماری بیگم سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تعالی مین
عنقریب فارس سے فائز المرام ہو کر آتا ہون اور تمکو اپنی سلک زوجیت مین لا کر اپنے ملک کو لیجاتا ہون
ازبسکہ عشق ہماری بیگم صاحبہ کا صادق اور وعدہ بھی اوس غیرت ماہ کا واثق معلوم ہوتا ہے تو
کیا عجب کہ عنقریب ہماری صاحبزادی کی تمناے دلی بر آئے شب فراق کٹے روز وصال کی سحر
آئے لا ادرے یارب اندر دل آن خسرو شیرین انداز * کہ برحمت گذری یا بسر فرہاد کند
بادشاہ اس حال کو سنکر آب دیدہ ہو گیا اور صنوبر غمدیدہ و مضطر کو کہ اوسوقت تک اوسکی چشم نرگسی
سے قطرات اشک شبنم آسا ٹپک رہے تھے گلے لگایا اور بہت تسکین دیکر فرمایا کہ بی بی اپنے دل کو
غمگین نکرو مین تمھارے دولھا کو جس طرح سے ممکن ہوگا تلاش کرکے بلواؤن گا اور اوس موذی بد ذات
ابلیس صفات کو خوب ٹھیک بناؤنگا یہ کہکر محل سے برآمد ہوا وزیر اعظم کہ دست بستہ حاضر تھا تسلیم
بجالایا اور ہاتھ جوڑکر یہ کلمہ زبان پر لایا کہ خداوندا اوس بادشاہ روسیاہ نے زیر دیوار شہر پناہ کے
سامان لڑائی کا کیا ہے اور اپنی فوج کو آج کی رات ہمارے شہر مین شبخون مارنے کا حکم دیا ہے
لیکن خاکسار نے سامان جنگ و جدال واسطے سزادہی اوس بدخصال کے طیار کر رکھا ہے
تمام فوج کو آمادہ جنگ و پیکار کر رکھا ہے اب اس بارگاہ سے جیسا حکم نفاذ پاوے ویسا عمل مین
آوے بادشاہ وزیر با تدبیر کی دانش و ہوشیاری پر بہت مسرور ہوا اور اوسی دم تخت پر جلوس
فرمایا پھر اوسی وزیر کو خلعت فاخرہ اور جواہرات بیش بہا سے سرفراز فرما کے ساری فوج کا سپہ سالار
کیا اور حکم دیا کہ ابھی جاؤ اور اوس روسیاہ کو گرفتار کرکے میرے پاس لاؤ وزیر اعظم بموجب حکم آداب
بجالایا اور تلوار کمر سے لگا بعزم خونریزی روانہ ہوا اب آیندہ بیان کیا جائے گا جو وہان کا ماجرا ہوا

پہونچنا آرام دل کا ملک تبریز مین اور مبتلا ہونا جادو کے زن فتنہ انگیز مین پھر آوارہ ہونا محمود وفادار کا اور سراغ نپانا آرام دل شیفتہ و دل فگار کا

لا ساقی وہ شراب کہ جسمین ہون مستیان	پیکر جسے بین توڑون سبو اور گلابیان

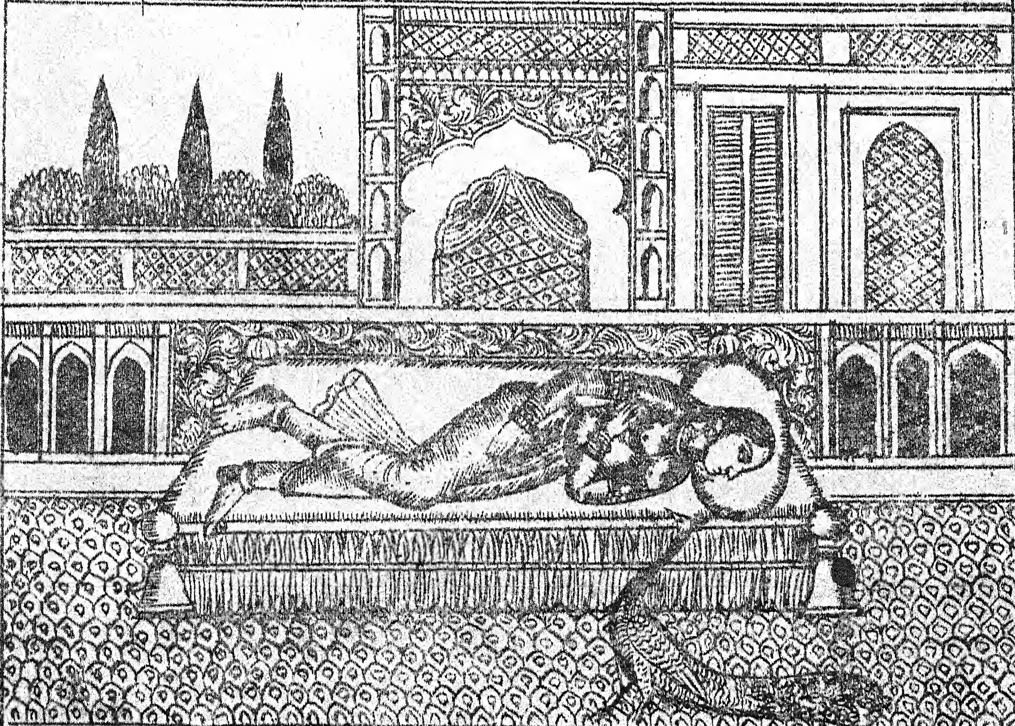
وقت مین اوسکی اب مری حالت سقیم ہے ٭ جورون سے اس فلک کے عذاب الیم ہے
ایسا ہوا ہون زار کہ حالت نہین رہی ٭ حالت تو کیا کہ پہلی وہ صورت نہین رہی ٭ سحر ان سحر کار
ہمہ دغا مہ ہاے جادو نگار حال آرام دل عاشق زار بے قرار کو باچشم اشکبار رشتۂ تحریر مین یون
منسلک کرتے ہین کہ وہ بادیہ پیماے مراحل جانبازی اور رہ نورد وادی جانگدازی ہمراہ محمود وفادار
کے اوسی سمند باد رفتار پر سوار ہر روز نیا دانہ نیا پانی کھاتا پیتا چلا جاتا تھا فراق یار اور شوق دلدار
مین ہر دم زار زار روتا تھا محمود تسکین دیتا تو کہتا جرائت عزیز و کیا کہون رونا مین اپنی چشم گریان کا
ہین کتنے ہی دریا گر نچوڑون پاٹ دامان کا ٭ جنون سے دیکھو رتبہ مرے حال پریشان کا ٭ قد مجنون
کو آیا چاک تا دامن گریبان کا ٭ بتنگ آئے ہین ہم وحشی کہان دل کھول کر روئین ٭ کہ وحشت پر
ہمارے تنگ ہے عرصہ بیابان کا ٭ غرض ہر وقت لب پر آہ کلیجے مین درد تھا دنیا کو خاک جانتا تھا
سب طرف سے دل سرد تھا ایک روز اسی طرح رفتہ رفتہ بعد خرابی بسیار ایک شہر قطعہ دار اور خوشگوار
مین اوسکا گزار ہوا فلک کج رفتار اور زمانہ ناہنجار کی خلش سے طرفہ ماجرا روبکار ہوا آرام دل شہر کے
اندر گیا اور سراے مین اوترا لوگون سے پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام اور حاکم اس ملک کا کون ذی احتشام
ہے اونھون نے جواب دیا کہ اس شہر کو تبریز کہتے ہین حاکم یہان کا سلیمان شکوہ قندز نام ہے اور
آپ کس ملک مین رہتے ہین محمود نے کہا بھائی مسافر ہین پریشان خاطر ہین آرام دل نے
محمود سے کہا کہ تقدیر یہان تک تو لائی ہے بعد مدت شہر کی صورت نظر آئی ہے چلو ذرا سیر کر لین دل
بہلا لین غرض گھوڑے سراے مین چھوڑ چاندنی چوک کی طرف روانہ ہوے اثناے راہ مین ایک
عورت ضعیفہ سے ملاقات ہوئی اوسنے پہلے تو جھک کر سلام کیا اور پھر یون کلام کیا کہ حضور مجھکو آپ
مسافر معلوم ہوتے ہین اور ایسا خیال مین آتا ہے کہ شاید ابھی کوئی دور و دراز کا سفر کیے چلے آتے ہین
محمود نے جواب دیا کہ ہان نیک بخت بیشک مسافر ہین اور تو سچ کہتی ہے ہم ابھی چلے آتے ہین پھر اوس
ضعیفہ نے کہا صاحب حکم ہمارے سردار کا یہ ہے کہ جو کوئی مسافر اس شہر مین آئے وہ پہلے ہمارا مہمان
ہو جائے اب مین امیدوار ہون کہ آپ دونون صاحب ہمارے آقا کے مکان پر چلین محمود نے کہا
واہ جان نہ پہچان بڑی خالا سلام صاحب ہم تمھارے آقا کو کیا جانین وہ کون ہین ہم اپنا ہرج کرین
جو تمھارا کہنا مانین عورت نے کہا حضور خفا نہون کہ شہر مین اگر رہیے گا تو رات بھر آرام فرمایئے گا صبح کو
جہان جاتے ہین وہان چلے جائیگا پھر اس سے بہتر کیا ہے رات بھر سرا مین نہ رہیے ہمارے ہی
مکان پر چلکر استراحت فرمایئے اس شہر کے ایک رئیس اعظم سے ملاقات کیجیے اونکے خلق و مروت اور

باتون سے لطف اوٹھاسیے سینے جو آپ کو با اخلاق پایا تو یہ کلمہ میری زبان پر آیا فرد کرمہاے
تو مارا کرد گستاخ + وگرنہ این قدر طاقت کجا بود + اب احوال اوس سردار اور شہزادے کے پیچھانے
مین اس قدر اصرار کا باعث سنیے کہ شاہ قندز کی ایک بیٹی تھی بہت خوبصورت نازنین ابتداے ایام
طفولیت مین دو دایا اوسکی اوسے علم سحر پڑھایا کرتی تھی اور جادو کا فن سکھایا کرتی تھی تھوڑے عرصے
مین وہ شہزادی اس علم مین طاق اور اس فن مین شہرۂ آفاق ہوئی جب سن شعور پایا تو تماشبینی
کا شوق ہوا ماہرویون کی ہمنشینی کا ذوق ہوا اکثر چھپ چھپ کے لوگون کے گھر جایا کرتی اور کبھی خوبصورت
پاتی تو اپنے معشوقون کو پوشیدہ محل مین بلوایا کرتی شدہ شدہ اس بیحیائی اور سلطنت کی رسوائی
کی خبر بادشاہ تک پہونچی بادشاہ نے اپنی لڑکی سے استفسار کیا اوسنے کچھہ جواب نہ دیا اور
خاموشی کو اختیار کیا بادشاہ اس بیباکی سے نہایت غصہ مین آیا اوسکے چپ رہنے سے جن
باتون پر گمان تھا صاف یقین لایا سحر کے خوف سے کچھہ کہہ نہ سکا مگر ہاتھہ پکڑ کے اپنے محل سے
نکال دیا اس شہزادی نے شہر مین ایک سمت بہت بڑا احاطہ گھروا کر اوسمین مکانات اور باغات
طلسمات کے تعمیر کروائے جب مدعاے دل خاطر حصول ہوا پھر تو یہ معمول ہوا کہ سر شام اوس دائی
کو کہ صبح پیری سے اوسپر پالا پڑا تھا جستجو مین کسی مسافر گم کردہ راہ کے بھیجا کرتی اور جب کوئی دام
مین آجاتا تو اوس سے رات بھر جشن کیا کرتی القصہ بازآمدم برسر مطلب کہ اوس بڑھیا قہر کی پڑیا نے
ایسی چکنی چپڑی باتین کین اور دام مکر پھیلا کر وہ گھاتین کین کہ آرام دل نے اوس سے انکار کرنا
بعید از اخلاق جانا اور رد دعوت نامناسب سمجھا اوس عورت کے ساتھہ ہولیا وہ دلالہ شہزادی کی
خالہ آرام دل اور محمود کو ایک مکان مین لے گئی صدر دالان مین مسند پہ بٹھایا اور پھر آکر باہر کے
دروازون مین قفل دے گئی نسیم لکھنوی صیادنی لائی پھانس کر صید + کرسی پہ بٹھائے نقش دیوار
پھر دوسرے مکان مین گئی آرام دل اس مکان کی عمارت جواہرات اور سنگ مرمر کی لطافت دیکھہ
رہا تھا مقابل اوس مکان کے ایک باغ تھا نہایت خوش قطع ہر چار طرف سے مربع اگر وصف باغ
مین خامۂ دہقان سراے شمہ بیان اوسکا اپنی زبان پر لائے تو نخل مراد بارور ہو قصہ یون ہی
ناتمام رہجائے قطع نظر اوس بہار کے عجائبات اور طلسمات ایسے عجائب اور
غرائب تھے کہ دیکھنے والون کے ہوش باختہ حواس غائب تھے اندر بارہ دری مین جہان آرام دل
اور محمود بیٹھے تھے یہ کیفیت تھی کہ کبھی تو سارا مکان مع فرش فروش اور سب سامان ہرا کبھی گلابی
ہوجاتا کبھی زرد کبھی سبز کبھی آبی ہوجاتا کبھی تمام روشنی ایکبارگی گل ہوجاتی کبھی اوس سے دو چند روشنی

پھر اوسی طرح بالکل ہو جاتی کبھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ درخت مثل آدمیون کے چلتے ہین کبھی یہ نظر آتا تھا کہ شعلہ ہاے آتشبار ہر درخت کے برگ و بار سے نکلتے ہین غرض وہ شہزادی دوسرے مکان مین بیٹھی ہوئی یہ سب کمال دکھا رہی تھی ان حرکتون سے اون دونون کو ڈرا رہی تھی تھوڑی دیر کے بعد وہ شہزادی اوسی پیر زن کے ہمراہ ناز و انداز سے آکر آرام دل کے برابر مسند پر بیٹھ گئی انگشتری سلیمانی جو نظر پڑی پہلے خوف سے ڈری پھر جی مین کہنے لگی کہ کسی طرح اس انگوٹھی کو لے لیجیے پھر گفتگو کیجیے یہ سمجھکر اوس پری پیکر نے آرام دل سے کہا لا اعلم آہ مشتاق تری سنت سوے جاتے ہین ۞ اک نظر دیکھ لیجے بھی ہو تو یہ جاتے ہین ۞ بھلا وصال جسمانی نہین تو ذرا مصافحہ ہو یہ کہکر ہاتھ آگے بڑھایا آرام دل نے بھی جلدی سے ہاتھ ملایا عورت نے ہاتھ پکڑتے ہی پونہچا پکڑا اپنے اونگلی سے اس خوبصورتی کے ساتھ انگوٹھی اوتار لی کہ شہزادے کو مطلق خبر نہ ہوئی جب انگوٹھی کی طرف سے جمعیت خاطر ہوئی تو آرام دل سے کہنے لگی کہ صاحب جو کوئی اس شہر مین مسافرانہ وارد ہوتا ہے وہ پہلے ایک شب ہمارے پاس سوتا ہے بس آج تم آئے ہو ہمارے پاس رہو آرام دل نے کہا صاحب رہنا کس جانور کا نام ہے ہم نہ سمجھے یہ کیسا کلام ہے عورت مکار فتنہ روزگار نے کہا ذرا توقف کرو رہنے کے معنی بتا دونگی ذرا دم لو مین خود رہکے دکھا دونگی محمود اوسکے نخرے پر جل گیا ناک بھون چڑھا کے شہزادے سے کہنے لگا حضور یہ عورت مکار ساحرہ معلوم ہوتی ہے کچھ خوبصورت بھی نہین ہے اگر غربت مین ایسی ہی آپکو رنڈی بازی سوجھی ہے تو اور کسی خوب صورت با اخلاق عورت عاشق مزاج معشوق وضع کے پاس چلیے مصنف حسن یوسف جہان لیا ہست ۞ بہر نظارہ زلیخا باید ۞ اور یہان تو جب تک بیٹھیےگا یونہین افسردہ خاطر رہیےگا عورت سنتے ہی غضب مین آئی غصے سے کف منہ مین بھر لائی اور نگاہ گرم سے محمود کی طرف دیکھکر زمین پر ایک ٹھوکر ماری کہ زمین شق ہو گئی یہ حال دیکھکر آرام دل اور محمود کی رنگت فق ہو گئی زمین پھٹتے ہی ایک حبشی سیاہ دست شمشیر بدست نکل آیا ساحرہ نے آرام دل کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ پہلے اس شخص کے پانون مین زنجیر ڈال پھر اوس موذی بدذات کو جلد ہمارے سامنے سے لیجا کر قتل کر بحکم شہزادی کے اوس حبشی نے ایک زنجیر طلائی شہزادے کے پانون مین ڈالدی اور محمود کا ہاتھ پکڑ کے وہانسے لیگیا الگ ٹیلے پر کھڑا کرکے چاہا کہ ایک ہی وار مین اوس غریب کا کام تمام کرے محمود نے رو کر کہا کہ اے شخص مجھ بیگناہ نحیف و ضعیف کو مار کر کیا تیرے ہاتھ آئیگا جگہ نیکی کی دنیا سے کیا یہی خون ناحق کا الزام مواخذہ تیرے ساتھ جائیگا مصنف چھوڑکر بندہ خدا دیگا ۞ اجر اسکا تجھے خدا دے گا ۞ حبشی کو اوسکی ضعیفی اور بیکسی

رحم آیا قتل ناحق سے سر دست ہاتھ اوٹھایا اور کہنے لگا کہ خبردار پھر کبھی اس طرف نہ نکلیو جا مین نے
تجھے چھوڑ دیا مگر پھر شہزادی کے پاس جا کے میرے اوپر آفت لائے ایسا غضب نکیجیو الا ادسکے
بھاگتا ہے تو بھاگ یہان سے دور ہو دیکھیو یانے نکوئی چیل ہو دور ہو محمود نے سلام کرکے کہا لا اعلم
اگر بر روید از تن صد زبانم ۞ ادای شکر کردن کے توانم ۞ مصنف خدا تجھکو دلشاد رکھے مدام
کیا تو نے احسان مجھپر سلام ۞ یہ کہکے وہان سے ایسا بھاگا کہ پھر پیچھے پھر کے نہ دیکھا سرا ے مین آکر
دم لیا شاہزادے کی بیکسی اور گرفتاری پر رو رو کے تر دامن و آستین کرنے لگا اپنی بے وقوفی اور
یاوہ گوئی پر ہزارون لعنت اور نفرین کرنے لگا یہان حبشی نے آکر اوس شہزادی سے عرض کی کہ
خانہ زاد اوس بدنہاد کو مار کر ایک کوئین مین ڈال آیا ہے ساحرہ نے کہا جا بس یہی کام تھا حبشی تسلیم
کرکے غائب ہوگیا آرام دل نے جو احوال پر اختلال محمود کے مارے جانیکا سنا تو مارے غم کے کلیجہ
پھٹنے لگا اوسکی رفاقت اور جانبازی پر بہت افسوس کیا وصال یار سے بالکل مایوس ہوا اوس
اوستادی پر دو رہے پیر فلک کا قدسوس ہوا اور کہا مصحفی اے فلک آپ کو آشنا جو پھرایا تو نے ۞
کوئی معشوق بھی عاشق سے ملایا تو نے ۞ شہزادے کو جب تک محمود وفادار کی معیت رہی دل کو
ہر طرح تقویت رہی اب تو ساحرہ کے دام تزویر مین پابزنجیر ہوا یاس سے گزر یکبیک شکستہ ہو گیا صورت تصویر
ہوا اپنی خوبی قسمت اور گردش فلک پر پہلے تو بہت ہنسا پھر اپنی بیکسی اور بے بسی پر بے اختیار رودیا ساحرہ
کے خوف سے آنسو باہر نہ آنے دیے چپکے ہی چپکے گھونٹ کر پیے اور فرمایا صفیر بلگرامی
ہجر دلدار مین گر آئے امنڈ کر آنسو ۞ راز دار ایسے ہین ہم پی گئے یکسر آنسو ۞ بدمزاجی سے مین اوسکے
نہین روسکتا ہون ۞ اور رکھتے ہین یہان جوش سمندر آنسو ۞ چشم گرم اوسنے دکھائی جو مرے رونے پہ
رہ گئے دامن مژگان سے لپٹ کر آنسو ۞ ہو گیا خشک لہو ہلے مرے جسم کا سب ۞ خون دل آتا ہے
اب آنکھون سے نکلکر آنسو ۞ اے صفیر اوسکے نہ آگے کبھی رونا ہرگز ۞ پی لو آئے بھی اگر آنکھون کے اندر
آنسو ۞ رقت کو جو ضبط کیا دل پر بڑا صدمہ پہونچا ضبط ہوا ابکائی کے ساتھ منہ سے خون ڈالا دنخراشی
ربط ہوا سوزش غم نے دل کو پانی پانی کر ڈالا خوب دل کا بخار نکالا آرام دل کے چہرے کا رنگ
زرد ہو گیا غش پر غش آنے لگے تمام بدن دفعتہ سرد ہو گیا عورت اس حادثے سے سخت حیران
ہوئی شب وصال مین یار کا یہ حال دیکھکر نہایت پریشان ہوئی جلد جلد گلاب کیوڑہ بید مشک
چھڑک کر ہوش مین لائی اور کہنے لگی کیون جی یہ ہمسے دغا بازی کرتے ہو اپنا یہ حال بنا کر
ہمین ڈراتے ہو ہمسے نہین ڈرتے ہو بس خیر اسی مین ہے کہ رونے دھونے کو موقوف کرو

اور ساغر تمنّا مجھ سے صاحب جمال کا شراب وصال سے بھر دو یہ سنکے آرام دل کے تن بدن
مین آگ لگ گئی ایک تو پہلے ہی بیٹھا سوخت ہو رہا تھا رو رو کے اپنی جان کھو رہا تھا دوسرے اور
بھی آتش غضب سینے مین بھڑک گئی اپنی جان سے تو بیزار تھا سو چاہت کرگئی مار ڈالے گی
بہت خوب ہو گا میرا بکھیڑا چکیگا وہ بھی اپنے جی کی حسرت مٹا لے گی یہ سمجھکر اور یا علی کہکر زنجیر مین
اس زور سے جھٹکا مارا کہ ہر بند اسکا شل ہو کے آتش دیدہ علیحدہ علیحدہ ہو گیا اور زنجیر کو پھینک یہ
کہتا ہوا چلا کہ دیکھین بھلا اب تو ہمین کس طرح روکتی ہے منہ تو دیکھین کس منہ سے ٹوکتی ہے
آتش مرد وہ ہے کہ جو ہمکو سر میدان روکے ❊ عورت یہ کیفیت دیکھکر غصے سے لال ہو گئی تمام
جسم مین لرزہ آگیا جان وبال ہو گئی اور تو کچھ نہ بن آئی تھوڑی خاک زمین سے اوٹھا کر او سپر کچھ پڑھتی
ہوئی شہزادے کے پیچھے دوڑی اور دروازے کے قریب جا کر آرام دل کے اوپر وہ خاک ڈالدی
خاک پڑنا تھا کہ آرام دل جامۂ انسانی چھوڑ بشکل مور بنگیا ساحرہ نے جھٹ پٹ اس مور کو پکڑ لیا
اور دالان مین لا کر چھوڑ دیا پھر کہنے لگی کیون چلے نہ گئے مصنف ؏ اب تو مر جاؤ گے دن رات
پڑے یان رو کے ❊ پھر ایک زنجیر پاؤن مین ڈال دی اور آپ با سائش تمام پلنگ پر جا لیٹ رہی



شہزادے نے اپنے دل مین کہا کہ ابھی بے طور پھنسے ہو اوس سے دوچند رو رو کے جلنا تمام عمر نصیب
ہو پھر تھک کر چھاتی پر غم کا پتھر رکھکر ایک طرف کونے مین ہو بیٹھا اور بصد حسرت و یاس یہ شعر

یہ سنکر ساحرہ کی جان کو رو بیٹھا اور درد دل سے بے نقش پا کی طرح خاک یان مجھے ☆ ا ۔ شہر قسمت پھوٹ گئی
تو کہاں مجھے ☆ جب نصف شب اسی رنج و تعب میں کٹ گئی فراق یار میں ساحرہ کی نیند اچٹ گئی
بیتاب ہو کر پلنگ سے اوٹھی اور کچھ پڑھ کے شہزادے پر دم کرنے لگی دم کرتے ہی آرام دل صورت
حیوانی سے ہیئت انسانی میں آیا اور اپنے تئیں بجمیع الوجوہ صحیح و سالم پایا شکر خدائے بے نیاز
کا بجا لایا ساحرہ نے کہا کہ تو نے معلوم کیا کہ میں نے پھر تجھے انسان کیوں بنا دیا آرام دل نے کچھ
جواب نہ دیا اور تیوری چڑھا کے سر نیچے کر لیا عورت نے جلدی سے ہاتھ پکڑ کے پلنگ پر کھینچا اور
کہا صفیر کہتے ہیں دیکھو تو ہمارے پلنگ پر ☆ ہم لوٹتے ہیں دردوں کے مارے پلنگ پر ☆ رات آئی
آتی اور نہ ہوئی یاں بغل بھی گرم ☆ تڑپے ہر ایک آن میں سارے پلنگ پر ☆ آرام دل نے بھی طوعاً
و کرہاً ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر دیے جو وہ کہتی تھی یہ کرتا تھا وہ ساغر امید وصال میں پیش کرتی تھی یہ شیشہ
آتشین سے مے دو آتشہ بھرتا تھا غرض اوس شہزادی نے آرام دل سے بخوبی کام دل حاصل
کیا جب کامیاب ہوئی تو لطف زندگی پایا جان و دل شہزادے پر نثار کیا عاشق ہو گئی جی میں اور بھی
ذرا سمایا مسکرا کر کہنے لگی کیوں جانی اب بھی سمجھے رہنا اسے کہتے ہیں اور عاشقوں کے پاس معشوق
اسی طرح رہتے ہیں آرام دل نے کہا اچھا اب ہم نے تمہارا کہنا کیا تمہارے سبب سے کتنا صدمہ اٹھا
اپنی جان پر لیا اب تم بھی اپنا وعدہ وفا کرو کہ صبح کو ہمیں رخصت برضا کرو شہزادی یہ سنکر بہت ہنسی
اور کہنے لگی واہ واہ کیا خوب ارے دیوانے جب تک میں تیرے وصال سے محروم تھی جب تک تو
صرف ایک پاس سخن تھا کچھ حقیقت نہ معلوم تھی اب وصل سے سینے اپنے جی کی مراد پائی ہے
طبیعت کو اور ہی لذت ہاتھ آئی ہے میں ہرگز نہ جانے دونگی اور جو زیادہ گفتگو کرے گا تو مرے ہی
سر کی قسم تجھکو بھی مار ڈالونگی اور آپ کو بھی ہلاک کرونگی یہ سنکے آرام دل غریق بحر تفکر ہوا اور
دل میں کہنے لگا ع اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی ☆ ہائے میں اس ساعت کو نہیں پاتا جب
میں اوس بڑھیا کے ساتھ یہاں آیا تھا افسوس وہ وقت ہاتھ نہیں آتا جس دم میرا نصیب مجھے
یہاں لایا تھا مثنوی عشق کیا کیا نہ جی جلائیگا ☆ خاک کیا کیا نہ یہ اڑائے گا ☆ جان پر اب خرابی
افسوس ☆ کیوں رے دل تجھ پہ کیا بنی افسوس ☆ چاک دامن ہے اور سینہ ہے شق ☆ رنگ چہرے کا
ہو گیا ہے فق ☆ جان لبوں پر ہے بیقراری ہے ☆ دم ہے جب تک یہ آہ و زاری ہے ☆ نزع
میں ہوں اب آ رے پیارے ☆ صورت اپنی دکھا مرے پیارے ☆ دل سراپردۂ محبت تست
دیدہ آئینہ دار طلعت تست ☆ آخر اسی خرابی اور پریشانی میں ساری رات کٹ گئی حال اس کا اوس



بیقرار ستم رسیدہ روزگار کا دیکھکر صبح کی بھی چھاتی پھٹ گئی اوس عورت ساحرہ نے پھر شہزادے کو اوسی طرح سے سو بنا دیا اور پانوؤن مین وہی زنجیر طلائی ڈال کر باغ مین چھوڑ دیا غرض اوس شہزادے نے مدام یہی دستور کیا معشوق صاحب جمال پاکر وصال سے دل مسرور کیا شب کو آرام دل کو صورت اصلی مین لاکر مزے کرتی اور دن کو سو بنا کر پھر وہی زنجیر پانوؤن مین بھرتی یہان محمود جب سے سرا مین آیا تھا ڈھونڈتا کبھی کبھی اوس کوچہ مین جاتا باہر سے شہزادے کا سراغ لگاتا جب کچھہ پتا نپاتا ناچار پھر کر چلا آتا آخر اسی گردش اور دوا دوش مین چند مہینے کا عرصہ گذرا جب محمود ناچار ہو گیا اور کوئی تدبیر آرام دل تک پہونچنے کی بن نہ آئی تو یہ دل مین ٹھہرائی کہ اب اس ہمائے اوج حسن وخوبی کی خبر اوس شہنشاہ کشور رعنائی پروردہ ناز و نعم مدہوش شراب زیبائی کو پہونچانی چاہیے یہ سمجھکر باخاطر فگار و سینہ داغدار ملک فلان کی طرف روانہ ہوا تیر بیداد فلک ستم ایجاد کا ہدف ہوا نشانہ ہوا ✤

پہونچنا محمود کا اپنے ملک مین اور باریاب ہونا دربار ملکہ حسن افروز مین نذر دینا تصویر شہزادہ آرام دل کا اور عاشق ہونا اوس ماہ کامل کا اور جلنا شعلہ رخسار کے سوز مین

مراجی تو بس بہرا ہے ساقیا ✤ کسی اور کو اب ساغر پلا ✤ کہ جس طرح مین ایک تن بادہ نوش ✤ اوسی طرح سب کو ہو جوش وخروش ✤ میکشان خانہ خمار و بادہ نوشان انجمن دلدار شراب داستان کو شیشۂ بیان مین یون بھرتے ہین کہ محمود دو مہینے کے بعد ہزارون صدمے اور مصیبتین اوٹھا کر باچشم پرآب وجگر کباب خستہ وخراب ہوتا ہوا اپنے ملک مین پہونچا شب بھر اپنے گھر رہکر صبحدم بادشاہ کے دربار مین حاضر ہوا دیر تک حاضر دربار رہا مگر ملکہ حسن افروز کی ملاقات کے لیے از حد بیقرار رہا جب دربار برخاست ہوا محمود نے ایک خواجہ سرا سے کہا کہ حضور مین ملکہ آفاق چھوٹی بیگم صاحبہ کے جا کر عرض کر کہ خانہ زاد قدیم مورد عنایات عمیم یعنے محمود تاجر بعد مدت دراز کے سفر دور و دراز سے آیا ہے اور تمنا ملازمت اور قدمبوسی کی از بس رکھتا ہے ملکہ حسن افروز اوس دم اپنے مصاحبون اور سہیلیون کے ساتھہ کھیل مین مشغول تھی نہ کچھہ فکر تھی نہ کسی طرح طبع نازک ملول تھی خواجہ سرا نے آکر بعد شکر وسپاس محمود کی عرضداشت کو بعنوان شایستہ التماس کیا ملکہ حسن افروز نے فرمایا محمود میرے واسطے اچھی اچھی خبرین

لایا ہوگا ہان جلد حاضر ہو خواجہ سرا باہر آیا اور محمود کو بلایا **ملکہ حسن افروز** دالان مین مسند زرین پر جا بیٹھی اور محمود کے واسطے ایک پلنگڑی جواہر نگار بچھوا دی اوسپر سفید اطلس کی چادر کچوا دی محمود نے آکر پہلے آداب دربار شاہانہ ادا کیا پھر بموجب حکم شہزادی کے تسلیم کرکے بیٹھ گیا شہزادی نے فرمایا محمود کہو کہان کہان کی سیر کی اتنے دن کہان رہے کب آئے کس کس ملک مین پھرے ہمارے واسطے کیا کیا سوغات لائے محمود نے کہا حضور کیا عرض کرون میرا قصہ بہت دراز اور ماجرا جانگداز ہے خلاصہ یہ ہے کہ غلام اب کے مرتبہ ایک چیز خاص حضور کے واسطے لایا ہے شہزادی نے کہا محمود بھلا دیکھین وہ کیا چیز ہے جو تجھکو ایسی عزیز ہے محمود نے کہا وہ چیز ایسی نہین ہے جو سب کے سامنے دکھاؤن اگر حضور سبکو ہٹا دین اور تخلیہ کرین تو البتہ سامنے لاؤن دکھاؤن شہزادی کو اوسکے دیکھنے کا کمال شوق ہوا عشق فتنہ انگیز کو دل لگی کا ذوق ہوا **مثنوی** عشق ہے قہر عشق ہے بیداد ❊ عشق ہے ظلم عشق ہے جلاد ❊ جہان دیکھو اسی کا چرچا ہے ❊ جہان سنیے اسی کا غوغا ہے ❊ ایک اندھیر ہے سکے زمانے مین ❊ دخل اسکا ہے ہر گھرانے مین ❊ الغرض کچھ عجیب حالت ہے ❊ اسکا ہر فعل جائے حیرت ہے ❊ ملکہ نے حکم دیا کہ سب لوگ یہان سے چلے جائین اور جب تک حکم نپائین نہ آئین جب تنہائی ہوئی محمود نے موقع پاکر تصویر **آرام دل** کی کہ اپنے ہاتھ سے کھینچی تھی **ملکہ حسن افروز** کے حضور مین حضرت عشق کے ہاتھ بھجوا دی اور یون عرض کی کہ خداوند نعمت خاکسار نے بڑی جان لڑائی ہے جب یہ تصویر بے نظیر ایک بدر منیر کی ہاتھ آئی ہے شہزادی نے تصویر جو ہاتھ مین لی تصویر لیتے ہی تمام بدن مین رعشہ پڑ گیا دل دھڑکنے لگا ہر عضو وجد مین آکر پھڑکنے لگا سچ ہے **نظامی** دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ❊ از سوے کینہ کینہ واز سوے مہر مہر ❊ تصویر کھول کر جو ملاحظہ کی ہوش و حواس جاتے رہے طاقت سلب ہوگئی بدن سنسنا گیا سکتا ہوگیا ابر غم مزرعۂ دل پر چھا گیا **سودا** حیران نہو کیون دیکھ اوسے جانے والا تصویر ہے وہ سلمہ اللہ تعالے ❊ دل نے بے اختیار چاہا کہ اس تصویر کو کلیجے مین رکھ لیجیے آنکھون نے اشارہ کیا کہ اسکو ہماری پتلی بنائیے یہان جگہ دیجیے زبان نے زبان درازی کی کہ پہلے دعا تو دیجیے غرض سب کا کہنا کیا پہلے تو چھاتی سے لگایا دو ایک بوسے لیکر آنکھون سے ملا پھر بلائین لیکر جان و دل اوسپر سے قربان کیا دل نیاز منزل مین حضرت عشق کا گھر ہوا آگے عیش آباد تھا اب غم نگر ہوا دریاے محبت جوش مین آیا شہزادی کے جذبۂ دل نے خوب اثر دکھایا **شعر** خون رگ مجنون سے ٹپکا فصد لیلے نے جو لی ❊ عشق مین تاثیر ہے پر جذب کامل چاہیے ❊ خیال مژگان یار کا

مین نشتر جو چبھا آنکھون سے خون کی ندی بہنے لگی بیتابی دل کو بہت ضبط کیا مگر نہ رہ سکی رو کر کہنے لگی
مصنف دل کسی شوخ پہ آیا ہی خدا خیر کرے ٭ لے جگہ اسنے پھنسایا ہے خدا خیر کرے ٭ خواب
مین جسکا نہ آیا تھا کبھی مجھکو خیال ٭ وہ ان آنکھون نے دکھایا ہی خدا خیر کرے ٭ دیکھہ تصویر تری اے
سر اوج اقبال ٭ اور عالم نظر آیا ہے خدا خیر کرے ٭ اب تو یہ حال ہے کیا ہوئیگا آگے آگے ٭ دلمین
یہ خوف سمایا ہے خدا خیر کرے ٭ بیٹھے بٹھلائے سخن عشق قیامت زانے ٭ ایک اندھیر مچایا ہے
خدا خیر کرے ٭ آخر محمود سے کہنے لگی کہ برائے خدا سچ بتا یہ کسکی تصویر ہے تجھے میرے سر کی قسم جلد کہہ یہ کون
شہنشاہ حسن اور سپہر خوبی کا ماہ منیر ہے نہین تو دل تو عشق سے موم کے مانند گھل جائیگا یاد رکھنا کہ ابھی
دم نکل جائیگا محمود نے اپنے جی مین کہا کہ نشانہ تو کارگر ہوا شہزادے کے عشق کا اسکے دل پر اثر
ہوا مگر ایسا نہو یہ راز افشا ہوجائے جلد اسکو تسکین دو مبادا کوئی فتنہ برپا ہوجاوے **شعر** عشق
اور مشک چھپائے سے نہین چھپتے ہین ٭ بر سر راہ ہی بٹتا ہے ڈھنڈھورا انکا ٭ یہ سمجھکر کہنے لگا
حضور یہ کیا غضب کرتی ہین کہ رنج والم بے سبب کرتی ہین رونے دھونے کو موقوف کیجیے
اور ذرا دو باتین میری سن لیجیے شہزادی نے کہا اے محمود **ع** عشق مین اپنی جان کھوئینگے ہم
ابھی کیا روئے اور روئینگے ہم ٭ یہان تو چشمہ چشم سے ایک دریا بہتا ہے تجھے اس بات سے کیا
مطلب تو اپنی کہہ کیا کہتا ہے محمود نے کہا حضور یہ تصویر شہزادہ آرام دل خلف شاہ چین کی ہے
جسکے دیکھنے سے ماہ چہاردہم اپنی پیشانی پر داغ ندامت اوٹھاتا ہے یہ شبیہ اوس نازنین زہرہ جبین
کی ہے **فرد** تو بلقیس ہے گر سلیمان ہے وہ ٭ تو زہرہ ہے گر ماہ تابان ہے وہ ٭ یہ سنکے زیادہ تر
بیتاب ہوگئی بقول شخصے **ع** گفتگوے یار بھی دیدار سے کچھ کم نہین ٭ آرزوے وصل وصل یار سے
کچھ کم نہین ٭ اور کہنے لگی کہ محمود تجھے کس بات کا پردہ ہے واسطے خدائے لایزال کے یہان چلا آ
اوسکے حال سے مجھے اچھی طرح آگاہ کر اور سرگذشت اپنی کہہ سنا محمود اندر گیا ملکہ نے محمود کی صورت
دیکھتے ہی ایک آہ سینہ سوزان سے بھری اور رومال سے آنسو پونچھکر کہنے لگی کہ محمود بہر خدا جلد بتا
کہ وہ شہزادہ کہان ہے جسکی یہ تصویر ہے دل اب قابو مین نہین ہر دم اندوہ کثیر ہے **مصنف**
خدا کے واسطے اوسکا پتا بتا قاصد ٭ کہان سے وہ مہ تابان بتا بتا قاصد ٭ محمود نے کہا حضور
اس آہ وزاری اور بیقراری سے تو کام نہ نکلے گا اگر کوئی دیکھہ لیگا میرے واسطے ضرر ہے جان کا
خطر ہے اس سے یہی بات بہتر ہے کہ ذرا آپ دم لیجیے مبادا کہین دشمنون کو صدمہ پہونچے ایسا
نہ ستم کیجیے جو مین عرض کرون پہلے اوسے سنیے صبر اسے بیخودی مین تنکے نہ چنیے عرض محمود نے



سب حال اپنا ملک چین مین جانا **آرام دل** سے ملاقات کرکے تصویر ملکہ دکھانا پھر شہزادیکا عاشق
ہوکر دیوانہ وار طلب وصال مین آوارہ ہونا سب عیان کیا مگر صنوبر شہزادی اور سمتین پری کے حال کو مصلحتاً
نہ بیان کیا اور کہا کہ شہزادہ ایک ساحرہ کے پیچ مین آگیا ہے دیکھیے خدا کب اوس مکار عورت محتبہ ورکا
سے اوسکو نجات دیتا ہے بے طور حیلہ کیا گیا ہے **ملکہ حسن افروز** شراب محبت سے ایک تو سرشار
ہو رہی تھی اس حال کو سنکر اور بھی مدہوش ہوگئی ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہوگئے یہ اشعار پڑھتے پڑھتے بیہوش
ہوگئی **حضرت اسد اللہ خان غالب** دلِ مرا سوزِ نہان سے بے محابا جل گیا ✤ آتش خاموش
کے مانند گویا جل گیا ✤ دل مین ذوقِ وصل یادِ یار تک باقی نہین ✤ آگ اس گھر مین لگی
ایسی کہ جو تھا جل گیا ✤ محمود نے جلدی سے گلاب کیوڑہ چھڑکا ہوش مین لایا **ملکہ حسن افروز** نے
آنکھ کھولی اور فرمایا **جرأت** حال یہ کچھ تو ہے اب دل کی توانائی کا ✤ کہ یہ طاقت نہین لون نام شکیبائی
کا ✤ محمود ہاتھ جوڑکر قدمون پر گر پڑا اور بولا کہ حضور واسطے خدا کے ایسا رنج و غم نہ کھائیے یہ کیا غضب ہے
اس طرح صدمے نہ اوٹھائیے دیکھیے پہلے بھی کہہ چکا ہون اور اب بھی کہتا ہون کہ ایسا نہو کہین رفتہ رفتہ
شاہ کو خبر پہونچے دوست دشمن ہر جگہ ہین دیوار ہم گوش دارد میری جان مفت جائے آپ کا کیا
نقصان ہو بیٹھے بٹھائے مجھپر آفت آئے اب توقف کیجیے دل کو تسکین دیجیے دیکھیے تو مین کیا کرتا
ہون اور کیا تماشا دکھاتا ہون پھر وادی تلاش مین قدم دھرتا ہون بحول اللہ المستعان تھوڑے عرصے
مین محبوب کو پہلو مین لا بٹھاتا ہون یہ سب باتین عشق آمیز اور فتنہ انگیز ہو رہی تھین کہ ملکہ کی مانی جسنے اوسے
دودھ پلایا تھا دالان مین آئی اوسکو دیکھتے ہی محمود کی روح بدن مین تھرائی ہوش جاتے

رہے سکتے کا عالم ہوا ملکہ حسن افروز کو بھی اپنی رسوائی کا غم ہوا مانی نے شہزادی سے کہا بیگم یہ کیا حال ہے اس طرح سر جھاڑ منہ پہاڑ کیوں بیٹھی ہو جی تو بحال ہے ملکہ نے آنکھیں نیچی کر لیں اور کچھ جواب نہ دیا ع منہ سے نہ کچھ کہا مگر آنسو نکل پڑے ٭ مانی پہلے ہی سب حال پردے کے پاس کھڑی ہو کر دیکھ سن چکی تھی مسکرا کر کہنے لگی کہ بیگم میں سب حال سن چکی ہوں تمہیں مجھ سے راز دل نہ چھپاؤ کچھ بات نہ رویو نہیں ناحق گھٹ گھٹ کے اپنا دل نہ کڑھاؤ مجھے تمہارے سر کی قسم میں کسی سے نہ کہونگی تم مجھ سے اپنے دل کی بات تو کہو حتی الوسع کوشش میں رہونگی آخر جب بہت تنگ کیا تو ملکہ حسن افروز نے کہا جیا جرات پوچھو نہ کچھ سبب مرے حال تباہ کا ٭ الفت کا یہ ثمر ہے نتیجہ ہے چاہ کا ٭ شیفتہ کس مزے سے میں لذت کو اوسکی دوں ٭ کچھ دل ہی جانتا ہے مزا دل کی چاہ کا ٭ اے مانی میں کیا حال بیان کروں اور تمہیں اس بات کا کیا جواب دوں ع دل من داند و من دانم و داند دل من ٭ یہ کہتے ہی بیخود ہو گئی دل بھر آیا زخم جگر ابھر آیا مانی کے گلے لگ کر خوب روئی ایسی روئی کہ پھر غش آگیا دوانی جھنجھلا کر کہا کہ لڑکی نہ کچھ کہتی ہے نہ سنتی ہے زار زار روتی ہے ناحق رو رو کے آپ کو ہلاک کرتی ہے جان کھوتی ہے غرض بہزار دشواری پھر ہوش آیا پھر مانی نے پوچھا پھر یہی فرمایا ع دل من داند و من دانم و داند دل من ٭ محمود نے دیکھا کہ دوا خیر خواہ معلوم ہوتی ہے اور حال بھی سن چکی ہے کہنے لگا صاحب میں بڑی دیر سے بک رہا ہوں سمجھاتے سمجھاتے تھک گیا ہوں کہ حضور واسطے خدا کے چند سے صبر کیجیے میں ابھی پھر جاتا ہوں اور جس طرح ہو سکتا ہے شہزادے کو لاتا ہوں مگر میری بات مطلق نہیں مانتی ہیں وعدہ کرتا ہوں مگر جھوٹ جانتی ہیں مانی نے کہا ع اے باد صبا اینہمہ آوردۂ تست ٭ اے محمود تو نے بڑا غضب کیا کہ شہزادی کو گرفتار رنج و تعب کیا اب دیکھیے وہ شہزادہ کس گھڑی یہاں آتا ہے اور میری لڑکی کے دل سے یہ غم و الم کب جاتا ہے محمود نے کہا جیا تم کیا کہتی ہو بیگم صاحبہ کچھ اپنی زبان سے کہیں اور مجھے رخصت کریں دیکھو تو میں ابھی جاتا ہوں یا نہیں اور چھ مہینے کے عرصے میں شہزادے کو یہاں لاتا ہوں یا نہیں یہ سنکر ملکہ حسن افروز نے آنکھ کھولی اور نہایت ضعف اور ناتوانی سے مانی کی طرف دیکھکر بولی کہ دیکھو مانی محمود کیا کہتا ہے تم بھی ذرا اس بات کی شاہد رہنا یہ مجھے زبان دیتا ہے اگر اسمیں ذرا خلاف ہوگا ٭ سن لینا کہ مطلع صاف ہوگا ٭ پھر مہر اپنے نام کی کہ لعل بدخشان پر کندہ تھی اونگلی میں سے نکال کر محمود کے ہاتھ میں دی اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر کہنے لگی کہ محمود اوس جان جہان آرام دل عاشقان کو مجھ گمنام کی یہ نشانی دینا اور میری طرف سے دست بستہ عرض کرنا مصنفہ غزل ٭ [illegible] ہے تجھ بن ٭ دل بریان کباب ہے تجھ بن ٭ تیری فرقت میں

زندگی ہے عذاب ٭ اور مرنا ثواب ہے تجھہ بن ٭ کوئی مونس نہ کوئی ہے غمخوار ٭ میری مٹی خراب ہے
تجھہ بن ٭ ق ابرِ غم خوب گھر کے آیا ہے ٭ چشم ہر دم پُر آب ہے تجھہ بن ٭ برقِ رخشاں پہ خندہ زن
ہے آہ ٭ دل کو وہ اضطراب ہے تجھہ بن ٭ نالون نے رعد کو کیا ہے خجل ٭ شور و غل بیحساب ہے
تجھہ بن ٭ اب فنا ہونگے ہم کوئی دم مین ٭ جان شکلِ حباب ہے تجھہ بن ٭ اے شہ حسن التفات و مہر
کشورِ دل خراب ہے تجھہ بن ٭ آتشین رخ دکھا سخن مجھکو ٭ دل مرا آب آب ہے تجھہ بن ٭ دل مین
مطلق تاب و توان نہین حالِ دل کیا کہون قابو مین اپنی زبان نہین ہر وقت جان دینے پر مستعد
ہوتی ہون بیقراری سے زار زار روتی ہون جب یہ خیال آتا ہے کہ بے تیری ملاقات کے مرجاناؤ
حسرت اپنے وصال کا تیرے دل پر دھر جانا دل قبول نکریگا الزام اسکا مجھپر دھریگا گھبر جاتی ہون
دل کا یاس کر جاتی ہون او سچ تو یہ ہے کہ **سید محمد خان** رند فرقت مین تیرے جان تلف کی
نہین جاتی ٭ او جانِ جہان جان تو یون دی نہین جاتی ٭ اب اگر تم ہمارے شیدا اور معشوق باوفا
ہو تو بہر خدا ایک نظر مجھہ خستہ جان مہجور خاطر پریشان کو جمال جہان آرا اپنا دکھا جاؤ اور ایک مرتبہ مجھ
بیمار اجل گرفتہ وقت صد آزار کو شربتِ دیدار پلا جاؤ رند دستِ قدرت پہ جان و دل صدقے ٭
تیری صورت پہ جان و دل صدقے ٭ آجاؤ بس اب راہ خدا ہے یار دکھاؤ ٭ مشتاق ہون مشتاق
ہون دیدار دکھاؤ ٭ یہ کہکر کچھہ جی مین جو آگیا لیٹے لیٹے قلم اوٹھایا با چشم اشکبار یہ چند اشعار نامہ کے
لکھے اور محمود کے حوالے کیے نامہ ملکہ حسن افروز از مصنف

گلِ گلزارِ حسن و رعنائی
میرے دلدار میرے عاشق آ
تیری تصویر جب سے آئی نظر
رخ پر نور مہر عالمتاب
چشم بیمار نے کیا بیمار
دہن تنگ نے کیا دلتنگ
ہاتھون نے خوب ہی بچھائی کی
قد قیامت بلا ہے آفت ہے
اب سناؤن تمہین میں اسکا
عشق کو کہیے مجمع الآفات

بلبلِ شاخسارِ زیبائی
میرے غمخوار میرے جان نثار
محو حیرت ہون آمرے دلبر
رنگ رخسار سرخ جوشِ شباب
نگہ مست نے کیا سرشار
رنگ چہرے کا دیکھہ اُڑ گیا رنگ
لشکر ہوش کی صفائی کی
جیتو نون مین عجب شرارت ہے
جسکو عشاق نے کیا ہے سلام
عشق موذی بلا ہے اور بد ذات

شہسوار سمند ناز و ادا
بعد صد شوق وصل جسمانی
اللہ اللہ ترا یہ حسن و جمال
نہین ہے زلف کی جفا کی پناہ
دل کو باندھا کمند گیسو نے
سینے نے وصل کا کیا طالب
جب سے دیکھی تری کمر کی لچک
ہو غرض سر سے پاؤن تک آفت
کون وہ عشق خانمان برباد
عشق ظلم و ستم ہے آفت ہے

نو بہارِ حدیقۂ زیبا
بعد صد ذوق وصل روحانی
چشم بد دور روئے شبِ مہ و سال
یہ وہ کافر کہ بس خدا کی پناہ
ذبح کر ڈالا تیغ ابرو نے
ہو میسر گمان سے غالب
بیکلی ہے مجھے صنم اب تک
زہے اللہ حسن رنگ رخت
ظالم و قاتل و ستم ایجاد
عشق بیمہر و بے مروت ہے

عشق رہتا ہے دل میں گر داغ
رشتۂ عمر کو زبانہ ہے
میرے دل میں بھی گھر کیا اسنے
خون دل چشم تر سے جاری ہے
ہجر میں تیرے اب تو مرتے ہیں
کبھی ہوتے ہیں جان سے بیزار
کبھی جوش جنون وحشت ہے
کبھی مینہ دکھایا آنکھوں نے
ایسے جینے سے کاش مر جائیں
اب جدائی بہت ستاتی ہے

اس غم آباد کا یہی ہے چراغ
توسن جان کو تازیانہ ہے
آخر اپنا اثر کیا اسنے
زخم دل پر یہ کاری ہے
کوئی دن زندگی کے بھرتے ہیں
کبھی روتے ہیں آہ زار و نزار
کبھی کچھ آپ ہی آپ بکتے ہیں
کبھی سر تک ڈبویا آنکھوں نے
جان سے اپنی ہم گذر جائیں
آمری جان کہ جان جاتی ہے

تلخکامی اسی سے حاصل ہے
دل یہی سبکا خون کرتا ہے
تپ فرقت سے جسم جلتا ہے
سخت بیچین ہوں خدا کی قسم
ناتوانی سے اب یہ حالت ہے
کبھی بلبل کیطرح نالان ہیں
آنکھیں شبنم کیطرح گریان ہیں
کبھی دل آبلہ سا پکتا ہے
مگر ہم کیا کریں کہ ہیں مجبور
قہر کر دیگا اب بیان سخن

ذائقہ اسکا سم قاتل ہے
یہی پیدا جنون کرتا ہے
دل سے ہر دم دھواں نکلتا ہے
تیرے ہی چشم سرمہ سا کی قسم
بات کرنا بھی اک قیامت ہے
کبھی سنبل صفت پریشان ہیں
کبھی نرگس کیطرح حیران ہیں
کبھی آنکھوں سے خون ٹپکتا ہے
ہر زمین سخت آسمان ہے دور
بڑی آفت ہے یہ زبان سخن

اور نامہ کو لفافہ کر کے یہ شعر شیخ محمد ابراہیم ذوق کا لعبد ذوق و شوق لکھا اور محمود کے حوالے کیا ذوق مرحوم یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد بجاے مہر ⁂ آنکھہ اپنی ہو لفافہ خط پر لگی ہوئی ❊ محمود نامہ لیکر ملکہ سے رخصت ہوا وقت رخصت شہزادی نے کئی کشتیان زر و جواہر سے معمور محمود کو عنایت کین اور خلعت سے سرفراز کیا محمود آداب بجا لایا نصر من اللہ و فتح قریب کہکر رخصت ہوا اور صبحدم ملک تبریز کیطرف روانہ ہوا

داستان بیقرار ہونا ملکہ حسن افروز کا فراق دلدار میں اور آگاہ ہونا شاہ فارس کا شہزادی کی بے قراری سے اور حال دریافت کے لیے آنا اور اسی حالت اضطرار میں

ساقی نے دی شراب سخن ⁂ بھر گئی عشق سے کتاب سخن ❊ کہیں عاشق پڑے سسکتے ہیں کہیں معشوق بھی پھڑکتے ہیں ⁂ اب ذرا اور بھی دے اک اک جام ❊ کہ یہ محفل بخیر ہو انجام ⁂ شہسواران عرصہ عشقبازی و فارسان مضمار جان گدازی مسافران بادیہ ناکامی بر دوش باختہ ہوش از خود فراموش لکھتے ہیں کہ جب محمود ملکہ حسن افروز سرایا گداز و ہمہ تن سوز سے رخصت ہو کر شہزادہ آرام دل کی تلاش میں نکلا یہاں طپش دل فردوس منزل میں زیادہ ہوئی بسمل کی طرح تڑپنے لگی جان دینے پر آمادہ ہوئی جب وحشت خاطر زیادہ پائی عقیلہ تو تھی اپنے دل کو سمجھاتی

رند اہی دل نہ تڑپ اتنا گیا ہے مرا قاصد ٭ آج آئی خبر یار کی یا کل خبر آئی ٭ رند دل بیتاب شتاب
آئیگا قاصد نہ تڑپ ٭ راہ مین دیر لگے گی فقط آتے جاتے ٭ سمجھاتے سمجھاتے جب خیال یار پیش
کرتا آنسو نکل آتے پھر وہی نقشے ہوجاتے بیتابی زور کرتی بیقراری دل مین شور کرتی مانی نے کہا بیگم
خدا کے لیے ایسی بے قرار نہو آہ وزاری کو موقوف کرو ڈرتی ہون کہ اس حال سے کوئی خبردار
نہو ملکہ نے کہا اے جیا جرات شعلہ و برق و شرر بھی ہمنے دیکھے پر کوئی ٭ بیقراری مین نیا یا اس
دل بیتاب سا ٭ دل ہے کہ کافر یا خدا جانے کہ کیا آفت ہے یہ ٭ تلملاتا ہے پڑا پہلو مین اک سیماب
سا ٭ جیا مین کیا کرون دل کو کیونکر سمجھاؤن جو شے اپنے قابو مین نہو تو پھر اوس پر کسیکا بس نہین چلتا
ہے درد دل دے دیا ہے اک بت کافر کے ہاتھ مین ٭ اب حق مین دیکھیے مرے اللہ کیا کرے
مانی نے کہا بی بی یہ خبط ہے ذرا سنبھلو یہ مقام ضبط ہے خدا کی عنایت سے نا امید نہو اوسی کو یاد
کرو مژدہ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ سے جی شاد کرو اب اوٹھو ہاتھ مُنہ دھو ڈالو دل کو سنبھالو دیکھو
خاصہ کا وقت آیا ہی لوگ اس حال مین دیکھین گے تو کیا کہینگے یہ کیا بیہودہ پن جی مین سمایا ہی
کچھ سمجھ مین نہین آتا لیس ہر دم رونا ہی بی بی اللہ حافظ و نگہبان ہے جو ایسا رونا دھونا ہے
خیر وہ بھی اک بات تھی ہوگئی اب دیکھو محمود کیا ہے کیا جواب لیکر آتا ہے ملکہ نے کہا مانی للہ تم اس
مقدمے مین دخل نہ دو مجھے نہ ستاؤ تم نہین جانتی ہو مین جس حال مین ہون مجھے اوسی حال مین
رہنے دو میر اشعر لکھا ہو میر تقی انداز وہی سمجھے مرے دل کی جاہ کا ٭ زخمی جو کوئی ہووے کسیکی
نگاہ کا ٭ یہ کہکر اوٹھی اور چھپر کھٹ مین جالیٹ رہی تصویر کو چھاتی سے لگا کر ایک شور مچایا اور بصد
حسرت و یاس رو کر فرمایا نسیم دہلوی نہ تم برہین نہ دل پہلو مین رویئن آہ کس کسکو ٭ مقام شکر ہے
دیکھین فلک کیا کیا دکھاتا ہے ٭ اس عرصے مین قمر النسا وزیرزادی جو شہزادی کی ہمسن تھی بلکہ
شہزادی سے بھی کمسن تھی شیش محل مین آئی ملکہ کو جو دیکھا بہت گھبرائی مانی سے کہنے لگی کیون
مانی بیگم صاحب کیا ابھی تک سوتی ہین کیا سبب ہے جو بیدار نہین ہوتی ہین مانی کہ انجام کار کے
فکر مین غوطے کھا رہی تھی دل سے سو سو تدبیرین بنا رہی تھی کچھ نہ بولی قمر النسا چھپر کھٹ کے
پاس آکر پردہ اوٹھا کر دیکھتی کیا ہے کہ شہزادی کی آنکھین نرگس وار کسی کے انتظار مین وا ہین مگر
آنکھون سے دو دریا رواں ہین گویا گنگا جمنا ہین رنگ چہرے کا زعفرانی ہے لب خشک ہین دل
مین سوز نہانی ہے گرمی عشق سے پیشانی عرق آلود ہے کسیکے تصور مین سکتے کا عالم ہے
چین دل کا مفقود ہی جب بیتابی دل زیادہ ہوتی ہے یہ غزل پڑھتی ہی اور روتی ہی مصنف

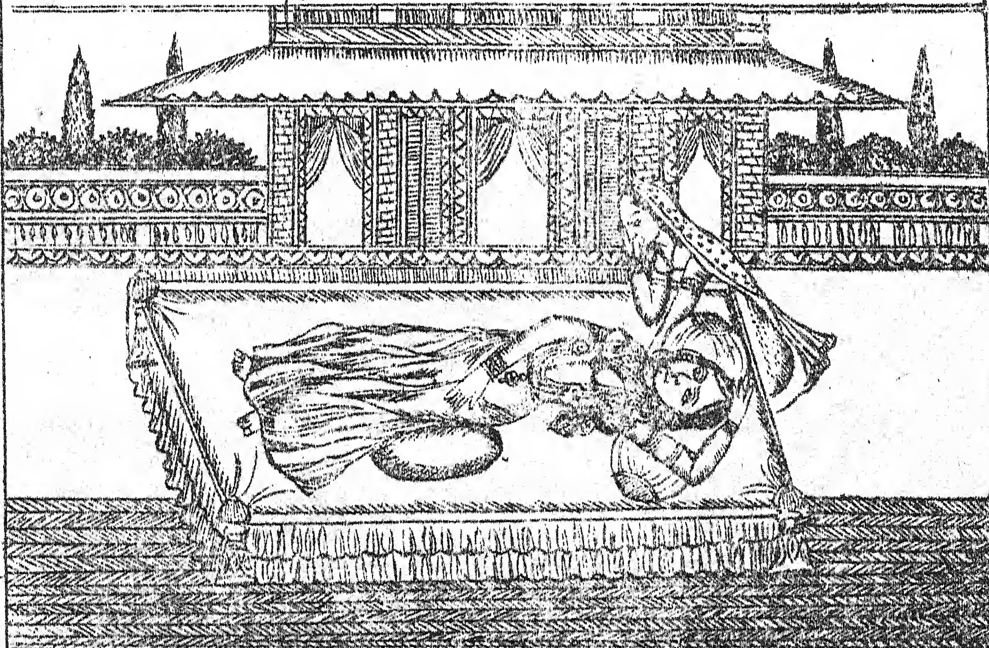
حال دل زار ہے کیا ہونا ہے
رات دن دیدۂ دیدار طلب
اشک ریز الم سے مجھکو
بلبل غارت بین سخن

سخت بیمار ہے کیا ہونا ہے
سیر اسپید [illegible] کیا ہونا ہے
[illegible] کیا ہونا ہے
صورت [illegible] کیا ہونا ہے

دل مرا رسم وفا کیا جانے
جان زار اس کی [illegible]
دل مرا ہے شراب الفت

لو گرفتار ہے کیا ہونا ہے
سخت ناچار ہے کیا ہونا ہے
مست و سرشار ہے کیا ہونا ہے

قمر النسا یہ حال دیکھکر متحیر ہوئی چھکے چھوٹ گئے رشتۂ استقلال ٹوٹ گیا حیرت سے صورت دیوار ششدر ہوئی گھبرا کر کہنے لگی بیگم مزاج کیسا ہے خدا کے لیے فرمائیے تو یہ کیا ہے ملکہ حسن افروز نے منہ پھیر کر جواب دیا کہ ہان بہن اچھی ہون قمر النسا فرط محبت سے بیقرار ہو کر دائی سے کہنے لگی کہ مانی دیکھو تو تمھاری بیگم کے دشمنون کا کیا حال ہے



تمھین کچھ خبر بھی ہے کیا غضب ہو گیا کچھ پتھر پڑ گئے عقل پر زوال ہے مانی گھبرا کر کہنے لگی کیون بی بی خیر تو ہے قمر النسا نے کہا بھئی واللہ تمنے بھی کمال کیا کہ ہر دم پاس رہتی ہو اور پھر خیر تو ہے کس مزے سے کہتی ہو یہ کہکر گھبرائی ہوئی بیگم صاحبہ کے پاس گئی جا کر سب حال بیان کیا رو رو کے تر دامان کیا بیگم صاحبہ اور سب خواصین سراسیمہ و پریشان افتان و خیزان شہزادی کے پاس آئین بیگم صاحبہ بلائین لیکر ملکہ سے کہنے لگین کہ میری جان کہو تو جی کیسا ہے مین تیری واری کیون تیرا حال ایسا ہے ملکہ نے کہا اماں جان کیا کہون دل مین درد ہے تمام بدن مین اعضا شکنی ہے دیکھیے چہرہ زرد ہے کلیجہ منہ کی راہ نکلا آتا ہے کچھ ایسا درد اٹھتا ہے کہ جی بیٹھا جاتا ہے رونے کو بے اختیار دل چاہتا ہے مگر اب تک تو ضبط کیے ہون آگے دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہے حضرت غالب

پھر کچھ اک دل کو بے قراری ہے ٭ سینہ جویائے زخم کاری ہے ٭ یہ سرگذشت سنکر بیگم صاحبہ کے ہاتھ پانوں پھول گئے اور تو کچھ بن نہ آیا گھبرا کر فرمایا کہ ارے کوئی حضور کو خبر کرو یہ سنتے ہی ایک خواجہ سرا نے جا کر بادشاہ کے حضور میں سب حال گزارش کیا بادشاہ کہ اوس وقت تسبیح خانہ میں مشغول یاد الٰہی تھے شہزادی کی علالت کی خبر سنکر محل میں تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ بیٹا کہو کیا سبب ہے جو تمکو اس قدر رنج و تعب ہے ملکہ نے کہا جناب عالی میں بھی حیران ہوں کہ اس بیخودی کا باعث کیا ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل خود بخود نکلا آتا ہے تمام بدن سنسناتا ہے لوگوں کی کثرت اور آمد و رفت سے دم رکتا ہے تن بدن میں آگ لگ رہی ہے تمام جسم پھنکتا ہے خدا جانے کیا آفت آسمانی اس دل کمبخت پر نازل ہوئی ہے کہ اسقدر روئی ہوں مگر ابھی تک تسکین نہیں حاصل ہوئی ہے بادشاہ باخاطر پریشان روتے ہوئے باہر تشریف لائے اور مسیح الزمان حکیم احسن اللہ خان کو علاج کے واسطے بھیجا جب حکیم صاحب آئے مانی نے ملکہ کو ہوشیار کیا حکیم کے آنے سے خبردار کیا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا مگر ایک آہ سینہ سوزان سے بھری یہ کہا اور پھر آنکھ بند کر لی لا اعلم نبض نہ دیکھ اے طبیب ہاتھ لگا اور موا ٭ میری تو یہ مشکل ہے ہائے چھوا اور موا ٭ حکیم صاحب نے کہا حضور یہ کیا فرماتی ہیں ناحق رو رو کے اپنے مرض کو بڑھاتی ہیں ذرا نبض دکھا دیجئے پھر تابعدار جو دوائیں دے اوسے نوش فرمایئے دیکھئے تو کیا جلد آرام ہوتا ہے اور یہ کمترین کیسی لذیذ دوائیں دیگا یہ مرض کھوتا ہے ملکہ نے خفا ہو کر جواب دیا کہ حکیم صاحب کیسا آپ نے ہمارا مرض کیا تشخیص کیا جو آپ دوا بھی اپنے ساتھ لیتے آئے ہیں جائیے ہمیں مطلق صحت منظور نہیں آپ ناحق دوا دینے آئے ہیں حسنؔ ٭ واز سر بالین من برخیز اے ناداں طبیب ٭ دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست ٭ قمر النسا کہ نہایت زیرک اور دانا تھی شہزادی کے مضمون کلام سے فورًا دریافت کر گئی کہ ہو نہو یہ مادہ سودا وہی عشق کا رجوع ہے آفتاب محبت کا مشرق سینہ سے طالع ہے مگر ابھی شروع ہے بقول شخصے ع کہ عشق و مشک را نتوان نہفتن ٭ دل میں تو سمجھ گئی مگر اوس وقت کچھ نہ بولی بیگم صاحبہ بھی اس کلام سے ہوشیار ہوئیں مانی کو الگ لیجا کر کہنے لگیں کہ مانی تمکو تو معلوم ہوگا کہو تو یہ ماجرا کیا ہے وہ کیا چیز ہے جو اندر ہی اندر اسکے دل کو ستاتی ہے مانی ہو نہو مجھے تو لڑکی کے کلام سے عشق کی بو آتی ہے جب مانی نے دیکھا کہ راز آشکار ہوا بجز اسکے اب چارہ نہیں حال ظاہر سارا ہوا بیگم صاحبہ کا ہاتھ پکڑ کے شہزادی کے قریب لائی اور تصویر کہ ملکہ کے سینے سے لگی ہوئی تھی آہستہ سے اوٹھا کر دکھائی بادشاہ بیگم تصویر دیکھتے ہی

ہزار جان سے اوس جان جہان پر نثار ہوگئین صورت دیکھتے ہی بیقرار ہوگئین مسکراکر فرمانے
لگین کہ بانی یہ کس یوسف ثانی کی تصویر ہے اور یہ کون شہنشاہ والاجاہ صاحب عز و توقیر ہے
بانی نے از ابتدا تا انتہا حقیقت حال پر اختلال محمود کا آنا اور تصویر دکھانا شہزادی کا عاشق ہونا
اور تلاش شہزادہ پھر محمود کا جانا سب بیان کیا بیگم صاحب نے جب حال شہزادی کے تعشق کا سنا
نال کا رسو جگر غمگین ہوئی مگر اوراض کی طرف سے رفع شک ہوا دل کو ذرا تسکین ہوئی بانی
کو الگ لیجا کر سمجھایا کہ تم جہان دیدہ ہو ذرا لڑکی کی دلداری کرتی رہنا عشق کمبخت نے اسکے دل
دین گھر کیا ہے تم مدام غمخواری کرتی رہنا اور کہنا کہ بی بی گھبراؤ نہین خاطر جمع رکھو جسکی تمنے تصویر دیکھی
ہے تمہاری اماں جان اوسی شہزادے کے ساتھ تمہاری شادی کرینگی ذرا اپنے دل کو تسکین دو
صبر سے بیٹھی رہو انشاء اللہ تعالے بہت جلد تمہارے مقصود سے تمہاری گود بھرینگی یہ کہکر بیگم صاحبہ
ملکہ حسن افروز کے پاس آئین اس طرح کی گفتگو تو زبان پر نہ لائین مگر آغوش مین لیکر پیار کیا
پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا میری جان تمھین اللہ کی امان ہے ہمسے کچھ بات تو کرو بیگم یہ کیسی بات ہے
دیکھو ہر دم ٹھنڈی ٹھنڈی سانس نہ بھرو ملکہ نے کہا اماں جان شعر آپکی باتون سے یہ اور بھی
دل دکھتا ہے ❊ جاییے بہر خدا یا لئے کہ دم رکتا ہے ❊ بھلا ہم کیا بات کرین آپ بزرگ ہین آپکو
اس بات کا کیا جواب دین درد کسی سے کیا بیان کیجیے اس اپنے حال ابتر کو ❊ دل اوسکے
ہاتھ دے بیٹھے جسے جانا نہ پہچانا ❊ آخر جب بیگم صاحبہ نے دیکھا کہ بات کرنے سے طبیعت
پر جوش آتا ہے آدمی کی صورت سے نفرت ہے کلام سے دم گھبراتا ہے ناچار خاص محل مین تشریف
لائین ہمراہ اپنے وہ تصویر بھی لیتی آئین بادشاہ جو محل مین آئے بیگم صاحبہ نے تخلیہ کیا اور شاہ
سے طلب مشورہ کیا جب حضور آکر بیٹھے بیگم صاحبہ نے وہ تصویر بادشاہ کو دکھائی شاہ والاجاہ
بیک نگاہ حیران انگشت بدندان دست قدرت کے قربان ہوکر رہ گئے اور فرمانے لگے بیگم یہ کون
خجستہ نہاد ہے آدم زاد تو نہین معلوم ہوتا شاید پریزاد ہے بیگم نے کہا حضور مین پہلے آپ سے یہ
پوچھتی ہون کہ اگر یہ شخص آپکی صاحبزادی کے ساتھ شادی کی درخواست کرے تو آپ کو منظور ہے
بادشاہ نے کہا صاحب اگر یہ کوئی شہزادہ عالیخاندان والا دودمان ہے تو خیر کیا مضائقہ منظور ہے
ورنہ ابھی ان باتون کا کیا مذکور ہے بیگم صاحبہ نے کہا سنیے یہ تصویر شہزادہ آرام دل پسر شاہ چین
کی ہے جو آپکی ملکہ کا حسن و جمال سنکر عاشق ہوا ہے یہ تصویر اوس نازنین مہ جبین کی ہے محمود
سوداگر متاع خوبی سمجھکر لایا تھا اور آپکی صاحبزادی کے حضور مین نذر گذرانا تھا پس دیکھنا کیا تھا

گویا قیامت کا آنا تھا جب سے یہ تصویر دیکھی ہے لڑکی اوسکی عاشق زار ہے فرط محبت سے بے قرار ہے
نہ تو دشمن بیمار ہین نہ خدانخواستہ کچھہ آسیب ہے مگر حضرت عشق پڑھے جن سوار ہین یہ سب اونھین
کا فریب ہے اور فی الحقیقت صورت اچھی جہان کو پسند ہے معشوق باوفا کہان ملتا ہے اسی سبب سے
دل عاشق دردمند ہے خوش نصیبون کو ایسے بھی ملجاتے ہین کہ جذبہ محبت سے بیٹھے ہین ہو کر آپ ہی
دوڑے چلے آتے ہین اب آپ کو اختیار ہے چاہیے اپنے فرزند کی خوشی کیجیے یا نصیحت کیجیے بندی دست بستہ
ہے اور جو آپ سچ پوچھتے ہین تو یہ بات ہماری یاد رکھیے کہ اگر چراغ عقل کا ہاتھہ مین لیکر ڈھونڈھیے گا
تو قیامت تک ایسا شہزادہ خوب صورت تمکین والا خاندان باعز و تمکین اندھیرے گھر کا اوجالا
نملیگا اور بالفرض اگر بہزار خرابی کوئی مل بھی گیا تو یاد رہے کہ آپکی صاحبزادی کا چاہنے والا نملیگا
مصنف دنیا مین اگر ڈھونڈھیے تو کیا نہین ملتا + پر چاہنے والا نہین ملتا نہین ملتا + بادشاہ
اس حال کو سنکر دیر تک بحر تفکر مین غوطہ زن رہا پھر بہت سوچ کر کہا کہ اچھا مین اسکا جواب پھر دونگا
تم لڑکی کو سمجھاؤ خاطر آشفتہ بہلاؤ بیگم صاحبہ نے کہا بھلا جس بشر پر عشق کا سایہ ہوتا ہے اور جسکو
وصال یار کی دھن ہوتی ہے وہ کسکی سنتا ہے بقول **ناسخ** ہر گھڑی کہتے ہو صاحب صبر کر +
بندہ عاشق ہے دیا ایوب ہے + ایسے شخص کو کچھہ کہنا یا سمجھانا فقط ستاتا اور ناحق جی جلانا ہے
بادشاہ خاموش اوٹھے اور تصویر ہاتھہ مین لیے باہر تشریف لائے وہان ملکہ حسن افروز
نے جو فرصت پائی معشوق کی یاد آئی غشی سے کچھہ افاقہ ہوا تھا آنکھہ کھولی چشم نیم باز سے فلک کو دیکھکر
کف افسوس ملے اور دہنی طرف سے بائین طرف کروٹ لیکر پھر وہی شعر زبان پر لائی **نسیم دہلوی**
نہ تم ہو بین نہ دل پہلو مین روئین آہ کس کسکو + مقام شکر ہے دیکھین فلک کیا کیا دکھاتا ہے +
دل امڈا آتا ہے از خود گلے مل مل کے رونیکو + کمر بستہ سفر جنت مقرر کوئی آتا ہے گذرتی ہین بڑی تکلیف سے
راتین جدائی کی + ملین پھر کسے ہم اب دیکھیے وہ دن کب آتا ہے + مین صدقے اے اجل آجا
شب فرقت مین جلدی سے + ہماری جان جاتی ہے ترا کیا ہمین جاتا ہے + نسیم دہلوی اب ناتوانی
سے یہ عالم ہے + کوئی ہمکو اوٹھاتا ہے کوئی ہمکو بٹھاتا ہے + یہ پڑھکر خوب روئی جب رونے سے بھی عاجز آئی تو یہ مثلث
کا بند لب پر لائی **مومن خان مرحوم** منظور ہے کچھہ اور کہ اشک آنکھہ سے چلے + من گفتمش کہ گریہ
بجا لم کند دلے + میز بدبت بہ نرگس شہلا گریستن + ہین خون فشانیان عبث اے چشم اشکبار + گریہ کا
دل ز گریہ میسر شود زیار + صد سال میتوان بہ تمنا گریستن + کبھی جو دل گھبراتا تو یہ شعر لب پر آتا ہائے
لب جانبخش کی الفت مین لب پر جان آئی ہے + مریض عشق مرتا ہے مسیحا کی دوہائی ہے

اس بیقراری اور آہ وزاری مین تصویر کا جو خیال آیا جا بجا ڈھونڈھا اور نہ پایا تو بے اختیار ہو گئی
آپ مین نہ رہی مانی کے گریبان مین ہاتھ ڈال کر کہنے لگی کہ دیکھو مانی مین تیرا گریبان چاک کرونگی میری تصویر
میرے حوالے کرو نہین تو ابھی اپنے تئین ہلاک کرونگی مانی نے کہا بیگم خیر ہے دشمنون کو کیا ہو گیا
خدا سے ڈرو بیٹے تو آج تک ایسی باتین نہ کبھی دیکھین نہ سنین ماشاء اللہ چشم بد دور ابھی تو تصویر ہی
دیکھی ہے جب صورت دیکھو گی تو زمین پر پاؤن نہ رکھو گی ملکہ نے کہا ہان سچ کہتی ہو تمنے ابھی دنیا مین
کیا دیکھا ہے تم تو ابھی پیر نابالغ ہو بال دھوپ مین سفید ہو گئے ہین اچھا تم بھی اپنی کہہ لو کیا کہتی ہو
مانی نے کہا لڑکی کی بیگم صاحبہ نے بھی وہ تصویر دیکھی اور مجھسے حال دریافت کر کے بہت خوش ہوئین بلکہ
فرماتی تھین کہ انشاء اللہ تعالے مین اپنی لڑکی کی شادی اوسی شہزادے کے ساتھ کرونگی اب یہ تصویر
حضور کے دکھانے کو لیگئین ہین ملکہ یہ گفتگو سنکر مارے خوشی کے پھولی نہ سمائی رنگ زعفرانی گلابی
ہو گیا باغ باغ ہو کر اور مسکرا کر یہ شعر زبان پر لائی مرزا رفیع سودا ہجر اور وصل سے کچھ کام نہین
ہے مجھکو ٭ بات وہ کیجے کہ تک دل کو ہو تسکین جس مین ٭ مانی مجھے اس سے کیا مطلب کہ امان جان
کیا کہتی تھین اور باوا جان کیا کہتے تھے تم میری تصویر دینے والی کون تھین خدا کی قسم مانی خیر اسی
مین ہے کہ میری تصویر مجھے منگا دو مانی نے قمر النساء سے کہا کہ بی بی کچھ سمجھ مین نہین آتا خدا جانے
اوس بالشت بھر کاغذ مین کیا رکھا ہے ذرا تم جاؤ اور بیگم صاحبہ سے وہ مانگ لاؤ وہ گئی اور بیگم صاحبہ
سے سب حقیقت کہی اونھون نے اوسی وقت تصویر منگوائی اور قمر النساء کے ہاتھ شہزادی کے پاس
بھجوائی جب تصویر آئی دل نے ذرا توانائی پائی رات دن اوسی کا شغل ہر دم اشعار برجستہ اور غزلین
برمحل میر حسن غزل یا رباعی و یا کوئی فرد ٭ اسی ڈھب کے پڑھنا کہ ہو جس مین درد ٭ کبھی صاحب
یار کی طرف سے یاس ہجوم غم سے رنگ فق چہرہ اوداس کبھی جو درد دل سوا ہوا تو بیچتاب کھا کر بائین طرف
ہاتھ سے دبا دیا دیر تک خاموش رہی صدمے سے بے ہوش ہی جب آنکھ کھولی دل کو ڈھونڈھا
پتا نہ پایا نالون کو ضبط کیا اور فرمایا حضرت غالب کسیکو دے کے دل کوئی نوا سنج فغان
کیون ہو ٭ نہ ہو جب دل ہی سینے مین تو پھر منہ مین زبان کیون ہو ٭ کیا غمخوار نے رسوا لگے آگ
اس محبت کو ٭ نہ لاوے تاب جو غم کی وہ میرا رازدان کیون ہو ٭ وفا کیسی کہان کا عشق جب سر پھوڑنا
ٹھہرا ٭ تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگ آستان کیون ہو ٭ یہ کہہ سکتے ہو ہم دل مین نہین ہین پر یہ
بتلاؤ ٭ کہ جب دل مین تمھین تم ہو تو آنکھون سے نہان کیون ہو ٭ غرض ہر دم سوز عشق سے آہ و زاری
تھی التہاب قلب سے بیقراری تھی کسی عنوان دل کو قرار نہ تھا سب نصیحت کرنیوالے تھے مگر کوئی غمخوار نہ تھا

رہائی اوس گرفتار دام محبت کی عورت بدذات کے جال سے پھر ملک فارس کی طرف روانہ ہونا اوس بادیہ پیماے عرصۂ الفت کا محمود سے ملنا اور آگاہ ہونا ملکہ حسن افروز کے حال سے

ہان پلادے ساقیا اک اور جام ۞ مستیون کا اب دکھا عالم تمام ۞ تشنہ لبان بادۂ گلفام نیرنگ دیکھ اس آغاز کا انجام ۞ طلسم کشایان جادۂ سخن و خلوت نشینان گوشۂ رنج و محن عقدہاے حال گرفتاران کو ناخن تدبیر سے یون کھولتے ہین کہ ایک شب وہی عورت ساحرہ حسب معمول آرام دل کے پاس بیٹھی اختلاط کی باتین کر رہی تھی اثناے گفتگو مین شہزادے کی نظر اوس تصویر پر پڑی جو وہ ساحرہ اپنے ہاتھ مین پہنے ہوے تھی دیکھتے ہی سمن پری کی باتون کا خیال آیا جی مین کہنے لگا خیر سمجھونگا پھر آنکھ بچا کر اوس ایک بال کو اون بالون مین سے جو بازو پر بندھے ہوے تھے نکال کر دونون طرف سے پکڑ کے کھینچا کچھ دیر نہ گذری ہوگی کہ سفید دیو ہزارون دیو ہمراہ لیے ہوے آرام دل کے حضور مین حاضر ہوا آداب و تسلیمات بجالایا اور شہزادے کو اس حال مین دیکھکر سخت متحیر ہوا گھبرایا ساحرہ دیوون کی شکل دیکھتے ہی بسرعت تمام حجرہ مین گئی اور غضبناک ہو کر ایک ٹھوکر زمین پر ماری زمین شق ہو گئی صدہا حبشی شمشیر برہنہ ہاتھون مین لیے غل مچاتے باہر نکلے دار و گیر کا ہنگامہ ہوا اسباب درہم برہم وہ کارخانہ ہوا دونون طرف سے تلوارین چلنے لگین زمین سے خون کی ندیان اوبلنے لگین آرام دل نے سفید دیو سے کہا کہ کھڑا کیا دیکھتا ہے جا اور میری انگشتری اوس قحبہ سے چھین لا سفید دیو انگشتری کا نام سنتے ہی زرد ہو گیا خوف سے ہراسان ہوا بید کی طرح لرزان ہوا جی مین کہنے لگا بڑا غضب ہوا کہ انگشتری سلیمانی اوسکے ہاتھ آئی اب مین شہزادے کی رہائی کی کیا تدبیر کرون سوچتے سوچتے ایک کشتی نظر آئی کہ زمین و آسمان کے بیچ مین گردش مین ہے یہ دیکھتے ہی اوسکی طرف لپکا اور ایک ہی حملے مین اوسکو اپنے قبضے مین کر زمین پر لایا اوس کشتی مین ایک پنجرہ اور اوس پنجرے مین ایک مینا بند تھی دیو اوس مینا کو نکالکر آرام دل کے پاس لایا اور کہا کہ حضور اس مینا کے جسم مین اس ساحرہ کی روح ہے آپ اسے خوب تکلیف دیکر مار ڈالیے دل کا حوصلہ نکالیے پہلے اسکا ایک بازو توڑ لیے پھر دوسرا پھر ایک ٹانگ پھر دوسری ٹانگ پھر خوب زور سے اسکی گردن مروڑ لیے غرض جیتا نچوڑ لیے آرام دل

مینا کو ہاتھہ مین لیکر چاہتا تھا کہ پہلے بازو توڑے ساحرہ نے غل مچایا کہ او شہزادے دیکھہ کیا ستم کرتا ہے
میرے احسان بھول گیا او محسن کش تو میرے غضب سے نہین ڈرتا ہے مصنف ابھی سمجھکے مزا
چکھا دونگی ✤ خاک ہوجائیگا جلا دونگی ✤ سفید دیو نے جواب دیا کہ او بدبخت تنگ خاندان شہنشاہ
قاف جو تم سب کا پیر و مرشد اور اوستاد ہے تو نہین جانتی کہ یہ شہزادہ اوسکا داماد ہے بس خیر اسی
مین ہے کہ وہ انگشتری لا ورنہ اپنی جان سے ہاتھہ اوٹھا ساحرہ نے کہا اچھا تو قسم کھا کہ انگشتری
لیکے مینا کو چھوڑ دونگا دیو نے کہا مجھے خاکپاے سلیمان کی قسم اگر تو انگشتری دیگی تو مین بھی تیری
مینا چھوڑوا دونگا ورنہ پھر وہی قسم کھاتا ہون کہ مینا کو مار ڈالونگا اور اس شہر کو بیخ و بنیاد سے
کھدوا کر ہوا پر اوڑوا دونگا ساحرہ نے جب دیکھا کہ سواے صلح کے اب کوئی چارہ نہین ناچار
وہ انگشتری سفید دیو کی طرف پھینکی دیو نے جلدی سے شہزادے کی اونگلی مین پنہا کر یون عرض کی
کہ خداوندا اب اس مینا کو چھوڑ دیجیے اور مع الخیر یہان سے تشریف لے چلیے آرام دل نے مینا
کو چھوڑ دیا اور دروازے کے باہر آکر شکر خداے کریم بجا لایا پھر دیو کو رخصت کرکے کمر ہمت چست
باندھی ملک جانان کی راہ لی اور یہ فرمایا ذوق رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکا کے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے ✤ مے عشق سے سرشار تھا جھومتا تھا خار بیابان ہر ہر
گام پہ قدم چومتا تھا جب کوئی کانٹا آبلہ پا مین چبھہ جاتا تو ہنسکر فرماتا خواجہ حیدر علی آتش
آبلے پانون کے کیا تو نے ہمارے توڑے ✤ خار صحراے جنون عرش کے تارے توڑے ✤ دھوپ
کی حدت تپ فرقت کی شدت اپنے حال زار پر رقت صدمہ دوری سے مرنے کی نوبت اس حال
مین جو آرام جان کا خیال آتا تو جنون اور زیادہ ہوتا یہ کہتا اور [illegible] حضرت غالب دیوانگی
سے دوش پہ زنار بھی نہین ✤ یعنے ہماری جیب مین اک تار بھی نہین ✤ شوریدگی کے ہاتھہ سے
ہے سر وبال دوش ✤ صحرا مین اے خدا کوئی دیوار بھی نہین ✤ ملنا اگر ترا نہین آسان تو سہل ہے
دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہین ✤ بے عشق عمر کٹ نہین سکتی ہے اور یہان ✤ طاقت بقدر لذت
آزار بھی نہین ✤ دل مین ہے یار کے صف مژگان سے روکشی ✤ حالانکہ طاقت خلش خار بھی نہین ✤
اسی طرح ہزارون آفتین او مصیبتین جھیلتا ہوا جان پر کھیلتا ہوا چلا جاتا تھا فلک کے جور و ستم سے
جب گھبراتا تھا تو یہ اشعار زبان پر لاتا تھا شیخ محمد ابراہیم ذوق رکھہ مکدر بس اب اے چرخ نہ اتنا
ہمکو ✤ ہمنے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمکو ✤ اور ہمدرد کسان ہو ہوا کے حضرت دل ✤ درد اب تمکو ہمارا
ہو گھٹا ما ہمکو ✤ ہر قدم پانون پہ سر رکھتے ہین خار سر دشت ✤ اے جنون تو نے ہی کانٹون مین گھسیٹا ہمکو

دل مین تھے قطرۂ خون چند سو مانند حباب ٭ نہ رہی وہ بھی جب الفت نے نچوڑا ہمکو ٭ ہم تبرک ہین
بس اب کر لے زیارت مجنون ٭ سر پہ پھرتا ہے لیے آبلہ پا ہمکو ٭ ایک دن چلتے چلتے راہ کی
ماندگی سے عاجز آیا تاب و طاقت نے جواب دیا بہت گھبرایا ایک درخت سایہ دار نظر آیا شہزادے
نے افتان خیزان بہر کیف اپنے تئین وہان تک پہونچایا بیتاب تو ہو ہی رہا تھا آتے ہی یہ شعر
پڑھا اور لب چشمہ گر پڑا حیرت نزع مین بھی تری صورت کو نہ دیکھا افسوس ٭ مرتے مرتے بھی نہ
ارمان نظر کا نکلا ٭ محمود کہ انکی تلاش مین دیوانہ وار دو منزلہ سہ منزلہ کرتا ملک تبریز کی طرف چلا
جاتا تھا حسن اتفاق سے اُس نزاس صحرای پر فضا مین اوسکا بھی گذر ہوا ملکہ حسن افروز کے جذب
دل کا اثر ہوا محمود نے دور سے دیکھا کہ ایک شخص جور فلک ستم پیشہ سے پامال سرگردان پریشان
خراب حال کسی کے فراق مین حالت تباہ کوئی سنگ نہ ساتھ مگر بیکسی ہمراہ ٹھنڈی چھاؤن مین پڑا
سوتا ہے اوسکی بیکسی پر ہر برگ درخت کف افسوس مل مل روتا ہے قریب جو آیا شہزادہ آرام دل
کو پایا مارے خوشی کے جامے سے باہر نکل گیا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جاے مگر شہزادہ آرام دل
پروردہ ناز و نعم کی مصیبت اور بیکسی کا خیال کر کے غمگین ہوا اور سنبھل گیا پھر جلدی سے پانی کا
چھینٹا دیکر ہوش مین لایا شہزادے نے محمود کو جو اپنے بالین پر بیٹھے دیکھا سمجھا کہ شاید مین خواب
دیکھتا ہون محمود کے گلے لگ کر خوب رو دیا اور کہا کہ ای محمود جب دن سے تو مر گیا مجھے زندہ در گور کر گیا محمود
نے کہا جناب عالی مین زندہ ہون اور ویسا ہی بندہ ہون آپ مجھے مردہ بناتے ہین عالم
خواب نہین یہ بیداری ہے یہ کیا کلمہ زبان مبارک سے



فرماتے ہین آرام دل یہ سنتے ہی گھبرا کر اوٹھ بیٹھا اور ہاے محمود کہکر لپٹ گیا دیر تک روتا رہا اشکون
سے منہ دھوتا رہا آخر محمود نے کہا حضور بہر خدا آپ چپ رہیے میری سنئیے اور اپنی کہیے آرام دل
نے کہا تسکین جسکا رفیق جس سے جدا ہو گیا ہو یار ❊ وہ اپنی بیکسی پہ نہ رو وے تو کیا کرے
محمود نے کہا خدا حضور کو تا قیامت سلامت رکھے یہ سچ ہے مگر خدا کے فضل سے ملنا کیا اب تو
زندہ ملا پھر اب کس بات کا گلا شہزادے نے فرمایا اے محمود حضرت غالب رہا گر کوئی
تا قیامت سلامت ❊ پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت ❊ جگر کو مرے عشق خونناب مشرب ❊ لکھے
ہے خداوند نعمت سلامت ❊ غرض آرام دل نے محمود سے اپنا حال پیچ و ملال بیان
کیا پھر محمود نے اپنا قصہ پر غصہ بیان کیا اور کہا کہ جسکے واسطے آپ ایسے بیقرار ہین جس
کے آپ عاشق زار ہین شوق جسکا رہ رہ کے دھیان آتا ہے ❊ جسپہ دم دشمنون کا جاتا ہے
کھاتے ہین پیتے ہین نہ سوتے ہین ❊ واسطے جسکے روز روتے ہین ❊ اوسے حضور کے احوال
آگاہ کیا اوسنے تو سنکے کچھ التفات نکیا اور اپنے اوسنے غلامون کے برابر بھی نہ سمجھا آرام دل
یہ سنکر خاموش رہا پھر کچھ سونچکر کہنے لگا جرأت اس دل سے جو ملا نہ دل اوس رشک ماہ کا ❊
ہے یہ قصور اپنے ہی بخت سیاہ کا ❊ یہ کہتے ہی آنسو نکل پڑے رونے لگا رشتۂ تصور یار مین
گوہر اشک پرونے لگا محمود نے کہا حضور سمجھنا تو درکنار آپ کی شان مین بڑی بڑی گستاخیان
کین ہین بلکہ مجھے چند سطرین بھی لکھکر دین ہین اور کہا ہے کہ جہان کہین اوس اجل گرفتہ کو
پانا تو یہ پرچہ دکھانا یہ کہکر نامہ شہزادے کے ہاتھ مین دیا آرام دل نے کہا ع ہر چہ از دوست
میرسد نیکوست ❊ پھر پوچھا یہ خود اوس کافر ادا نے لکھا ہے یا دوسرے سے لکھوایا ہے محمود
نے کہا حضور اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا ہے دیکھیے تو کیسا کیسا رنگ دکھایا ہی آرام دل
نے کہا خیر جو کچھ ہو سو ہو شفق اسکو بھی ہم ہزار سمجھتے ہین مغتنم ❊ آتے ہین اوسکے خط جو شکایت
بھرے ہوے ❊ اور اے محمود لا ادھر اے ہاتھ کا اوسکے خط لکھا لایا ❊ تیرے قاصد مین
ہاتھ کے صدقے ❊ یہ کہکر نامہ لیا پہلے سات بار تصدق ہوا پھر بوسہ لیکر بصد ذوق و شوق کھولا
لنیم گو سرمہ خموشی نے کھلایا ❊ تحریر کو آنکھون سے لگایا ❊ قاصد سے کلام لطف بولا ❊ خط صورت
چشم شوق کھولا ❊ وہ نامہ کہ عنبرین رقم تھا ❊ قسمت کا نوشتہ یک قلم تھا ❊ تحریر تھی سرگذشت
ساری ❊ کچھ یاس تھی کچھ امیدواری ❊ نامۂ شوقیہ دیکھتے ہی ایسا ہنسا کہ رونا آگیا اتنی خوشی
ہوئی کہ پیرہن مین نہ سمایا لفظ لفظ پڑھکے اوسکی ہوا سے شوق مین اپنے ورق دل کو برباد کیا

آنکھون سے خون رو رو کے اوسکے حرف حرف پر صاد کیا اس چھیڑ چھاڑ مین زخم دل پھر آلا ہوا شربت محبت دو آتشہ ہوئی نشہ اور دوبالا ہوا پہلے ایک ہی جان سے چاہتا تھا اب ہزار جان سے پیار کرنے لگا جان و دل دونون نثار کرنے لگا الفت مین وہ مزہ پایا کہ یہ شعر زبان پر برجستہ آیا **صفیر** عشق کے شغل مین بہت مزا پایا ہے ٭ دل تو کیا جان بھی کرتا ہون فدا الفت کے ٭ خنجر عشق زخم دلپر کاری لگا زخم دہن اوسکا مرغ بسمل کی طرح گرفتار ہوگیا **فیض** نمک چھڑکا گیا اچھا ہوا **فیض** ٭ دہان زخم اب تک بے مزا تھا ٭ پھر تو محمود نے سب حقیقت ملکہ کی بیقراری اور پریشانی اپنی دوا دوش اور سرگردانی مفصل بیان کی اور وہ مہر ملکہ کی نشانی دی اور کہا کہ آج حضور اسی جا بسر کرین انشاء اللہ تعالے کل صبح کو پھر عزم سفر کرین **آرام دل** کو ہر چند سیماب وار قرار نہ تھا مگر اپنی ضد سے کئی مرتبہ دھوکا کھا چکا تھا ٹھوکر کھا دیکھا چکا تھا محمود کے کہنے کو عمل مین لایا اور اوس شب وہین بستر لگایا شب کو یاد دلدار ستانے لگی چاندنی رات رولانے لگی بیقراری جو سوا ہوئی تو اس شعر سے زبان آشنا ہوئی **صفیر بلگرامی** شب فرقت مین

نہین مجھپہ ہے شبنم ٹپکتی ٭ روتے ہین حال دل زار پہ تارے دریا

ملک فارس مین پہونچنا آرام دل کا اور باغ حیات بخش مین جانا ملکہ حسن افروز حور شمائل کا

پھول سے لبریز بھر کر ساقیا ٭ بادہ گلرنگ کا ساغر پلا ٭ دیکھہ پھر باغ معانی کی بہار ٭ عاشق و معشوق مین بوس و کنار ٭ زبان راقمان کیفیت گلزار اور خامہ ہمنشیان جادو نگار سے زمین قرطاس پر یون پھول جھڑتے ہین کہ جب زاہد شب زندہ دار ماہتاب تسبیح کہکشان ہاتھہ مین لیکر حجرۂ مغرب مین در آیا اور مرغ آتشین رخ یعنی مہر آفتاب نے پردۂ مشرق سے چہرۂ انور دکھایا شہزادے نے کمر ہمت چست باندھی اور محمود کے ہمراہ چل نکلا ہر روز منزلین طے کرتا بلبل وار اوس گل گلستان رعنائی کا دم بھرتا چلا جاتا تھا بارے چند روز مین ملک فارس مین داخل ہوا تمنائے خاطر بر آئی مقصد دل حاصل ہوا **آرام دل** نے پوچھا یہ کون مقام ہے محمود نے کہا ملک دل آرام ہے شہزادے نے فرمایا **مصنف** بخت اسعد کوچۂ دلدار مین لایا مجھے ٭ بعد مدت یان تلک گردون نے پہونچایا مجھے ٭ اور کہا اے محمود مقدر اب دیر نہ لگا جلد اوس آرام جان سے ملا محمود نے عرض کی کہ حضور اس قدر جلدی نفرمایئے ذرا دم لیجیے ٹھہر جایئے پھر محمود شہزادے کو اپنے مکان میں لے گیا سامان ضیافت کیا اور بہت سی قدر و منزلت کرکے مدارات مین مصروف ہوا اب یہان سے کچھہ حال ملکہ جگر افگار کا گوش کیجیے

اور سب فراموش کیجیے کہ ایک روز ملکہ حسن افروز کو فراق دلدار مین غفلت جو آگئی عالم خواب
مین دیکھا کہ آرام دل تنہا دشت خوفناک مین ایک درخت کے نیچے پڑا زار زار رو رہا ہے
یہ کہتا ہے اور درد دل سے بے قرار ہو رہا ہے جرات نزع مین بھی تری صورت کو نہ دیکھا افسوس
مرتے مرتے بھی نہ ارمان نظر کا نکلا ٭ یہ خواب پریشان اور احوال بیتابی جانان دیکھکر یکایک چونک
پڑی گھبرا کر اوٹھہ بیٹھی دیر تک زاویہ نشین رنج و محن رہی بحر تفکر مین غوطہ زن رہی پھر بے قرار ہو کر
اور رو کر مانی سے کہنے لگی کہ مانی وہ رشک مسیحا کب آئیگا ہم تمام ہو جائینگے جب آئیگا ع
پس از انکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد ٭ وہ بولی بی بی صبر کرو چند روز اور دل پر جبر کرو ع
صبر تلخ است و لیکن بر شیرین دارد ٭ ملکہ نے کہا یہان تو ہر دم نفس واپسین ہے ہائے افسوس
تسلی خاطر کی کوئی صورت نہین ہے حضرت غالب کوئی امید بر نہین آتی ٭ کوئی صورت
نظر نہین آتی ٭ آگے آتی تھی حال دل پہ ہنسی ٭ اب کسی بات پر نہین آتی ٭ مرتے ہین آرزو مین
مرنے کی ٭ موت آتی ہے پر نہین آتی ٭ غرض مدام اس ناکام کو آہ و نالہ سے کام تھا سوا ے
مانی اور قمر النسا کے کسی سے گفتگو تھی نہ کلام تھا نظیر اکبر آبادی کوئی کچھ پوچھے تو منہ دیکھ کے
چپ رہ جانا ٭ نہ تکلم نہ اشارت نہ حکایت نہ سخن ٭ اوسدن قریب شام قمر النسا نے آکر کہا کہ
بیگم سوتی ہو یا حسب معمول روتی ہو ملکہ نے کہا جرات خیال خواب کہان سوز غم سے جلتے ہین ٭
تمام رات پڑے کروٹین بدلتے ہین ٭ قمر النسا نے کہا حضور خدا آپ کا غم و الم دور کرے خاطر اندوہ ناک
مسرور کرے آج مین باغ حیات بخش مین گئی تھی سبحان اللہ عجیب تیاری ہے ہر روش پر
گلگشت باد بہاری ہے حضور بھی آج اوس باغ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلستان
ارم فرمائیے گل و بوٹے کی سیر سے دو گھڑی جی بہلائیے ملکہ نے فرمایا مجھے معاف کرو یہین پڑا
رہنے دو رنج تکلیف سیر باغ نہ دو دل گرفتہ ہون ٭ طبع شگفتہ چاہیے گلزار کے لیے ٭ قمر النسا نے
کہا حضور خدا کے واسطے چلیے اگر آپ کا دل نہین چاہتا تو میری ہی خاطر کیجیے ملکہ حسن افروز
کہ قمر النسا کو دل سے پیار کرتی تھی اوسکی خاطر سے اوٹھی اور عجیب ناز و انداز سے قمر النسا کے کاندھے
پر ہاتھ رکھکر حیات بخش کی سیر کے واسطے چلی دو چار قدم گئی ہوگی کہ اتنے ہی حرکت سے رگ رگ
سنسنا گئی ضعف کے سبب سر سے پاؤن تک پسینے مین نہا گئی یہ حال جو دیکھا ہنسکر فرمایا ع
گر یہی ضعف ہے تو حضرت دل ٭ ہو گئے آخر بس ایک آہ مین ختم ٭ غرض وہ باغ متصل خاص محل
تھا وہان تک جانا بہت سہل تھا بہزار خرابی وہ دشواری باغ مین داخل ہوئی قمر النسا کو مسرت حاصل

ہوئی لالا علم صحن گلشن میں جب خرام کیا ❊ سرو آزاد کو غلام کیا ❊ ملکہ نے باغ حیات بخش کی
طیاری دیکھی فراق یار مین روح تن سے جدا ہونے لگی گل و بلبل کے وصل سے مہاجرت دلدار مین
شبنم وار زار زار رونے لگی سرو لبجو کو دیکھا قد جانان کی یاد مین بار غم سے پشت دوتا ہوگئی سنبل تر
کو پریشان دیکھکر یاد کاکل یار جان کو بلا ہوگئی نظارۂ نرگس شہلا سے چشم جانان کے تصور مین آنکھون
مین آنسو بھر لائی سمن سیمین بدن کو دیکھا اپنے سیمتن کے جسم کی صفائی یاد آئی لالہ کی دید سے ولولہ
عشق اور چڑھا داغ جنون چمکا ایک آہ سینۂ سوزان سے بھری اور یہ مطلع پڑھا سودا اے لالہ
گو فلک نے دیے تجھکو چار داغ ❊ سینہ مرا ہوا کہ اک دل ہزار داغ ❊ قدم اوٹھاتی تھی زمین پاؤن
پکڑتی تھی سنبل زار کی شوخی پر زلف پریشان ہوتی تھی بگڑتی تھی سوسن صد زبان کی غمازی اور بدزبانی
سے کچھ زبان پر نہ لا سکتی تھی صورت تصویر خاموش ایک ایک کا منہ تکتی تھی تاک انگور کو دیکھتے ہی یاد چشم
میگون جانان مین آنکھین جڑ گئین نشۂ عیش ہرن ہوا جو سخن ہوا بہکا ہوا سخن ہوا القصہ اسی حال سے
خواصون اور سہیلیون کے بیچ مین ہر سو وحشیون کیطرح نظر کرتی ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھرتی تخت
الماس پر جو بر لب نہر موتی محل کے سامنے بچھا تھا شامیانہ سرخ اطلس کا اوسپر کھچا ہوا تھا اگر جانب
دریا سامنے مینا بازار نظر آیا کہ نہر کے کنارے صدہا عورتین دوکانین صرافے اور بزازے اور جواہر
اور میوہ فروشی کی آراستہ کیے مین سودے والیان نسو جواہر اور پوشاک پر تکلف سے اپنے جسم کو
پیراستہ کیے ہین جواہر فروش پر عجب جوبن ہے کہ کان جواہر سارا بدن ہے بال بال مین



موتی پروئے ہین ید قدرت کے دھوئے ہین دانت سلک مروارید ہین چشم و گوش ایسے کہ دیدہ ہین نہ شنیدہ ہین رنگ رخسار لعل بدخشان ہے لب یاقوت ہین ہاتھہ شاخ مرجان ہے حلقۂ کف دست لبان الماس صاف اور خوشنما ہے مینائے حنا کی ڈاک سے اوسی لطف پیدا ہے کلائی صاف ہیرے کی پٹری ہے چہرۂ انور مین کندن کی دمک ہے مسی مالیدہ لب نیلم ہین زمرد کے بندے انشیون مین پڑے ہین آئینہ رخسار مین سبزی کی ڈہک ہے حقۂ لعل بے عنائے پستان ہین یا شمشاد قد مین دو انار صفہان ہین ڈہکدہکی عاشقونکی دلاویز ہے ناف شکم گرداب بلا ہے کمر بحر حسن مین موج خیز ہے سونے کا پلنگ بچھا ہوا ہے مسند تکیہ لگائے جواہرات بیش بہا جنکی تلاش مین جوئندہ کا دل بہا بہا پھرتا ہے کشتیون مین چنے ہوئے سب بیٹھی ہین خریدارون کو دیتی ہین بیچی کیا ہین گویا دل عاشقون کا مول لیتی ہین بزاز پیشہ والیان بصد تکلف فرش اطلس پر انواع انواع طرح کے تھان جامدانی کامدانی حریر و کتان لیے ہوئے اپنا بناؤ کیے ہوئے بیٹھی ہین اونکا دیدار گویا نین سکھہ ہے آنکھین سکھہ پاتی ہین راحتین ہاتھہ آتی ہین کہین زفل کہین ڈوریا کہین بنک ہے اون پھول سے رخسارون پر بلبل چشم حیران ہے تافتہ حواس باختہ ہے دل مومن پریشان ہے تیر مژگان جگر کے پار ہوتے کولیس ہین چہرے پر بکھرے ہوئے گیسو ہین تیغ ابرو نگاہ جادو قتل عشاق کے سب سامان درپیش ہین آنکھین ایسی کہ جنکے تصور مین کمخواب آئے بہ تن زیب کیے بیٹھی ہین جسم کی صفائی پر نظر کرکے افسوس ململ رہجائے دست رنگین اطلس سرخ کا ایک نمونا ہے بازار حسن کا ہر گھڑی حسن دونا ہے میوہ فروش اور مالنین وضیع و شریف اشیائے لطیف لطیف دوکان لطافت مین لیے بیٹھی ہین خریداری کا بازار گرم ہے کشمش کے خریدارون کی کثرت سے کشمکش ہے چلغوزون کا انبار کیے بیٹھی ہین حسن مین لاثانی ہین خریدار پروانے ہین رنگ رخ گویا انار کے دانے ہین آپس مین بولتی ہین کہ اتنے میوون کی کشتیان ابکی خوب آئی ہین زلفین خریدارون کے دلون کی دام ہین آنکھین شہلا سیاہ دو بادام ہین نہال قد مین رخسار گلزار حسن کے دو سیب ہین دور کنندۂ آسیب ہین جنکی خواہش مین دل ناشکیب ہین وہ سیب کیا ہین ملند سیب ذقن ہے مسی کی اوداہٹ سے جامن شرمندہ ہے مولسری دہن ہے پستان سخت ولایتی انار ہین یا پیوندی آم کے درخت مین خام و کیریان ہین یا دو رنگترے مزیدار ہین ناف چرخ شکم پر قطب تارا ہے خریدار بہت ہین کیا کرے کہ نخل خرما مین ایک ہی چھوہارا ہے انگوٹھی کی قطیان سامنے رکھی ہین ہر ایک ناز و ادا مین بیباک ہے اکیلے دو کیلے کو بھانپتی ہین مدام کیلے

کی تاک ہے وہ نہر کیا تھی گویا تختہ بلور تھی بلکہ سراسر نور تھی اندر سے باہر تک بالکل فرش سنگ مرمر کا سبزہ کی تحریر اور گل بوٹے کی ساخت سے رشک گلزار جنان جابجا نیلم پکھراج عقیق یمنی جڑا ہوا پانی اوسمین ایسا رواں جس طرح تختہ بلور پر فرش آب رواں اوسمین منقش کترا ہوا اتمام جس طرح آب رواں پر کامدانی کا کام پانی اوسکا آبداری مین گوہر خوش آب بلکہ گوہر بھی بے آب خوشبو مین بہ از گلاب اوس مین مچھلیاں سرخ زرد نایاب جنکے دیکھنے سے مرغ دل سیخ آہ پر کباب جانور آبی ہر ایک لاجواب کہین بط کہین مرغابی کہین سرخاب مثل پستان دوشیزہ ہر ایک حباب غیرت ہر زلف خوبان جہان اوسکی امواج کا پیچ و تاب شہزادے کی آمد آمد کی خبر سنکر مالنون نے دستہ دستہ گلدستہ لاکر لب نہر دونون طرف چن دیے داروغہ باغ نے صدہا خوان میوہ جات لطیف اعلی سے لگا کر اور انواع انواع طرح کے گلدستے گل زعفران اور کیتکی اور مدن بان سے بنا کر ملکہ حسن افروز کے نذر کیے اور مرغان خوش الحان شاما دہیر بیدا لال بلبل ہزار داستان طوطی شیرین مقال کو مہندی کے برجوں پر بند تھے کھولے اونکی نواسنجی اور خوش بیانی نے ہر ایک کو بے چین کر دیا ایسے بولے کوئی اوڑکر سرو پر جا بیٹھا کسی نے شمشاد کو گلے لگایا کوئی زعفران کے تختے مین جاکر ہنسی کے مارے پھڑکنے لگا کسی کا دل خوف باغبان اور بیم صیاد سے دھڑکنے لگا کوئی نہر کے کنارے بال و پر کھولکر نہانے لگا کوئی مچھلی کی صید کو نہر مین غوطہ لگانے لگا بلبل نے عجیب عجیب حرکتیں کین کہ پہلے چند صدائین دین پھر ہائے گل کہکر شاخ گل پر جا بیٹھا گلچین کو دیکھکر خار کہا بیٹھا آہ و فغان کرنے لگا اوسی کا دم بھرنے لگا کبھی باآواز بلند یہ مطلع پڑھا **شیخ ناسخ** بلبل ہون بوستان جناب امیر کا ٭ روح القدس ہے نام مرے ہم صفیر کا ٭ کبھی باول دردمند یہ مطلع رند پڑھا **رند** منقار سے ہزار مشقت سے پر کھلے ٭ یارب نہ یہ خبر مرے صیاد پر کھلے ٭ کبھی غنچے کے تصدق ہوتا اور مست ہوکر زمین پر گر پڑتا کبھی پھر اوڑکر اودھر جاتا نسیم کے جھونکوں سے بار جو ہنپاتا تو صبا سے پر کھولکر دو دو چونچین لڑتا کبھی قابو پاکر گل کا بوسہ لیتا خوش ہوکر دم بھرتا اور پکار پکار کے یہ دعائین دیتا **مصنف** بھر گیا ہے گل امید سے دامن اپنا ٭ باغبان تجھکو مبارک رہے گلشن اپنا ٭ ملکہ **حسن افروز** یہ کیفیت ملاحظہ کر رہی تھی مگر کیا مقدور کہ چہرے پر ذرا بشاشت کا نام ہو اور دل سے درد رنج و آلام ہو وہی ہر دم اشک جاری اور بے خودی کا عالم طاری کبھی کچھ جی مین آیا تو اوسی بلبل سے مخاطب ہوکر فرمایا **رند** آعندلیب مل کے کرین آہ و زاریان ٭ تو ہائے گل پکار مین چلاون ہائے دل ٭ ورنہ کچھ اسکی بھی پروا نہین لب سخن سے مطلق آشنا نہین

داستان دعوت وصال طالب مطلوب آرام دل کا موتی محل

مین جانا اور ملاقات ملکہ خوش صفات پری لقا یعنی ملکہ حسن افروز خوش شمائل سے لطف اوٹھانا

لا بہتر ہے کہ ساقیا کوئی پیالہ شراب کا ٭ روز وصال مین نہین موقع حجاب کا ٭ مین بادہ خوار تشنہ ہون ساقی شراب دے ٭ زاہد تو ہی بتا کہ عمل ہے ثواب کا ٭ مضمون وصل اسمین رقم ہی تو چاہیے ٭ چسپان ہو اب ہر ایک ورق اس کتاب کا ٭ محرران داستان مرغوب وراقمان حال وصال طالب و مطلوب کیفیت قران السعدین یون لکھتے ہین کہ جب آفتاب سوختہ آتش یا جگر کباب غمکدۂ مغرب مین گیا اور ماہتاب اپنی محبوبۂ مشتری کو لیکر حجرۂ مشرق سے برآمد ہوا ملکہ حسن افروز وہان سے اوٹھ کر با دل داغدار زار زار روتی ہوئی موتی محل مین تشریف لائی اور آتے ہی غش آگیا چپر کھٹ مین گر پڑی قمر النسا اور خواصون نے جلد جلد گلاب کیوڑہ چھڑک کر اوٹھایا جب کچھ ہوش آیا تو فرمایا مصنف عاشق کا دل زار ستانا نہین اچھا ٭ اے ہمنفسو مجھکو جگانا نہین اچھا قمر النسا نے عرض کی حضور گلزار کی بہار اور روشنی کی کیفیت تو اب دیکھنے کے قابل ہے آپ ذرا دل کو سنبھالیے اس رنج والم سے کیا حاصل ہے غرض قمر النسا نے شہزادی کا ہاتھ پکڑ کے اوٹھایا اور برآمدے مین کرسی جواہر نگار پر لا بٹھایا موتی محل عجب تکلف کا مکان رفیع الشان تھا کہ اسمین بجاے سنگ لعل بدخشان یاقوت کی اینٹین لکڑی کی جگہ شاخ مرجان بجاے آہن سیم او سپر طلائی ملمع تھا سارا مکان مرصع تھا جا بجا خوشہاے دردانہ لٹکتے تھے استرکاری زمین مین انجا کے چونے کی تھی ڈریکیا سفال کے بدلے ٹھوکرین کھایا کرتے تھے اسی واسطے موتی محل نام تھا واقعی اسم بامسمے تھا شام ہوتے ہی روشنی کا ٹھاٹھ ہوا وحشیون کا دل اوچاٹ ہوا اودھر ماہ تابان فلک پر نمایان ہوا ادھر لب نہر اور ہر روش پر کہ لالٹینین قد آدم دو دو چار چار قدم پر نصب تھین روشن ہوئین ہر درخت فیضان روشنی سے سرو چراغان ہوا ہر شجر بلکہ تمام باغ چراغ کی روشنی سے کرۂ نور ہو گیا شہزادی کا جمال جہان آرا ایک عالم کو تجلی طور ہو گیا روشنی کی کیفیت دیکھکر غنچہ و گل فرط انبساط سے پھول گئے مرغان آبی تڑپ کر باہر نکل آئے پرند جانور درختون پر بسیرا لینا بھول گئے قمر النسا نے محل مین سامان جشن کیا فراشون نے سقفی اور فرشی جھاڑون مین شمعہاے کافوری کو روشن کیا رنگین شیشہ آلات سے تمام انجمن کو غیرت گلشن کیا تمام جھاڑ کنول جھاڑ ہانڈیون دیگون مین خدا جھوٹھ نہ بلوائے تو پانچ لاکھ شمعین روشن ہوئین قد آدم آئینون مین تختہ لالہ پھولا مرغ نگاہ

اوس محفل مین آکر پرداز بھولا اہل حرفہ سب کام چھوڑ کر اوسی طرف دیکھنے لگے شہر والون کو دھوکا ہوا
کہ موتی محل مین آگ لگی تماشائی متحیر ہوے باشندگان دہلی کو پھول والون کی سیر یاد آئی خوشی
سے پھول گئے اہل لکھنؤ ایسے محو ہوے کہ حسین آباد کی روشنی بھول گئے اوس روشنی کے آگے
چاند ماند ہوا چمک دمک کی سب حقیقت گرد ہوگئی گرمی شعلہ کے حضور چاندنی پر اوس پڑی اوس پہ
چاندنی سرد ہوگئی پروانون کے باہر ہی باہر پر جلے شمع تک نہ رسائی ہوئی سمندر گھبرا کر نہر مین ڈوب گیا
کیا قدرت کبریائی ہوئی اس عرصے مین کسی نے خبر دی کہ محمود حاضر ہے یہ سنتے ہی ملکہ حسن افروز
کا فرط سرور سے کلیجا پھٹنے لگا گھبراہٹ سے دم اولٹنے لگا قمر النسا سے فرمایا بیساختہ زبان پر آیا
کہ ارے خدا کے لیے لوگون نے غل کیون مچایا ہے میرا مغز کھایا ہے خیر تم اس شر کو یہان سے
رفع کرو مجھے خفقان ہوتا ہے لہذا ان سب کو یہان سے دفع کرو قمر النسا اگرچہ ذی شعور تھی کنواری
تھی مگر بہت دور تھی ایماے ملکہ سمجھ گئی خواصون کو نکال دیا ہر ایک کو بہانے سے ٹال دیا جیا اور
قمر النسا اور فقط ایک خواص ملکہ کے پاس ہی اوس پر بھی ملکہ بجواس ہی آتش عشق سینے مین بھڑک رہی
تھی عندلیب روح قفس تن مین پھڑک رہی تھی زار زار آنکھون سے آنسو جاری تھے سکتہ کا عالم تھا ہجوم اندوہ
والم سے ساکت دم تھا کبھی امید وصال تھی کبھی یاس چہرہ اوداس طبیعت پرملال حال پریشان تھا
اور جوش جنون مین یہ شعر ورد زبان تھا حضرت غالب مدظلہ العالی کہتے تو ہو تم سب
کہ بت غالیہ مو آئے ٭ یک مرتبہ گھبرا کے کہو کوئی کہ وہ آئے ٭ پہلے تو بہت ضبط کیا مگر نہ سنبھلی غش
آگیا بیٹھے بیٹھے گر پڑی بدن سنسنا گیا اس عرصہ مین آرام دل محل مین تشریف لایا قمر النسا نے
صورت دیکھتے ہی درود پڑھا صل اللہ علی زبان پر آیا آرام دل اپنے آرام دل کا یہ حال دیکھکر سراجان
سے نثار ہوا فرط محبت سے بیقرار ہوا اور دوڑ کر ملکہ کے قدمون پر گر پڑا تلوون سے آنکھین ملنے لگا
روتے روتے ہچکی بندھ گئی دم سا نکلنے لگا سبحان اللہ کیا محل اور کیا وقت ہے گل وبلبل کا وصال ہے
نرگس چشم عاشق زار پاے نازک دلدار سے پائمال ہے مگر عاشق کی جان کو یہی سخت عذاب ہے کہ
نہ ہجر مین چین نہ وصل مین آرام آغاز کا تو یہ انجام ہوا اب دیکھیے کیا ہو غرض عاشق کی مٹی خراب ہے
سر معشوق پاے عاشق پر دیکھا عشق نے ترک ادب سمجھا شہزادے کے دل مین چٹکی لی چونکا پا
ملکہ حسن افروز کو ہوش آیا سر جو اوپر اوٹھایا سر دلدار اپنے پانون پر پایا آہستہ سے بلائین
لے لین اور اوٹھکر مسند پر ہو بیٹھی از سر نو دل وجگر سے ہاتھ دھو بیٹھی شعر عشق نے جادو
کیا بیتاب ومفتون ہو گئی ٭ پہلے لیلی تھی اب وس مجنون پہ مجنون ہو گئی ٭ قمر النسا نے

آرام دل کو نخلخہ سونگھایا بارے ہوش مین آیا اوٹھہ بیٹھا مگر اوس گلستان رعنائی غنچہ
لبستہ بوستان زیبائی کو دیکھکر مثل تصویر بیچین و حرکت ہوگیا شبنم زلف معنبر سے سرمست ہوگیا
چشم میگون کی دید سے سرشار ہوا خمار بادۂ جنون کا اقرار ہوا **مصنف** زہر چڑھا صید بلا ہوگیا
دیکھی دیکھتے کیا ہوگیا ٭ ملکہ **حسن افروز** نے کہا کیون صاحب آپ کون تھے جو پرائے
مکان مین بے اجازت تشریف لائے کیا سمجھے کہ بے تکلف چلے آئے **آرام دل** نے
کہا کہ میری جان کس دل سے کہتی ہو اور کس رخ سے کہتی ہو کیا اپنی آرام دل سچ کہتی ہو اتنا کہکر ضبط نکرسکا
پھر قدم پر گر پڑا ملکہ **حسن افروز** بھی بے خود ہوگئی ہم آغوش ہوکر رونے لگی پیرہن یار آنسوؤن
سے بھگونے لگی ایسی روئی کرنا توانی سے غش آگیا **مصنف** واہ رے عشق خوب کام کیا ٭ دو ہی
باتون مین بس تمام کیا ٭ قمر النسا حال زار دونون عاشق بیقرار کا دیکھکر بیتاب ہوگئی دل بھر آیا



زار زار رونے لگی دونون عاشقان صادق کے گرد پھر پھر کے نثار ہونے لگی دیر تک یہی حالت
طاری رہی سب کو بیقراری رہی آخر قمر النسا نے اپنی آنکھون سے آنسو پونچھکر دونون شیفتہ یکدگر
عاشقان سوختہ جگر پر گلاب چھڑکا کیوڑے کا چھینٹا دیا اوسکی زلف کی بو اوسے سونگھائی اوسکی
کاکل اوسکے رخ پر گرائی دونون نے لخلخون کا کام کیا **آرام دل** کو ہوش آیا یہ شعر زبان پر لایا
علم فرد للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست ٭ آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید ٭ ملکہ **حسن افروز**
نے بھی آنکھہ کھولی اور بے قرار ہوکر بولی **شعر** ستا کے مجھے دل کھول کے رو لینے دو ٭ ہے مسیحا
تو یہان جی بھر کے مجھے کھو لینے دو ٭ قمر النسا نے کہا بیگم خدا کے واسطے رونا موقوف کرو بس خوشی کا

اونا رچکین اب زخم دل مرہم وصال سے بھرو آرام دل نے کہا صاحب اب جو ہو سو تو ہمارا
ہی حلوا کھاؤ تحسین کہا ہے انکو کی قسم ہے کو میٹھا جواب کچھ نعم والم خاطر مین لاؤ غرض ہزار دشواری
آرام دل اور قمر النسا نے ہاتھ پکڑ کے اوٹھایا طاقت جسم مین کہان تھی گاؤ تکیے سے لگا کر
بٹھایا آرام دل نے ملکہ کے دل بہلانے کے لیے اپنا قصہ آغاز کیا پہلے تذکرہ وفاداری محبوب جانی
کیا پھر تاریخ روانگی وطن تا روز ملاقات تمام سرگذشت رنج و محن ملک و اراب مین پریون کا لیجانا
اور حال شادی کا صنوبر شہزادی کی پھر اوسی بیابان مین آنا پھر ملکہ سیمتن پری کی ملاقات پھر اس
ساحرہ کے ساتھ گذری ہوئی واردات سب بیان کی قمر النسا نے کہا بس حضور اب ان باتون کا
کیا مذکور ہے مثل برگذشتہ صلوٰۃ یہ کہیے کہ خدا نے بڑی مشکل آسان کی ملکہ حسن افروز پہلے تو
چپکی بیٹھی سنا کی پھر قمر النسا سے کہنے لگی کہ ابھی مشکل کہان آسان ہوئی ہے ابھی تو دل کو بڑا قلق
ہے کہ وہان کا تعلق لاحق ہے وہ دو دوست دار مدار ہین باہم شادی کے اقرار ہین واللہ ایسا بھی
بے وقوف دنیا مین کوئی نہو گا کہ والدین نے جو شادی نہ کی تو گھبرا کر اپنا ملک چھوڑا انھین کا
بیان ہے کہ کیسی کیسی ذلت اوٹھائی صدمے کھینچے محنت اوٹھائی سلسلۂ الفت رشتۂ نکاحت
سب سے توڑا خوبرویون سے اخلاص جوڑا پھر جو خدا نے شادی کا سامان کیا تو صنوبر کی آشنائی
کی خبر سنکر جل گئی جامے سے باہر نکل گئی اوس بیچارے پر کیسا کیسا گمان کیا وہان سے تو زرد رو
آئے پری کو جو دیکھا سایہ ہو گیا دیوانے بنگئے اوس سے منہ کالا کیا جان کی خاک چھان سکے اب
یہان سرخرو آئے بھلا پھر ایسون سے دل لگانا اپنا اچھا بھلا چنگا جی کڑھانا آپ کو بیٹھے بٹھائے
جنجال مین پھنسانا کڑھنی اوٹھانا کیا ہے جب اورون سے بے وفائی کی تو ہمین آپ سے
کب امید وفا ہے بس صاحب میرا سلام ہے آپ کا تو یہی کام ہے اب آپ ہماری صحبت کے
لائق نہین معلوم ہوا اوٹھائی گیرے ہین عاشق نہین اپنے مطلب کے آشنا ہین ناحق وفا کا
نام بدنام کرتے پھرتے ہین حقیقتاً بے وفا ہین دغابازی آپکا کام ہے عاشقی معشوقی کسکا نام ہے آپکو
صنوبر شہزادی مبارک ہو سیمتن پری کے ساتھ شادی مبارک ہو مین بیچاری مصیبت کی ماری
بے نشاط و دور از نشاط و انبساط دلتنگ بدرنگ چھپکے نیچے کیا جانون وہ جگ سلامت رہے
اب تو بارہ ہین دس نہین اٹھارہ ہین بھلا اب مین کس گنتی مین ہون یہ چالین میری بلا جانے
اوس سے کہو جو سچ مانے ؎ مردون کے کلام بیڈھب ہین ؛ بیوفا و مفتری سب ہین ؛
آرام دل نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا یہ قصہ بیڈھب ہوا رند نظر آتا ہے وہ بیزار خدا خیر کرے

بیٹھ گئی پھر نظر یار خدا خیر کرے ٭ کہنے لگا صاحب حضرت غالب عشق مجھکو نہین وحشت ہی سہی
میری وحشت تری شہرت ہی سہی ٭ قطع کیجے نہ تعلق ہمسے ٭ کچھ نہین ہے تو عداوت ہی سہی ٭
ہم کوئی ترک وفا کرتے ہین ٭ نہ سہی عشق مصیبت ہی سہی ٭ ہم بھی تسلیم کی خو ڈالین گے ٭ بے نیازی بھی
تری عادت ہی سہی ٭ پھر عرض کی کہ صاحب بھلا دیکھو تو ہمنے تمھاری جستجو مین کو بکو خاک چھانی سب
لوگ سمجھاتے رہے خاطر آشفتہ بہلاتے رہے مگر ہمنے کسیکی نہ سنی ایک نہ مانی آپ کی طلب وصال مین اپنا
برا حال کیا سلطنت اور حکومت کا کچھ نہ خیال کیا اگر ہمین شادی سے فقط خانہ آبادی مدعا ہوتا
اور آپ سے دل نہ لگا ہوتا تو صنوبر شہزادی کیا تھی اور سمتین مالزادی کیا تھی ہم اپنی شادی اور
جگہ کر لیتے لیکن یہ خدا تم بھی کیا بشر ہو دل مین کیا کیا بدگمانی ہے کہان کا قصہ کہان کی کہانی ہے
بیان صاحب پھر کیون سنو کہ شادی ہمین کی ہو ہو سخت جگر ہو ملکہ حسن افروز نے کہا واہ کیا احسان
جتاتے آئے ہین ماشاء اللہ بگڑی بات کو بنانے آئے ہین صاحب کس نے کہا تھا کہ ملک فارس مین
جاؤ کون ہاتھ پاؤن پڑا تھا کہ خدا کے لیے تم یہان آؤ قمر النسا نے کہا کہ بیگم عجیب سیر ہے ان باتون
سے کیا حاصل کچھ آپکو خیر سے جانے دیجیے دور کیجیے باہم صحبت عیش و نشاط کرکے شہزادے کا
دل شاد اپنا دل مسرور کیجیے یہ کہکر صراحی آب آتشین کی اوٹھائی اور ایک جام لبریز کرکے آرام دل
کے سامنے لائی شہزادے نے ساغر شہزادی کے منہ سے لگایا ملکہ حسن افروز نے جھنجھلا کر ایک
ہاتھ اس زور سے مارا کہ وہ جام آرام دل کے ہاتھ سے گر پڑا اور بگڑ کر فرمایا کہ نہ ہمنے کبھی شراب
پی اور نہ ہم اسکے عادی تمکو شوق ہے تم پیو مگر للہ ہمسے نہ بولو ہمین نہ ستاؤ جنکے ساتھ پہلے شراب
پی چکے ہو انھین کے ساتھ پیو وہین جاؤ سید محمد خان رند ہوا کیا جاہ سے حاصل
نہ جاہ ہو گے تو کیا ہو گا ٭ ملا یہ کچھ محبت مین خفا ہو گے تو کیا ہو گا ٭ مجھے حاصل ہوا کیا آپ کے دلبر
بنانے سے ٭ اگر اورون کے اب تم دلربا ہو گے تو کیا ہو گا ٭ جلانا اور رولانا ہر گھڑی ہر بات پر لڑنا
یہ پائی وصل مین لذت جدا ہو گے تو کیا ہو گا ٭ آرام دل یہ غضب بیمحل تیوری پر بل پڑا دیکھکر
اور کمان ابرو کو چلہ غضب چڑھا دیکھکر سہم گیا اوس گوشہ نشین پردہ عصمت کی ناخوشی کا حقیقتاً وہم ہوا
بے قرار ہو گیا تیر غم کلیجے کے پار ہو گیا بسمل ہو کر قدمون پر گر پڑا عفو تقصیر چاہنے لگا درد دل سے کراہنے
جب بے قراری از حد طاری ہوئی تو ملکہ حسن افروز نے اوس شوریدہ سر کا سر اوٹھایا اپنے
گلے سے لگایا بیقرار ہوئی معشوق مست ناز اور عاشق جانباز پر جان و دل سے نثار آخر اوس شک خوردہ
نے قصور اوس بخود دور از سرور کا بدل معاف کیا غبار دل رو کے دھویا آئینہ خاطر کو کدورت سے

صاف کیا قمر النسا نے ایک اور جام دافع رنج و آلام آرام دل کو بھر کر دیا شہزادے نے
ملکہ کو تو نہ پلایا مگر اوسکے دست نگارین سے آپ پیا پھر تو ایسی صحبت کیفیت ہوئی کہ
مثل گردش ایام چکر مین آیا کشتی می کی ہوا بندھی زاہد خشک بھی وجد مین آ کر چلایا
ذوق محفل مین شور قلقل مینا سے ل ہوا * لا ساقیا شراب کہ توبہ کا قتل ہوا
اور دل کی بیقراری دیکھیے کہ ملکہ حسن افروز سی حور منظر شہزادی جسکی سطوت عفت اور حیا کے
سبب صبا بھی اوسکی آستانہ بوسی سے محروم اور جسکے حسن و جمال کی آفاق مین دھوم جسکا غمزہ و ناز
زاویہ چشم مین دلہاے آشفتہ کا کمین ساز اور جسکا گوشہ ابرو جانہاے مجروح کی غارتگری کے لیے
خدنگ انداز جسکے کوچۂ زلف مین بسبب نارسائی کے دلہاے عشاق کی راہ آمد و شد گم اور جسکی
مستی چشم کے دور مین زاہد شب زندہ دار کو محراب نماز پاے خم جسکے سراپردہ عصمت مین اشک بھی
ایک طفل بیگانہ اور جسکے سمند ناز کو خود نگاہ گرم اوسکی تازیانہ وہ شہزادی اور آرام دل سے اس
بے تکلفی کی ملاقات کرے جسکو کبھی نہ دیکھا ہو اوسکے دیدار کی یہ تمنا ہو اور اوس سے یون بات کرے
شعر جسکو جو چاہتا ہے دیتا ہے * کیا تری شان کبریائی ہے * الغرض آرام دل و حسن افروز
محبت مین یکدل تھے وہ جو اوسکا عاشق تھا وہ اوسی کا معشوق تھا جو جسکا طالب تھا وہی اوسکا
مطلوب تھا غرض دونون کے عشق کامل تھے مگر چونکہ آرام دل بشدت چالاک بہت ہی بیباک
تھے اسلیے ملکہ حسن افروز نے قمر النسا کی زبانی شہزادے کو سنا دیا بخوبی سمجھا دیا کہ جب تک موافق
حکم خدا و رسول شادی سے فراغ حصول نہو میرے وصال کے لیے خاطر مبارک ملول نہو ہر روز تھوڑی
سی ملاقات ہو جانا دونون کے لیے کافی اور بس ہے یہ ہنسنا بولنا کیا کم ہے جو زیادہ ہوس ہے
آرام دل کو بھی یہ بات پسند آئی یہی عہد باہم ہوا سلسلۂ اشتیاق زیادہ تر مستحکم ہوا فقط ہنس بول
لینے پر راضی ہوا خواب و خیال احوال ماضی ہوا پھر محمود کو طلب فرمایا وہ آیا دونون کے حضور
مین آداب بجالایا ملکہ حسن افروز نے اشارہ کیا قمر النسا نے اپنے گلے کا نولکھا ہار اوتار کے
محمود کو پہنایا آرام دل نے ایک جفت نورتن اور مالاے مروارید اور ایک ولایتی خاص اپنی
کمر کی محمود کو عنایت کی پھر آرام دل نے ملکہ حسن افروز سے کہا کہ اب مین تمھارے والد کی
ملاقات کو جاؤن یا نہ جاؤن اور اگر جاؤن تو حرف مطلب زبان پر لاؤن یا نہ لاؤن ملکہ نے کہا
صاحب اونکو تمھارا حال معلوم ہو چکا ہے بہر حال چلنا مناسب ہے مگر کسی امر کی درخواست
میرے نزدیک نامناسب ہے بس سیدھی سیدھی ملاقات کرنا اگر پوچھین تو بات کرنا محمود نے

کہا حضور جو کچھ ارشاد ہوا بہت بجا ہے مگر میرے نزدیک صلاح یہ ہے کہ پہلے شہزادۂ عالم خاکسار کے غریب خانے پر تشریف لے چلیں اور وہان سے بخدم و حشم آکر عین دربار مین حضور سے ملاقات کرین آرام دل اور ملکہ حسن افروز کو محمود کی راے بہت پسند آئی یہی صلاح قرار پائی فلک کجرفتار ہمیشہ دلکے درپے آزار ہے خصوصاً عاشق و معشوق کا دشمن جانی ہے انکا ملنا باہم بیٹھنا غنچۂ دل اہتزاز نسیم سے کھلنا اس چرخ کو بار ہے غرض انھین باتون مین تھے کہ موذن کی اذان کان مین آئی صبح نے الفجر الفجر کی دھوم مچائی صبح کی وردی بجی خروس ناخروس بیدار باش پکارا توپ کی آواز نے دلون کو ہلا دیا ملکہ حسن افروز کا رنگ فق ہوا مثل سحر سینہ شق ہوا گھبرا کر کہا

مصنف کیا جلد ہو گیا شب وصلت کا اختتام ٭ اے چرخ کینہ جو ترے احسان کے نثار ٭

غرض آرام دل اوٹھا محمود کے ساتھ چور دروازے سے نکلکر اوسکے مکان کی طرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر منتظر نمود سحر رہا ٭

دربار سلطانی مین تشریف لیجانا آرام دل کا پھر موتی محل مین آنا او جذبۂ دل صنوبر بسمل سے بعد دس فید دیو شہزادہ کا ملک داراب مین جانا شہزادہ سیاہ فام سے لڑنا اور اوسکو بھگانا

ساقیا اب ہی رزم کا ہنگام ٭ دے مجھے ساغر مے گلفام ٭ ہے زبان میری تیغ جوہر دار ٭ خامہ میرا ہے رخش تیز خرام ٭ لب ساغر ذرا لگا اوسکو ٭ دیکھہ پھر آبداری صمصام ٭ رکھکے اسپ قلم و دست ہے آلود ٭ دیکھہ توسن کی میرے تیزی گام ٭ راقمان کوائف جدال و محرران ماجراے قتال سمند باد رفتار قلم کو عرصۂ کارزار بیان مین یون گرم عنان کرتے ہین کہ جب نیزہ باز فلک یعنے آفتاب خطوط شعاعی کے نیزہ لیکر نکلا اور شہنشاہ کجکلاہ ماہتاب تاب مقابلے کی نہ لاکر قلعۂ مغرب مین حصاری ہوا لال کرتی کا رسالہ بحکم ملکہ مہر سیما محمود باوفا کے مکان پر حاضر ہوا آرام دل پوشاک شاہانہ زیب بدن کر سمند تیز قدم پر سوار ہوا گرد و پیش مین وہ پیادہ بارہ ہزار سوار کا حصار ہوا تمام شہر مین یہ خبر مشہور ہوئی ملکہ دو مکلہ ہوئی کہ شہزادہ آرام دل جس سے شہزادی کی نسبت ٹھہری ہے آج تشریف لایا اب شادی ہوگی یہ سنکے ہر شخص پھولا نہ سمایا اثناے راہ مین محمود نے ہزار ہا اشرفیان اوس شہنشاہ کشور خوبی پر نثار کین دیوان خاص

تک پہونچتے پہونچتے کئی لاکھ لٹادین طبیعت درپے اختصار ہے اسلیے ایک ہی فقرہ لکھا ہے
زیادہ طول کرنا ناظرین کو ملول کرنا ہے خلاصہ کا آرام دل بکروفر بسیار داخل دربار شاہی ہوا
غلغلۂ حسن وجمال وہیں نیراوج اقبال کا ازماہ تا ماہی ہوا لال پردے کے قریب پہونچتے ہی وہ
سرخرو یعنے شہزادۂ خوشخو گھوڑے پرسے اوترا خاص بردار اور چوبدار آگے ہوے نقیب باآواز بلند
پکارے کہ شہزادہ عالم پناہ سلامت رسالے کے دستے تنے پرا باندھکر سلامی دی آفتاب نے
فلک پر ماہی مراتب صدقے اوتارے آسمان نے سورج مکھی دکھائی خواصون نے مہتابی لگائی عمدہ
امرا اور مصاحب شہزادے کو بیچ میں کیے ہوے پیچھے پیچھے محمود وفادار عرق حیا میں نہائے ہوے
دیوان خاص میں تخت شاہی کے قریب پہونچے بادشاہ نے وزیر اعظم کو استقبال کے واسطے
بھیجا وزیر حسب دستور کورنش بجالایا اور شہزادے کا قدمبوس ہوا بادشاہ کہ پہلے ہی شہزادے کے
آنے سے آگاہ ہوچکا تھا جب آرام دل نزدیک پہونچا صورت دیکھتے ہی محو دیدار ہوا یہ قدرت کا
نمونہ پایا وہ تصویر تو نقل تھی اصل کو جو دیکھا اصل تو یہ ہے کہ اوس سے بھی دونا پایا داماد فرخ نہاد کا
عاشق زار ہوا بیقرار ہوکر گلے لگانے کو دونوں ہاتھ بڑھائے آرام دل دوڑکر قدمون پر گرا بادشاہ
نے اوٹھاکر کلیجے سے لگایا برابر بٹھایا آرام دل نے سلسلۂ تقریر کو وا کیا تقریر مسلسل گفتار بے بدل
لطیفہاے ضرب المثل نکتہ ہاے برمحل اشعار برجستہ اور مضمون ہاے نوبستہ سے ہر ایک کو شیدا کیا
بادشاہ نے علم میں آزمایا کچھہ سوال وجواب درمیان آیا کسی طرح اوس کھرے کو کھوٹا نپایا ہر طرح
سے بادشاہ کو جواب شافی دیا اگر دوسرے نے پوچھا اوسے فوراً بند کیا شاہ نے طرز گفتگو اور طرز تقریر
سخن نہایت پسند کیا دلشاد اور خرسند ہوا جذبۂ محبت ایک سے دہ چند ہوا لڑکی کی خوش نصیبی
سے شکر خدا کیا فرض سے ادا ہوا دوگانۂ شکر ادا کیا پھر دربار برخاست کیا اور شہزادے کو موتی محل
مین رہنے کا اور دربار مین روز حاضر ہونے کا حکم دیا آرام دل بادشاہ سے رخصت ہوکر موتی محل
مین آیا سب حال ملکہ سے کہہ سنایا ملکہ کا دل مسرور ہوا دل کی مراد ملی صدمۂ فرقت کی خاطر خواہ
دادملی رنج والم دل سے دور ہوا پھر تو مدام یہ دستور ہوا کہ سر شام ملکہ گل اندام مانی اور قمر النسا کے
ساتھہ شہزادے پاس آتی شب بھر دل لگی اور مذاق تفریح طبع کے حرف وحکایات سے دل بہلاتی
پو پھٹتے ہی وہ جگ ٹوٹتا سرہنگ صبح وہ سب سامان عیش لوٹتا سر شام پھر وہی گھڑی آتی عروس
شب مجلس جاتی شہزادہ بھی دم سحر دربار مین جاتا گھڑی دو گھڑی بیٹھکر پھر آتا غرض مدام عیش و
نشاط مین مصروف ہوے ہجر کے جھگڑے قصے گلے شکوے موقوف ہوے شب وروز عیش و

عشرت کے جلسے ہونے لگے تخم محبت مزرعۂ دل مین بونے لگے اسی طرح ایک مدت گذر گئی معشوق
بے گلعذار رہا یا خوشی سے بہلا نہ سکا یا معشوقون کو کبھی خیال نہ آیا آخر آہ عاشق کہان تک بیکار
جاے دیکھیے کبھی نہ کبھی اثر اپنا ضرور دکھا اسے محبت کا دل پر اثر ہو دل دلبر عیش و عشرت مین بیچ دل
عاشق سے ضرور باخبر ہو غرض ایک دن آرام دل بالاے بام نہر کی سیر کر رہا تھا بیٹھے بیٹھے کچھ
اوس نیم بسمل ہدف خدنگ محبت یعنی صنوبر سوختہ جگر خستۂ عشق کے گھائل کا خیال آیا بیچین ہو گیا
کمال غفلت پر زوال آیا یہ سچ ہے جسے کمال ہے اوسکو زوال ہے پیدا یہ عشق کی لذت سے
تو خوب آگاہ تھا مجروح سنان آہ تھا گھبرا کر اوسی عمل بے بدل سے سفید دیو کو بلایا وہ مع فوج اپنی
حاضر ہوا شہزادے کا جاہ و جلال حشمت و اقبال دیکھکر بہت خوش اور شگفتہ خاطر ہوا الصمد تعظیم
آداب بجالایا آرام دل نے فرمایا کہ تو ابھی ملک داراب مین جا اور تحقیق کر آ کہ صنوبر شہزادی پہ
اوس زنگی شہزادے کے سبب سے کیا گذری کیا واردات ہوئی رخصت کے باب مین کیا
بات ہوئی دیو بموجب ایماے شہزادہ ملک داراب مین گیا اور سب حقیقت دیکھکر پھر آیا التماس
کیا کہ شاہ داراب اور اوس خانہ خراب یعنی پدر شہزادۂ سیہ فام مین جنگ عظیم درپیش ہے بادشاہ
کو بڑا تفکر ہے نہایت پس و پیش ہے یہ سنتے ہی آرام دل بیقرار ہو گیا اوسیوقت جانے کو
طیار ہو گیا نشۂ جوانمردی سے بیخود ہو کر جھومنے لگا کبھی قبضۂ شمشیر کبھی بازوے قلعہ گیر چومنے لگا
سے تیغ ابرو نے سیکڑون بل کھائے ترک چشمون نے دل کے تیرے اوٹھائے کف منہ
سے جاری ہوا غضب کا عالم طاری ہوا آخر اوسی حالت غیظ مین سفید دیو سے فرمایا کہ مجھے ملک داراب
مین پہونچا دے دیو نے حسب الحکم شہزادے کو اپنے کندھے پر بٹھایا نسیم لکھنوی موند کر آنکھ کہا تو
موند لی آنکھ پھر کھول آنکھ کہا تو کھول دی آنکھ طرفۃ العین مین شہزادے نے آپ کو اوسی تنگ محل
مین پایا پھر سفید دیو سے فرمایا کہ جلد ایک گھوڑا لا وہ گیا اور سمند برق دم اصطبل شاہی سے چنکر لایا
آرام دل نے دیو کو رخصت کیا اور آپ پانچون ہتھیار درست کر کمر ہمت چست کر گھوڑے پر
سوار ہوا اور رزمگاہ کی طرف گھوڑا پھینکا اب سنا چاہیے کہ جب مخالف نے زیر شہر پناہ اپنی فوج
کو حرب و ضرب سے آراستہ کیا تھا اور بادشاہ نے وزیر اعظم کو خلعت سپہ سالاری سے سرفراز
فرماکر مقابلہ عدو کا حکم دیا تھا وزیر نے اپنی تدبیر سے باہر شہر کے مورچہ لگایا تھا ہر ایک کی شمشیر کے
جوہر دیکھتے تھے جوانان شیر افگن کو آزمایا تھا اسی طرح ہر روز لڑائی ہوتی تھی شام کو دونون
لشکر تھک کر دم لیتے تھے صبح کو پھر زور آزمائی ہوتی تھی ایک شب شاہ بد خو جنگجو نے موقع وقت

اور ہنگام فرصت پاکر اپنی فوج مین سے دس ہزار جوانون کو منتخب کیا اور اوسی گروہ
نے کمند کی راہ اون کو شہر مین اوتارا یعنے شب خون مارا شہر مین ہر طرف غوغا ہوا
کہ قیامت کا سامنا ہوا حشر برپا ہوا لوہا برسنے لگا ایک عالم تہ تیغ خون آشام ہوا جسنے اوس
ہنگامہ مین ذرا چون وچرا کیا یا ہاتھہ پانون ہلاکر کچھہ جواب دیا اوسکا وہین کام تمام ہوا کسی کو
دم لینے کی فرصت نہ ملی ہوش وحواس جاتے رہے تلوار اوٹھانے کی مہلت نملی وزیر کو جو یہ
خبر معلوم ہوئی پانچ چار رسالے اور لیئے ہزار پیادے لیکر چڑہ دوڑا آتے ہی اونکا محاصرہ کر لیا
تلوارون کی باڑہ پر دھر لیا تیغ دو دم لیکر غول مین کودپڑا خون کی ندی اور نالے بہاکے خوب
لڑا آخر کسی ملعون کے ہاتھہ سے زخم کاری لگا غش آیا گر پڑا گرتے ہی لوگون نے اوٹھا لیا ہاتھون
ہاتھہ محل مین پہونچایا سردار جو گرا تمام فوج کے دانت کھٹے ہوے منہہ پھیرا لیکن سوارون نے کام کیا
بہادری مین اپنا نام کیا گھوڑے ڈپٹا ڈپٹا کے اون موذیون کو غازیون کی ٹاپون مین کچل
ڈالا خوب دل کا بخار نکالا جو بچکر بھاگے اونپر نیزے لگائے پستول قرابین تول تول کے مارے نشانہ
لگانے کے فن دکھائے غرض خوب دل کیا ایک ایک کو جہنم واصل کیا بادشاہ وزیر کے زخمی
ہونے سے تیغ غم والم کا گھائل ہوا نہایت شکستہ دل ہوا طبیعت کو پریشانی ہوئی عقل کو سرگردانی
ہوئی حریف کے مکر ودغا پر کمال غصہ آیا غضب سے بدن تھرایا صبح بھی نہونے پائی تھی کچھہ رات باقی
تھی کہ اوسی دم زرہ بکتر خود چار آئینہ سے آراستہ ہوکر فیل مست پر سوار ہوا رزمگاہ مین آتے ہی
طبل جنگ بجوایا سوتون کو جگایا لڑائی ہونے لگی زور مندون مین طاقت آزمائی ہونے لگی بارود
سے مقابلہ ہوا جنپر نیند غالب تھی اونھین خواب مرگ مین سولایا فوج نے بڑا دل کیا کہ ہزارون
کو جان سے مارا صدہا کو گھائل کیا مصنف چنگاریان تیغون سے اوڑائین کیفیتین جنگ
کی دکھائین ÷ جھک جھک گئی گاؤ کی کمر بھی ÷ رک رک گیا چرخ کینہ ور بھی ÷ مرتے مرتے مخالف کی
فوج پراگندہ ہوئی دونون طرف قیامت کا شور ہوا وہ روز گویا روز رستخیز تھا اودھر کی تلوارین گر گئین
ہاتھون سے گر گئین ادھر کا لوہا تیز تھا آخر ایک زنگی نہایت زبردست قد وقامت مین مثل فیل مست
بدشکل دیو بچا شاہ بدنہاد کا بھائی صورت مین قصائی شہزادہ سیہ فام کا چچا گرز گرانبار ہاتھہ مین
لیے کودتا اوچھلتا میدان مین نمودار ہوا اوسکی دہشت سے اگلی فوج کے چھکے چھوٹ گئے خائف
اور ترسان ہر پیادہ اور سوار ہوا وہ مردود آتے ہی پکارا بڑی آواز سے گرجا للکارا کہ ہے کوئی ایسا
جو میرا مقابلہ کرنے آئے جسے اپنی جان عزیز نہو وہ مجھسے مجادلہ کرے ادھر تو اوسکے خوف سے

لوگون کا پہلے ہی دم نکل رہا تھا منہ پر مردنی چھائی تھی چہرے کا رنگ بدل رہا تھا مگر بحکم بادشاہ
افسران سپاہ اور بہت سے خان بہادر جان نثار بڑے بڑے طاقت دار چوسنا چیح منانال اوٹھانے
والے مردون کی ہڈیون پر چوب رنگ لگانے والے میدان مین جاتے ذرا گھوڑے کو ایڑ لگا کے چمکاتے
وو دویلہ کودا کے بچاے تلوار بھاگ آنے کی گھات لگاتے مگر وہ کب چھوڑتا تھا ایک ایک کو جنگ یار لیتا
پلاؤ قورمہ کا مزا چکھا دیتا غرض جو اوسکے سامنے چلتا جیتا پھر کے نہ آتا اسی طرح دوپہر ہو گئی ہزارون
نقشین اوس بدمعاش کے ہاتھ سے خاک و خون مین غلطان ہوئین رسالون مین ہل چل پڑی پلٹنین
ہراسان ہوئین بادشاہ یہ کیفیت دیکھکر گھبرایا اپنی فوج کے سردارون سے فرمایا کہ یہ طرفہ ماجرا ہے تعجب
عجیب مزا ہے جسے دیکھتا ہون ڈرا جاتا ہے بے مارے مرا جاتا ہے یہ سنکے فوج کے اور بھی پاؤن اکھڑ
گئے میدان مین جانے کے واسطے آپس مین تکرار ہوئی بحث کی گفتار ہوئی آستین پڑھا چڑھا کے
لڑنے لگے ایک نے کہا جناب بہت شیخی مارتے تھے ذرا بڑھ کے تلوار لگائیے اوسنے کہا مین تو بہت
لڑا اب آپ کی باری ہے جانا ہو تو جائیے نہین جگہ خالی کیجئے ہتھیار کھول دیجیے کس کام کی یہ چھری
اور کٹاری ہے غرض آپس مین خانہ جنگی اور رد و بدل ہونے لگی سوارون کی عجیب شکل ہوئی طرق کے
طرق رسالے کے رسالے بھاگنے لگے پیدلون مین کھل بل ہوئی کوئی درد کا بہانہ کر کے گھوڑے سے لڑھک
پیٹ پکڑ کے بیٹھ گیا کسی کو مارے خوف کے دست آنے لگے بڑے بڑے تیر انداز اور پٹے باز لڑنے
نہ بھڑے مگر خیمون کی ڈولیون مین سوار ہو ہو کر جانے لگے جوانمردون کو تیور پر تیور آنے لگے
مجروحان خنجر بیم سے دار الشفاء شاہی بھر گیا لڑائی کے نام سے لرزہ آیا خوف و ہراس سب کے دلون
مین اثر کر گیا غرض ہر شخص نے ہر بہانے سے مکتب فرار مین اوستاد خوف سے سر کنامہ کا سبق پڑھا
بادشاہ تنہا ہاتھی پر سوار رہ گئے جو دس پانچ سوار نمکخوار رہ گئے وہ ایک ایک کا منہ تکتے رہے کوئی
آگے نہ بڑھا بادشاہ حیران تھا کفک سے سر در گریبان تھا بڑے تردد مین تھا اوسے مشکل درپیش تھی [illegible]
کے داستہ مین تھا کہ آرام دل گھوڑا پھینکتا ہوا شہر کے دروازے سے نکلا بادشاہ ایک سوار کو کہ وہ
تنہا اوسی بنا ہوا اور میدان مین بےخوف و بیم آتا ہوا دیکھکر حیران ہوا سوچا کہ شاید مخالف نے دھوکا
دیکر شہر کے اندر کچھ فتور اوٹھایا ہے جو یہ سوار خبر دینے آیا ہے دل مین نہایت خوف سمایا زانو
پر ہاتھ مار کر تیر کی تمام شد و بان پر لایا فیلبان کو ہول کر چلنے کا اشارہ کیا کچھ تدبیر نہ بن آئی تو
بھاگنے کا ارادہ کیا آرام دل کسی طرف نہ متوجہ ہوا سیدھا تیر سا میدان مین جا پہونچا اور
مقابل ہوتے ہی اوس دیو بچہ سے مبارز طلب ہوا بادشاہ یہ کیفیت دیکھکر ٹھہر گیا اور

اوس جوان رشک غلمان کی جوانی پر افسوس کرتا رہا وہ ملعون توجیات پر لگا ہوا تھا کسی
مارنے خان سے کہاں مقابلہ ہوا تھا مرد بے ریشہ جو دیکھا لقمہ بے ریشہ تصور کر جھپٹا نسیم لکھنوی
بے ریشہ وہ طفل نوجوان تھا ٭ حلوا بے دودھ بگیان تھا ٭ پھر بڑھکر للکارا اور وہی گرز گاو سر
آرام دل پر اس زور سے پھینک کر مارا کہ اگر وہ اپنی اوستادی سے خالی نہ دیتا تو ہڈیان پسلیان
پیکر سرمہ ہوجاتین نیست و نابود ہوتا نشان زندگی مفقود ہوتا شہزادے نے گرز کی زد بچا کر اپنی
گھات لگا کر گھوڑے کو اوسی میدان مین گرد اوس شامت زدہ کے کاوہ پھیر النقطہ پرکار کیطرح
اوس زاویہ نشین دائرۂ اجل کو بیچ مین گھیرا ایسا گھوڑا پھیرا وہ چکر لگایا کہ غور کرکے جو دیکھا تو
ایک شے مدور موہوم سی معلوم ہوتی تھی خیال اور تصور سے بھی نہ مفہوم ہوتی تھی وہ ملعون جو محو
ہوا حیران ہوکر مینار کی طرح کھڑا رہگیا مجبور ہوا آرام دل نے کاوا دیتے دیتے گھوڑے کو دبایا
گھوڑا ابھر آیا وہ ملعون تھرایا پھر شہزادے نے گھوڑا جھپٹا کے اوس مردود کی پشت مین برچھا
مارا اور دھکا دیکر میخ کی طرح زمین سے اوٹھا لیا ایسا برچھا مارا کہ سینے کے پار ہوگیا وہ دوزخی
فی النار ہوگیا ع بود اسفل السافلین منزلش ٭ شاہ داراب ہاتھی پر سوار اوس رشک رستم



اور غیرت سہراب کی جوانمردی پر متحیر اور حیران کھڑا تھا دیکھنے والون کے ہوش تپان سے تھے فی الحقیقت
شہزادہ ایسا ہی لڑا تھا بادشاہ نے بفراست سمجھا کہ ہونہو یہی شہزادہ آرام دل ہی جسکی جستجو

اور جسکے دیدار کی آرزو تھی یہ وہی رشک ماہ کامل ہے الغرض آرام دل نے اوسکی لاش پھینک کر گھوڑا اوٹھایا ولایتی کمر سے کھینچ کر صاعقہ کی طرح خرمن زندگانی عدو پر جا پڑا گھوڑا کڑکا کے شمشیر برق تڑپا کے جب سوار پر ہاتھ لگایا خود سر سے سینے کے کواڑ توڑ کر استخوان کے زینے سے پشت زین پر اوتر آیا جب پیدل پیدل کے برابر آکر سر پر خنجر مارا اوسنے سر پر و کا مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوا ہر صغیر و کبیر برنا و پیر الامان پکارا مارتے مارتے خون کا دریا بہا دیا ہر ناپاک لڑائی کے بکھیڑے سے پاک ہوا دریا ے خون مین نہا لیا پھر تو اوسکی تلوار کی آبداری کے سامنے کائی سی پھٹ گئی شاہ روسیاہ کی قسمت اولٹ گئی سب اوسنے اور اعلے سوار اور پیادہ کچھ تو پیچھے اور کچھ آگے سرون پانوں رکھکر بھاگے جو بھاگے وہ تیر دو پیکر کے ہدف ہو نشانہ ہوے جو مقابل آئے شمشیر دو دم سے ملک عدم کو روانہ ہوے وزیر مارا گیا پیدل کام آئے شاہ کو اعراب دینے کا بھی سہارا گیا آرام دل اٹھا ہی ہاتھہ گھوڑا اوڑا کے شاہ کے روبرو لایا بادشاہ نے بھاگنے کا رخ کیا مگر پیدلون کی ہل چل سے خانہ فرار بند پایا ذرا جو توقف کیا شہزادے نے گھوڑے سے کود کر شاہ کا ہاتھہ پکڑ لیا سبحان اللہ عجیب واردات ہوئی کہ شاہ کو بھری بازی مین پیدل کی کشت مات ہوئی شاہ داراب اسکی جوانمردی اور چالاکی سے متحیر ہوا حیرت سے ششدر ہوا شہزادے کے قریب آیا ہاتھی سے اوتر کر گلے لگایا دست و بازو چومے پیشانی پر بوسہ دیا شہزادہ سیہ فام اپنی شکست اور اپنے باپ کو مقید دیکھکر مع فوج باقیماندہ و ہزیمت خوردہ اپنے ملک کی طرف بھاگا شاہ روسیاہ اوسکا باپ آرام دل کے ہاتھہ سے مارا گیا سر اوس خود سر کا تیغ دو پیکر سے اوتارا گیا جب مقصود دل حاصل ہوا بادشاہ مع شہزادہ مظفر و منصور قلعہ مین داخل ہوا دلربا نے جو شہزادے کو مضطر دیکھا صنوبر سوختہ جگر جذبہ دل کا اثر دیکھا بہت آداب سے جھک کر سلام کیا اور دست بستہ یہ کلام کیا کہ کیون حضور کچھ دل جلون کی بھی خبر ہے وعدہ وفا کیجیے گا یا یونہین دم دیجیے گا فرمائیے کیا مد نظر ہے آرام دل مسکرایا بیگم صاحبہ نے محل مین بلایا گلے لگایا کئی خوان زر و جواہر کے نثار کیے پھر بادشاہ باہر تشریف لائے دفتر خانے مین جا کر بخشی سے اہل سیف کی فہرست طلب فرما کر ایک قلم سبکے نام پر قلم کھینچدیا اور افسرون کے لیے قتل کا حکم سنایا آرام دل نے عرض کی کہ حضور غضب کرتے ہین بادشاہ بے لشکر گنبد بے در ہے اور ابھی تو صبح ظفر کی شام بھی نہین ہوئی چرخ در پے کین ہے عدو در کمین ہے ؏ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ٭ ابھی بڑا خطرہ ہے فوج کو موقوف نہ کیجیے بلکہ سردارون کی تعریف کر کے اونکو انعام اور خلعت دیجیے بادشاہ نے شہزادے کی

دانشمندی پر تحسین کی یہ رائے بہت پسند آئی اوسکی تدبیر پر آفرین کی پھر دربار عام کیا افسرون کی بڑھی قدر و منزلت کی اس فتح مین اونھین کا نام کیا ہر ایک کو علی قدر مراتب خلعت گران بہا سے سرفراز فرمایا اور سپاہیون کو بہت سا انعام دیا پھر نجومیون کو طلب فرمایا شادی کے واسطے اچھی ساعت دیکھنے کو ارشاد کیا اونھون نے پوتھی کو کھولا جنس وصال کو میزان قیاس مین تولا بعضون نے قرعہ پھینکا ہندسون اور شکلون کو ملایا پھر یکزبان عرض کیا کہ ایک برس شہزادے کا ستارہ ادبار گردش مین ہے ابھی وصلت بیجا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہزادہ بلند اقبال پھر غائب ہو جائینگے انکو ہر دم اپنی نظر کے سامنے رکھیے ان سے ایک لحظہ غفلت بیجا ہے بادشاہ نے انکو رخصت کیا اور فرمایا کہ صدق اللہ وکذب المنجم مگر شہزادے کو ہر دم پیش نظر رکھنے لگا اوسکے دیدار سے خرسند ہوا ایک دم علیحدہ ہونے نہ دیتا نجومیون کے کہنے کے مطابق کاربند ہوا

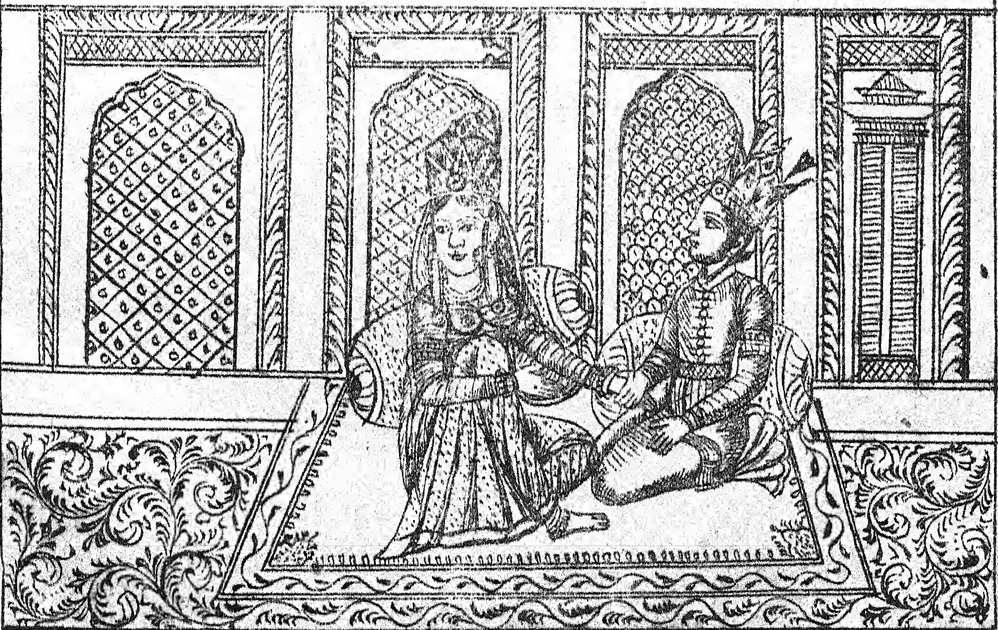
داستان ملکہ حسن افروز کا موتی محل مین آنا اور آرام دل کی جدائی سے بے قرار ہونا پھر آرام دل کا آنا اور ملاقات سے ملکہ کی خجل اور شرمسار ہونا

پلا ساقیا بادۂ ارغوان * کہ پھر بزم کی اک لکھون داستان * مرا یار از بس ہے نازک دماغ * وہی ہے مرے دل کا چشم و چراغ * جو ارشاد ہو وہ بجا لائیو * جہانتک وہ مانگے دیے جائیو * راقمان احوال واماندگان و محرران کیفیت مہجوری دورافتادگان حال فراق اور وصال یون رقم کرتے ہین کہ جب روز آرام دل ملک داراب کی طرف روانہ ہوا اوس رات کو حسب دستور وہ رشک حوریانی اور ملکہ کے ساتھ موتی محل مین تشریف لائی آرام دل کو جو نہ دیکھا گھبرائی مانی سے کہنے لگی مانی آج خلاف معمول شہزادہ عالم کہان گئے ہین مانی نے کہا کیا خوب اب تمھارے واسطے وہ اپنے پانون مین بیڑیان ڈالین عورتون کی طرح گھر مین بیٹھے رہین دروازے کے باہر قدم نہ نکالین لڑکی اتنی قید بند بھی مجھے پسند نہین آتی ایسی محبت بھی میری چڑھ ہے سب مجھے نہین بھاتی یہ سنکے ملکہ خاموش ہو رہی اور شہزادے کا انتظار کرنے لگی کبھی دل مین یہ خیال آتا کہ سیمتن پری نہ اوڑا لے گئی ہو کبھی یہ وسواس جی مین سماتا کہ ماشاء اللہ چشم بد دور رشک حور ہے کوئی اور پری نہ اوٹھا لے گئی ہو کبھی انھین باتون کا خیال کرکے چپکے چپکے رونے لگی کبھی فرط انتظار سے بے قرار ہونے لگی آنسو جو گرے مانی نے کہا شہزادہ جواب تک نہین آیا تو اسلیے روتی ہو ملکہ نے جواب دیا کہ مانی اب بھی میرے تمھارا کچھ لیتی ہون کچھ کلام

کرنے کی تکلیف دیتی ہون جو تجھے ستاتی ہو ناحق میرا جی جلاتی ہو حضرت اسد اللہ خان
غالب دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیون ؛ روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین
ستائے کیون ؛ جب وہ جمال دل فروز صورت مہر نیمروز ؛ آپ ہی ہو نظارہ سوز پردے مین منہ چھپائے
کیون ؛ آخر اسی انتظار اضطرار مین تمام رات گذر گئی بیتابی شب ہجر عاشق کی خبر اوس آرام دل
تک بوسیلہ نسیم سحر گئی ملکہ گل اندام ناکام بصد درد و آلام خاص محل مین آئی دیر تک متحیر رہی پھر قمر النسا
سے کہنے لگی کہ دیکھو کیا طوطے چشم تھے کیا جلد آنکھین بدل گئے باوجود اس قید و بند کے پھر بھی نہ رکے
فرصت جو پائی خدا جانے کہان نکل گئے بھلا غور تو کرو کسی سے کیا دل لگائین کون کون سے دکھ
سہین کس کس بات کو کہین آخر ہم بھی تو آدمی ہین کہان تک بار غم اوٹھائین میر تقی اس عہد مین
الٰہی محبت کو کیا ہوا ؛ چھوڑا وفا کو اونے مروت کو کیا ہوا ؛ میر صاحب موصوف فلک
نے عشق کی راہ مین ہمکو پیدا کر ؛ بسان سبزۂ نورستہ پایمال کیا ؛ یہ باتین کر کے ٹھنڈی
سانس بھر کے رونے لگی شبنم کا عرق جبین آنسوؤن سے بھگونے لگی قمر النسا نے کہا حضور قصور معاف
آپ کو تو نہ کچھ شعور ہے نہ فہم ہے یونہین ناحق بدگمانی ہے وہم ہے بھلا یہ تو سمجھیے کہ اگر اونکو جانا ہوتا
تو پھر کیون اپنی سلطنت اور حکومت چھوڑ کر یہان آتے اگر آپکے عاشق نہوتے تو کیون آپ کی
طلب وصال مین ہزارون مشقتین اور لاکھون صدمے اوٹھاتے سیمتن پری اور صنوبر شہزادی
مل گئین تھین وہ دونو کے مالک ہوتے وہین نہ رہ جاتے یہ کہکر کچھ سوچی اور چور دروازے سے ہوتی محل
مین گئی دیر تک شہزادے کے آنے کی منتظر رہی آخر جب بہت عرصہ ہوا اور نہ کچھ خبر معلوم ہوئی نہ
شہزادہ اوس وقت تک آیا تو قمر النسا کے دل مین شک آیا غمگین پھر آئی ملکہ حسن افروز نے
فرمایا جرات غضب ہے یہ کہ جسکی عاشقی مین جی سے جاتے ہین ؛ تو وہ کہتا ہے اب تک ہم
محبت آزماتے ہین ؛ ہائے اللہ کسنے یہ تفرقہ ڈالا مین نے تو ابھی بھر نظر دیکھا بھی نہین
تھا کیون رے فلک کینہ ور تو نے یہ کب کا نکالا بخار جرات ؛ تنگ آئے ہین اس دل کے
بیتاب سے ہم ؛ جو مر سکین تو چھٹین آہ اس عذاب سے ہم ؛ پھر قمر النسا سے کہنے لگی کیون ہمین
وہم تھا تمھارے نزدیک بیوقوف تھی کچھ نہ فہم تھا اب بتاؤ یہ کیا ہوا بیٹھے بٹھائے مجھپر آسمان ٹوٹ
پڑا ہائے یہ کیسا حشر برپا ہوا جرات دکھ جدائی کے ہمین تو نے دکھائے اے زیست ؛ کاشکے
وصل ہی مین جی سے گذر جاتے ہم ؛ قمر النسا نے کہا بیگم خدا کے واسطے گھبرائیے نہین شہزادہ
عالم انشاء اللہ تعالے جلد تشریف لاتے ہین یہ سب غم و الم خدا کے فضل و کرم سے دور

ہوجاتے ہیں ملکہ نے کہا ذوق موت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو ❊ غسل میت ہی
ہمارا غسل صحت ہو تو ہو ❊ القصہ ملکہ حسن افروز پھر از سر نو آتش فراق میں جلنے لگی شعلۂ عشق
سے گھل گھل کے شمع سان پگھلنے لگی بانی اور قمر النسا ہر چند تسکین دیتیں دلداری کرتیں اوس
سرگشتہ بادیۂ حزن و ملال کی غمخواری کرتیں مگر وہاں آہ و فغان سے کب فرصت تھی رات کو
شور مچانا سوتوں کو جگانا دن کو چپکے چپکے روتی تھی قمر النسا ہر روز موتی محل میں جاتی باغ حیات بخش
میں پریشان پھرتی اور مغموم پھر کر چلی آتی بادشاہ نے جو شہزادے کے چلے جانے کا حال سنا بہت
متردد ہوا اوسی وقت جا بجا ملک ملک ہر اقلیم میں اس مضمون کے شقے جاری کیے کہ جہان شہزادہ
آرام دل ہو حاکم وہاں کا بمجرد دریافت حال بکمال عز و جلال اپنے ہمراہ لیکر آئے اور حکم دیا کہ وزیر
ہر طرف سوار روانہ کرے اور آپ بھی جائے وزیر نے حسب الحکم عمل میں لایا وہاں آرام دل شاہ داراب
کے پاس رہتا فراق یار کے رنج سہتا تھا ایک دم جدا نہونے پاتا تھا نہایت بےچین ہوتا سخت گھبراتا
تھا ایک شب شہزادہ شاہ داراب کے پلنگ کے برابر سوتا تھا سوتا کیا تھا منہ لپیٹے ہوئے پڑا
تھا یہ کہتا تھا اور روتا تھا نسیم دہلوی بیتاب ہوں نے دل کے ڈالا ہے کس غضب میں ❊ پہلو
بدل رہے ہیں نالے کنار شب میں ❊ بادشاہ غافل سوتے تھے یہ تو منتظر وقت اور مترصد
فرصت تھا موقع پاکر اوٹھا اور بارہ دری کی ایک صحنچی میں جاکر اوسی عمل سے سفید دیو کو بلایا دیو آیا
آرام دل نے کہا مجھے جہان سے لایا ہے وہاں پہونچا دے بیقرار ہوں جلد ملک جانان
دکھا دے دیو نے حسب الحکم نسیم لکھنوی کندھے پہ چڑھا کے مثل گیسو ❊ اوس گل کو اوڑا لایا
صورت بو ❊ شہزادے نے آنکھہ بند کرکے پھر جو کھولی آپ کو باغ حیات بخش میں موتی محل کے
دروازے پر پایا دیو کو وہیں سے رخصت کیا اور آپ اندر محل میں تشریف لایا حسن اتفاق سے
اوس وقت قمر النسا بھی موتی محل میں آئی تھی شبیہ آرام دل کی جو طاق میں گلدستون کے
بیچ میں رکھی ہوئی تھی دیکھکر رو رہی تھی ملکہ کے حال زار کو خیال کرکے بیقرار ہو رہی تھی کہ دفعتاً
آرام دل سامنے سے نظر آیا قمر النسا کو دیکھتے ہی آنکھیں نیچی کر لیں قمر النسا نے کہا حضور
تسلیم جو صبح کا بھولا شام کو گھر آئے تو اوسے بھولا نہیں کہتے بقول حضرت غالب اوسکو بھولا
نہ چاہیے کہنا ❊ صبح جو جائے اور آئے شام ❊ فرمایئے ایک ہفتے تک کہاں رہے آپ تو ماہ دو ہفتہ
ہیں ایک دو دن کا مضائقہ نہیں اتنے دن جو نظر نہیں آئے تو کہیے کس برج میں نہاں رہے
واللہ آپ کو بھی باتیں سننے کا مزا ہے بے سنے نہیں رہتے کچھ عجب لپکا ہے یہ سنکر آرام دل

مسکرایا اور خاموش دالان مین چلا آیا قمر النسا وہان سے باغ باغ ملکہ حسن افروز کے پاس آئی
اور کہنے لگی حضور مبارک شہزادۂ عالم تشریف لائے خفگی کے واسطے آپ بے قرار تھین وہ آرام دل
آئے ملکہ نے کہا ہان وہ تو روز آتے ہین سب ہر روز ایسی ہی خبرین سناتے ہین قمر النسا نے کہا
بیگم مجھے اپنی جان کی قسم شہزادۂ عالم آئے جب قمر النسا نے قسم کھائی تو ملکہ کو آرام دل کے آنے
پر یقین ہوا دل کو ذرا توانائی آئی شام ہوتے ہی قمر النسا کے ہمراہ موتی محل مین تشریف لائی وہ شب
کہ شب ماہ تھی آرام دل موتی محل مین بالائے بام سفید بادلے کے شامیانے کے نیچے سفید ابر
کے ٹکڑے مین مانند ماہ دو ہفتہ کے رونق افروز تھا سب سامان جشن موجود تھا مگر بے پائے چین دل سے
مفقود تھا منتظر آمد ملکہ حسن افروز تھا ملکہ کی پازیب کی آواز سنتے ہی بیتاب ہو کر استقبال کے واسطے
دروازے تک آیا ملکہ کو دیکھتے ہی پہلے سات بار تصدق ہوا سر سے پانون تک بلائین لین پھر ہاتھ
پکڑ کے مسند پر بٹھایا آپ جو برابر بیٹھنے لگا ملکہ نے کہا صاحب میرا آپ سے ایک سوال ہے طبیعت
کو سخت ملال ہے پہلے اوس سوال کا جواب دیجیے تو پھر میری برابری اور ہمسری کا دعوی کیجیے۔



یہ سنتے ہی آرام دل وہان سے اوٹھکر مقابل آ بیٹھا یار ستمگار کو پر غضب دیکھکر جینے سے
سر دست ہاتھ اوٹھا بیٹھا اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ جو ارشاد ہو غلام اوسکا جواب دے
خاکسار ایک ہفتہ غیر حاضر رہا ہے فرمائیے تو ایک ایک روز بلکہ ایک ایک ساعت کا حساب دے
ملکہ نے کہا دیکھا چور کی ڈاڑھی مین تنکا صاحب مجھے تمام عمر کے حساب و کتاب سے کیا مطلب

خفا کیون ہو گئے ہو اسکا کیا سبب ہین تو ایکبات پوچھتی ہون کہ آپ اتنے دنون کہان غائب رہے
آپ تو حاضر جواب ہین کچھہ گفتگو کیجیے اسکا جواب دیجیے آرام دل نے کہا مین شکار کو گیا تھا
صیدگاہ مین جو پہونچا ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا اڑا لا وہ بہت دور نکل گیا ہاتھہ نہ آیا مین بھی
دلدل مین پھنس گیا تھا گھوڑا اسیرا سینے تک زمین مین دھس گیا تھا خدا نے مجھے وہان سے
نکالا ملکہ نے شہزادے کی یہ گفتگو سنکے قمر النسا سے کہا بہن جلد انکی خبر لو دیکھو تو انکے دشمن بہکتے
کیون ہین یہ کیا خبط ہے کہتے کچھہ ہین منھہ سے نکلتا کچھہ ہے بھلا غور تو کرو انکے کلام مین کہین
بھی ربط ہے پھر شہزادے سے فرمایا کیون جی آج کیا شراب پی ہے جو ایسی بہکی بہکی باتین کرتے
ہو کیون کہو تو کیسا جی ہے شہزادے نے کہا بیٹے تو نہین پی مگر معلوم ہوتا ہے کہ تمھین آج کچھہ
نشا چڑھا ہی جو ہر بات مین الجھتی ہو بیٹھے جو بات عرض کی اوسے تمنے کس قدر طول دیا ہے
کچھہ نہین سمجھتی ہو مین تو عرض کرتا ہون کہ شکار کھیلنے گیا تھا قسمت مین مصیبت لکھی تھی اوسے
جھیلنے گیا تھا ملکہ نے کہا اچھا جو آپ نے عرض کیا ہمنے اوسے فرض کیا مگر اب تم سچے ہو تو حلف اوٹھاؤ
ہمارے سر کی قسم کھاؤ جب ہمین یقین آئے دل کا شک رفع ہو خاطر جمع ہو شبہہ جاے جب ملکہ نے قسم
کے واسطے فرمایا تو آرام دل بہت گھبرایا چور کے پانون کہان کھسیانی ہنسی ہنسنے لگا خجل
ہوا خنجر ناز و ادا کا بسمل ہوا یہ حال دیکھکر قمر النسا تو کچھہ ڈر گئی مدعا کی طرف نہ اصلا گئی مگر ملکہ
حسن افروز فوراً تاڑ گئی ہاتھہ پکڑ کے کہنے لگی تمھین میری جان کی قسم سچ بتاؤ کہان گئے تھے
تم خاطر جمع رکھو ہم کچھہ نہ کہین گے سچ سچ کہدو جہان گئے تھے جب ملکہ نے ایسی شدید قسم دی تو شہزادے
کو بجز راستی کچھہ بن نہ آئی ناچار تمام احوال اپنا ملک داراب مین جانا شہزادہ سیہ فام سے لڑنا اوسکے
باپ کا کھیت پڑنا اوسے شکست فاش دیکر بھگانا سب بیان کیا اور کہا کہ ہم تو بہت جلد آئے
آپ کا دل کیون رنجور ہوا یہ جو کہیے کہ بے اجازت ہمارے کیون گئے تو ہان البتہ یہ قصور ہوا
ملکہ حسن افروز یہ سنکر بڑے غضب مین آئی بید کی طرح کانپی تھرائی مگر غصہ کو ضبط کرکے کہنے
لگی کہ صاحب خوب کیا بہت اچھا کیا تم اونکے داماد تھے نہ جاتے تو کون جاتا اس وقت مین جانا
عین مناسب تھا اور رنج و الم کو جو کہو تو ہمین رنج کیا ہے یہ تمھاری غلط فہمی ہے اور ہمارا ابھی
الم کرنا عبث ہے کیونکہ کسی پر کسی کا زور چل سکتا ہے ہمارا تو پہلے ہی سے یہ ارادہ ہے کہ آپ سے
ترک ملاقات کرینگے ہزار منتین کیجیے گا مگر ہرگز نہ بات کرینگے اور یہ جو کوئی کہے کہ دل کیونکر مانیگا
اوس سے کیا کہو گی ہجر کے صدمے کیونکر سہو گی تو ہم اوسے بہلا لین گے اوس سے سمجھہ لین گے

اوسے سمجھا ہین گے رند پھینک دینگے اوسے ہم جیر کے پہلو اپنا * تم پہ قابو نہین دل پہ تو ہو قابو اپنا
آرام دل نے کہا دیکھو زبان سنبھالو بیہودہ کلمہ زبان سے نہ نکالو اوس بیچارے شاہزادے نے تمھارا
کیا کیا جو اوسکو گالیان دیتی ہو اوسکے فرشتے کیا کہتے ہونگے ناحق گناہ اپنے ذمے لیتی ہو اوس ملاقات
کے باب مین کیا کہا ذرا پھر کہنا تمھین میری جان کی قسم خاموش نہ رہنا ملکہ نے کہا ہان ہان مین سمجھ
گئی ہون آپ میرا کیا کیجیے گا مین کیا بغیر کہے رہتی ہون اور مین تو یہ حیران ہون کہ آپ ع
اس قدر کیون خوشی سے پھولے ہین * ہر دفعہ جو دباتے ہین کمر سمجھ کر دھمکاتے ہین تو کس
گھمنڈ پہ پھولے ہین **بیت** یون جو کرتے ہو بربلا دعوے * آپ کا کہیے مجھ سے کیا دعوے *
اور کیون جی ہمنے کسکو گالی دی جو تم اتنا بگڑتے ہو صنوبر کا کچھ ہرا چبتا جو شیر کی طرح غرا کر اٹھتے ہو
خدا کے لیے قمر النسا چلو مین یہان ہرگز نہ ٹھہرونگی اسکے تو سر پہ آج جن سوار ہے ہوا سے لڑتے
ہین بات بات مین بگڑتے ہین خدا جانے کیا اسرار ہے یہ کہا اوٹھی اور شہزادے کو دو چار سخت
و سست سنا کر بگڑ کر بسنہ بنا کر چلی آرام دل ہاتھ جوڑ کر قدمون پر گر پڑا رونے لگا ملکہ نے کہا سبحان اللہ
رو رو کے ڈراتے ہو ماشاء اللہ بگڑے کو بناتے ہو بس ہٹو صاحب اب دل کی صفائی بحیرے ہے آئینہ
گلستان وصال مین شادان رہے اب دیکھیے بوستان فراق مین عجب سیر ہے غرض دیر تک یہی
کیفیت رہی یہ روٹھی رہین اودھر غشی کی حالت رہی آخر عاشق کو کہان تک صبر ہو پاس سخن سے دل
جبر ہو ملکہ نے پاس آکر عاشق جانباز کا سر اوٹھا کر اپنے زانو پر رکھا ماتھے پر ہاتھ رکھکر کاکل رخ پر سے ہٹا کر
لگی زلف معنبر سونگھانے لگی کف دست صندلی جو پیشانی مریض عشق پر گئی صندل کا کام کر گئی ہاتھ
لگاتے ہی درد سر دور ہوا دل بادہ انبساط سے مسرور ہوا شہزادے کو ہوش آیا گھبرا کر اوٹھ بیٹھا
مگر خجالت سے سر جھکا لیا ملکہ نے فرمایا **نسیم لکھنوی** کیا کہتی ہو ہمین ادھر تو دیکھو * میری طرف
اک نظر تو دیکھو * ہے یا یہ نہین خطا تمھاری * فرمایے کیا سزا تمھاری * **آرام دل** نے
کی عرض رضا ہے جو خوشی ہو * عاشق کی سزا جو یہ کچھتی ہو * مشکین زلفون سے مشکین کسواؤ *
کالے ناگون سے مجھکو ڈسواؤ * تلوار سے قتل ہو جو منظور * ابرو کے اشارے سے کرو چور *
زندان مین جو زندہ بھیجنا ہو * اپنے دل تنگ مین جگہ دو * الغرض پھر باہم دور ساغر الفت چلنے لگا
وصال طالب و مطلوب سے فلک سفلی جلنے لگا رات بھر جشن رہا صبح ہوتے ہی ملکہ روانہ ہوئی
رات کی کیفیت سب قصہ ہوئی فسانہ ہوئی شہزادہ شاہ کی ملازمت کے واسطے گیا بادشاہ نے
آرام دل کو دیکھا کمال مسرور ہوا شہزادہ قدمبوس ہوا بادشاہ نے سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ اے جان

گئے تھے آرام دل نے عرض کیا کہ فدوی بعد عرصہ کے شکار کھیلنے گیا تھا صیدگاہ مین جو طبیعت لگ گئی چند روز تک شکار کھیلتا رہا آخر مفارقت قدوم میمنت لزوم سے جی بیچین ہوا گھبرایا اوسی دم کوچ کیا کل اس شہر مین داخل ہوا آج حضور مین حاضر آیا غرض آرام دل نے اپنی چرب زبانی سے کچھ جھوٹھ کچھ سچ ملاکر شاہ کی تسکین کردی پھر دیر تک باب گفتگو وا رہا در تقریر کھلا رہا جب دربار برخاست ہوا شہزادہ موتی محل مین تشریف لایا مدام بادۂ انبساط سے مخمور بامید شادی اور وصال شہزادی مسرور رہنے لگا

غائب ہوجانا ملکہ حسن افروز کا اور گرفتار ہونا دام کرناس دیو ستمگار مین اور روانہ ہونا آرام دل کا تلاش جانان مین اوسی حالت اضطرار مین

ندے ساقیا مجھکو جام شراب * بس اب پھینک دے یہ گزک اور کباب * تمنا رہے اب تو بالکل نہین * ذرا بھی مجھے خواہش دل نہین * فلک سفلہ پرور ستانے لگا * مرا یار مجھسے چھٹوانے لگا * عجب طرح کا ماجرا ہے سخن * کیا عاجز اسنے بقول حسن * یہ دو دل کو یکجا سمجھتا نہین * کسیکا اسے وصل بھاتا نہین * مصائب نگاران جگر افگار و جگر فگاران مصائب نگار لکھتے ہین کہ ایک شب وہ غیرت ماہ یعنے ملکہ حسن افروز دیجاہ اپنی محرم راز قمر النسا کے ہمراہ شہزادہ آرام دل بدر کامل کے پاس تشریف لائی چاندنی رات کی کیفیت تھی دو تین روز کے بعد ملاقات ہوئی تھی وہ صحبت غنیمت تھی کچھ جی مین جو آیا ملکہ نے شہزادے سے فرمایا رند آجکی رات جو تو مہ کے مقابل ہوجائے * چاندنی میلی ہو دھلوانے کے قابل ہوجائے * ناگہان سنبل الطیب کے تختے سے جو خوشبو آئی شہزادے کے مشام کو معطر کیا آرام دل نے کیا خوب جواب دیا جبر مرحوم تو تری زلف کی گرد اوس سے مقابل ہوجائے * مشک مادر بخطا سے کہنے کے قابل ہوجائے * پھر ملکہ نے کہا جی چاہتا ہے اس وقت کوٹھے پر سے نظارۂ شہر کرین شہزادے نے کہا بسم اللہ ع صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست * الغرض ملکہ مع شہزادہ و قمر النسا اور چند خواصون کو ہمراہ لیکر بالاے بام آئی چاندنی کی کیفیت دیکھکر کمال مسرور ہوئی اور فرط سرور سے شہزادے کی طرف مخاطب ہوکر یہ اشعار زبان پر لائی لاادرے دیکھنے نکلا جو تو خورشید منظر چاندنی * دھوپ سے بھی ہے چمک مین آج بہتر چاندنی * کیمیا گر ہے فروغ

آفتاب حسن یار ٭ دھوپ سونیکا ورق چاندی کا تیر چاندنی ٭ پھر ملکہ شہزادے کا ہاتھ پکڑ کے زیر شامیانہ زرتاب مسند زرین پر جا بیٹھی باغ حیات بخش اور نہر کی سیر کرکے دلشاد ہوئی ذہن جو لڑا تو یہ غزل برمحل طبع زاد ہوئی مصنف

اوسکو پریون کے نہ جھرمٹ مین ٹہلتے دیکھا
اپنا مطلب نہ کبھی تم سے نکلتے دیکھا
ناز و انداز سے شاید اوسے چلتے دیکھا
کبھی پانی اوسے دیکھا کبھی جلتے دیکھا
طفل اشک آج اسی ضد پہ مچلتے دیکھا
کبھی گلتے کبھی جلتے کبھی ڈھلتے دیکھا

اور ملکہ سے مخاطب ہوکر پڑھی مصنف

دم مسیحا کا ترے در پہ نکلتے دیکھا
تکرے سیکڑون انداز بدلتے دیکھا
اپنا بس تجھپہ کسی آن نہ چلتے دیکھا
جو گرا آنکھون سے تیری نہ سنبھلتے دیکھا
تو نے پروانے کو بھی آنکھون سے جلتے دیکھا
تمکو اے جان جو کوٹھے پہ ٹہلتے دیکھا
جنتے اے جان تجھے گلشن مین ٹہلتے دیکھا
نالہاے سحری دھوم تو کرتے ہو ولے
کبک پامال خرام بت طناز ہوا
دل کا احوال کہون کیا کہ تپ فرقت سے
یہی کہتا ہے نہ چھوڑونگا مین ہرگز دامن
بیش شمع رخ جانان دل پرغم اپنا

شہزادے نے بھی ایک غزل بے بدل برجستہ کہی

آگیا جو ترے کوچے مین نہ ٹلتے دیکھا
مطلب عاشق صادق پہ تجھے اے شہ حسن
میرے قابو مین کسی روز نہ آیا تو یار
تو نے پھیری نظر اپنی تو پھرا اوس سے جہان
اب تو عشاق کی جانبازی کا لا دل مین یقین
آج بر آئی تمناے سخن مدت مین

غرض اسی طرح باعیش وطرب زلف لیلاے شب تا کمر گئی یعنی انصف شب گذر گئی خمار بادۂ نشاط کا اوتار ہوا فلک ستمگار درپے آزار ہوا اتفاقاً اوس وقت ایک طرف سے بالا بالا کسی دیو کا گذر ہوا ظہور شعبدۂ فلک کینہ ور ہوا اوسنے ایک پری نازنین قمر طلعت زہرہ جبین دیکھی قدرت خداے رب العالمین دیکھی دیکھتے ہی خنجر عشق کا گھائل ہوا عاشق ہو گیا بسمل ہوا شہزادے کو پہلو مین بیٹھا دیکھکر جل گیا بے خود ہوا اپنے جامے سے باہر نکل گیا غصے سے شہزادے پر جھپٹا اور خنجر آبدار کمر سے کھینچ کر مارا مگر بہ برکت انگشتری طلائی آرام دل محفوظ رہا خنجر جو کارگر نہوا تو وہ ملعون بڑے زور سے للکارا ملکہ وہ آواز ہولناک سنکر لرز گئی خوف سے شہزادے کے پیچھے ہو بیٹھی ہوش وحواس کھو بیٹھی ٭ آرام دل بھی ایک آواز ہولناک سنکر اور بظاہر کسیکو نہ دیکھکر پریشان ہوا بہت ہراسان ہوا جب اوس مردود کا شہزادے پر کسی طرح بس نہ چلا تو غصے سے لال ہو گیا بہت جلا

جھنجلا کر ملکہ کو معلق اٹھا لیا اور کندھے پہ بٹھا شور و غل کرتا ہوا ہوا آرام دل ملکہ حسن افروز
کو دفعتاً غائب دیکھکر گھبرایا بحواس ہوگیا قمر النسا ہائے بیگم کہکر چپ ہوگئی اوسے تو سکتا ہوا
خواصیں پیٹنے لگیں محل میں کہرام ہوا غرق دریاے الم عالم تمام ہوا مان یہ حال سنکر غش ہوئی
ہوش و حواس بجا نرہے میر حسن کلیجہ پکڑ کے وہ تو بس رہ گئی ٭ نکلی کسطرح سے بیکس رہگئی ٭
بادشاہ کو جو یہ خبر وحشت اثر پہونچی بچشم نم غم سے بیتاب ہوگئے کلیجے پر صدمہ پہونچا غش کھا کر زمین پر گر پڑے
آرام دل کہ روتے روتے بیہوش ہوگیا تھا ہوش میں جو آیا تو بصد حسرت و یاس یہ اشعار
زبان پر لایا جرأت کچھ ایسا گر گیا بیہوش جا با تمکو جانان کا ٭ نہ جی کو ہوش ہے دل کا نہ دل کو
ہوش ہے جان کا ٭ و لہ نہ جی کو دل کی خبر ہے نہ دل کو جی کی خبر ٭ ترے بغیر کسیکو نہیں کسیکی خبر ٭
یہ کہکر گریبان چاک کیا رعنائی اور زیبائی کا بکھیڑا پاک کیا قبا سے تنگ ہوا بے یار زیبایش کے
نام سے تنگ ہوا پھر ہاتھ جانے لگا گریبان تک ٭ چاک کے پاؤں پھیلے دامان تک ٭ نسیم
لکھنوی یکچند جو گذری بے خور و خواب ٭ زائل ہوئی اوسکی طاقت و تاب ٭ صورت میں خیال
رہگیا وہ ٭ ہیئت میں مثال رہگیا وہ ٭ آنے لگے بیٹھے بیٹھے چکر ٭ فانوس خیال بنگیا گھر ٭ جامے
سے وہ زندگی کے تھا تنگ ٭ کپڑوں کے عوض بدلتا تھا رنگ ٭ فلک کجرفتار کی ستمگاری یہ
ہنسا دیس بدیس پھرنے کے لیے فقیرانہ بھیس کیا کھیس کا تہ بند باندھا اور سر لنگوٹ کسا سبز فروشی
کی گدڑی کندھے پر درست کی طلب دلدار میں کمر ہمت چست کی کاسۂ سر ہاتھ میں لیا ضعف اور ناتوانی
کو عصاے پیری سمجھا حضرت عشق کو ہادی اور رہنما کیا محبوب سے لو لگائی مجذوب ہوکر دلشاد ہوا
راہ عشق میں سالک ہوا غم دنیا سے آزاد ہوا درد دلدار کی خاک بدن میں ملی آتش عشق کی جلی ہوئی



ہڈیوں کو ہاتھ میں پہنکر چہرۂ انور پر بھبھوت رمائی عشق صنم میں جوگی ہوئے کسی جوگی نرے اشکوں
کی سیلی گلے میں ڈالی اپنے غزال رعنا کی یاد میں مرگ چھالے کا پشتارا باندھا زلف رسا کی جٹا کو کمر
لگائی سوزش دروں کی دھونی رمائی اور غم فرقت وصل کی راہ لی **فقرات چند در**
صنعت عاطلہ حاصل کار **آرام دل** سوگوار گم کردہ راہ الم اور صحرا آوارہ عالم ہوا اسد اللہ
ہوس طرۂ طرار اور ہر حرص وصل سرو دلدار اور ہر او سکا طالع کم رسا محروم رہا مدعا وصال معدوم
رہا کو کہ اوس دم آرام دل کا سہو محو کا عالم اور دگرگوں حال ہوا کہ سہل ہوا ملک و دکہ ہر کس کو
محال ہوا دل والا اوس والا گہر کا گل کھلا کر وہم طاری ہوا اوس آہو حرم کا اوس کوس گم کردہ ہوا
کو صحرا کوہ اور کوہ صحرا محسوس ہوا سرو وصال دلدار ہم درد دل رہا اور دل وہ داد محل کو اوس محل کا سرو
حاصل آرام دل مرحلہ گرد مسالک الم رہ رو راہ ہمہ ہم طرح مسموع ہر دم گل کا سرور کار رہا
کہ روح کو صدمہ ہوا دل درد آلودہ کر رہا مگر سلسلۂ امل کو محکم رکھا اور ورد کر رہا کلام کو عصا آہ کا دل
اور سہارا کر لو صدمہ و درد و الم کو ہموار کرلو ہر گاہ ملک ملک گردی کو احوال **آرام دل**
صحرا گرد کا معلوم ہوا روح کو صدمہ کمال ہوا دل کو در ملال ہوا سے کا حال ہوا سر صدہا کوس دور
ملول ہر دل ہوا مہر و ماہ گم ہو کر عالم سواد آلودہ ہوا در ہر گھر کا سد ود ہر آس گم صحم ہر دم ملول اور
اوداس رہا دل کو سو طرح کا وسواس رہا گل ہر دم کو اکل ماکول حرام ہوا وہ الم ہوا کہ وہ ماہ ماہ
محرم الحرام ہوا گلکدہ سرور کا الم کدہ کھلا اس وہ مہا ہم کو الم کا کل ملا ہر آس کا وہ طور کا احوال
ہوا کمال صدمہ ہوا ملال ہوا اک اودھر سر ہلا ہلا رو رہا دوسرا ادھر آہ آہ کر کر دم کھو رہا محل آرام
آلام کدہ ہوا ملک ملک اسکا حال معلوم ہوا ہر اک آگاہ ہوا کہ ملک عطارد کردار اس دس سطر
کو لکھکر سر گھس گھس کر ہلاک ہوا مدام دسر اسر سواد کو اسالک ہوا سردار کو سرکار والا کا حکم ہوا کہ ملکہ اور
آرام دل کو ہر طرح لاؤ والا دم صمصام کا سم کھاؤ وہ آگاہ ہو کر آمادہ ہوا سوار ہوا اور اک سوار
رہبر وہ ملک کا دل دادہ ہوا

پھر مذکور اوس رنجور دوراز سرور یعنی ملکہ حسن افروز سراپا گداز ہمہ تن
سوز رشک حور کا دیو کرناس کا لیجانا کوہ البرز پر پہونچانا اور اوس گرفتار
پنجۂ الم کا بے قرار ہونا اور تلملانا

اوٹھا ساقیا جام مینا سے زرد ٭ پلا دے وہ مے جس مین ہو دور درد ٭ پلا دے اگر ایسی مے ہو
کہین ٭ دگرنہ کچھہ اسکی بھی خواہش نہین ٭ محبت مین خون جگر پیتے ہین ٭ گزک لخت دل کھا کے
ہم جیتے ہین ٭ قلم بریدہ سر و کلک چاک جگر احوال ملکہ حسن افروز سراپا گداز ہمہ تن سوز کا یون
تحریر کرتا ہے کہ جب ملکہ جگر افگار کو وہ دیو ستمگار شہزادے کے پہلو سے جدا کر اور اوس گلبدن
کو پھول کی طرح اوٹھا کر لیچلا ملکہ نے ایسی صورت منحوس تو کبھی دیکھی نہ تھی بیک نگاہ بیہوش ہوگئی
سر و پا کی مطلق خبر نہ رہی شراب غفلت سے مدہوش ہوگئی نسیم لکھنوی حیرت چھائی تو کھوگئی
وہ ٭ غفلت آئی تو سوگئی وہ ٭ کرناس نسناس نے ملکہ بے آس کو اپنا پاس بیچین اور اوداس
کو کوہ البرز پہ لیجا کر دالان مین لٹا دیا اور آپ پاس بیٹھکر ملکہ سے باتین کرنے لگا وہ کد ہا بیہوشی
اور ہوشیار ہی کیا جانے بقول شخصے ع چہ داند بوزنہ لذات ادرک ٭ ملکہ نے جو کچھہ جواب نہ دیا
تو ہاتھہ پکڑ کے اوٹھایا بٹھایا جب آنکھہ نہ کھولی تو پھر لٹایا اور سوچا کہ یہ تازہ گرفتار ہے اپنے
مان باپ کی مفارقت سے بے قرار ہے ابھی نہ ستانا چاہیے پھر ملکہ کو تنہا چھوڑ آپ حسب معمول
سیر و شکار کو روانہ ہوا یہان بلبل زار کا گل سے چھوٹ کر گلستان سراسر خار صد آزار مین شجر الم پہ آشیانہ
ہوا ملکہ کو جو ہوش آیا آپ کو کنج مزار مین پایا سوزش دروُنی سے کلیجہ جلنے لگا گھبراہٹ سے دم نکلنے لگا
ابر غم کشت زار عیش و نشاط پر گھر آیا دل نے برق کی تڑپ دکھائی رعد کی طرح شور مچایا خوف کے مارے
دل کھول کے رو سکی نالہاے دل نالان گلے مین پھنس کے رہ گئے گرفتار پنجہ دیو کرناس ہوئی دلبر کے
وصال سے یاس ہوئی دیوارون سے سر ٹکرایا ماہی بے آب کی طرح تڑپی بے قرار ہوئی عندلیب روح
قفس تن مین پھڑکنے لگی خوف سے چھاتی دھڑکنے لگی اپنے گلبدن رشک مسیحا سے جدا ہو کر بیمار ہوئی
وقف صد آزار ہوئی اپنی بیکسی اور بربادی پر زار زار رونے لگی زندگی سے ہاتھہ اوٹھایا تڑپ
تڑپ کے جان کھونے لگی کبھی گھبرا کر اوٹھی ٹھوکر جو لگی منہ کی کھائی کبھی کلیجے پہ ہاتھہ رکھکر بقرار
ایسے اشعار زبان پر لائی حضرت اسد اللہ خان غالب یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال
یار ہوتا ٭ اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا ٭ کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو ٭
یہ خلش کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا ٭ رگ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا ٭ جسے غم سمجھہ
رہے ہین یہ اگر شرار ہوتا ٭ کہون کس سے مین کہ کیا ہے شب غم بری بلا ہے ٭ مجھے کیا برا تھا مرنا
اگر ایک بار ہوتا ٭ ہوے مر کے ہم جو رسوا ہوے کیون نہ غرق دریا ٭ نہ کبھی جنازہ اوٹھتا نہ کہین
مزار ہوتا ٭ کبھی اپنے آرام دل راحت جان کو یاد کیا اوسکی ویرانی اور سرگردانی کا تصور کر کے

سر پر خاک ڈالی آپ کو برباد کیا کبھی اپنی تنہائی اور بیکسی سے ہراسان ہوئی گھبرائی کبھی اشکبار ہو کر
فراق یار مین بیقرار ہو کر یہ غزل ارشاد فرمائی **نواب سید محمد خان رند** بیان نالہ سرد و آہ
مین اپنے اثر نہین ٭ او بیخبر تجھے بھی ہماری خبر نہین ٭ حیرت کا ہی مقام تعجب کی جاے ہی ٭ اس
دہر مین کسیکو کسیکی خبر نہین ٭ ایام التیام پذیری کے جا چکے ٭ ناسور اب تو ہو گیا داغ جگر نہین ٭
پہونچائے اوسکو کون خبر میرے حال کی ٭ ہمدم نہین شفیق نہین نامہ بر نہین ٭ لہذا نہ عارفانہ تجاہل ہی یار کو
کیونکر کہون کہ حال کی میرے خبر نہین ٭ کبھی درد جدائی سے بیقرار ہوتی یہ کہتی اور زار زار روتی رنج کہان
سے لائین اب اوسکو جو ہمکنار کرین ٭ تسلی کیا تری او جان بیقرار کرین ٭ الٰہی کیا کرون کہان آن پڑی اس موذی کے
ہاتھ سے کیونکر نجات پاؤنگی خدایا کس مصیبت مین جان پڑی ملک چھوٹا مان باپ سے جدائی ہوئی فراق محبوب مین حال
نام محبوب سے دم نکلا جاتا ہی دیو کی صورت دیکھ کے خوف آتا ہی ملعون کے پھندے مین گرفتار ہین موت بھی نہین آتی جان
سے بیزار ہین افسوس کیا تھا اور کیا ہو گیا کیون پروردگار یہ کیا شان کبریائی ہوئی **میر حسن**
فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا ٭ کہ جسکے عوض یون رلانے لگا ٭ آہ مجھسا بھی بدنصیب کوئی
بشر نہوگا اور جیسا میرا دل ہے ویسا بھی کسیکا جگر نہوگا **حضرت غالب** میری قسمت مین غم
گر اتنا تھا ٭ دل بھی یارب کئی دیے ہوتے ٭ غرض اسی طرح روتے روتے جان سے بیزار ہو گئی
تب غم نے آدبایا رشک مسیحا کے الم مین بیمار ہوئی اس عرصے مین وہ سفاک ناپاک آیا ملکہ نے
معبود جو دیکھا پھر غش آیا وہ بدذات ابلیس صفات ملکہ کے قریب آیا اور زبردستی ہوش مین لایا
ملکہ جو ہوشیار ہوئی حضرت عزرائیل کو بالین پر موجود پایا راضی برضاے پروردگار ہوئی دل مین سوچی
کہ ہماری تقدیر مین یہی لکھا تھا یہی ہونا تھا مدام رنج و آلام مین رہنا تھا تمام عمر رونا تھا خیر شکر ہے لیکن
اب وہ تدبیر کرو کہ اس موذی کے ہاتھ سے جان بھی بچے اور آبرو بھی رہے یہ سوچ سمجھکر دیو سے کہنے
لگی کہ تم ہمین تنہا چھوڑ صبح سے کہان گئے تھے اور جو ہمین کوئی اور لیجاتا تو تم کیا کرتے آخر یہی ہوتا
کہ میرے فراق مین اور اوسکے آتش رشک مین جل مرتے دیو مرغی کا یہ میٹھی میٹھی باتین سنکر شہد
کی چھری سے مذبوح ہوا بسمل ہوا خنجر عشق کا گھائل ہوا بولا کسی کا کیا مقدور جو تمکو بھر نظر دیکھے اگر
دیکھے تو اوسی دم قلم اپنا سر دیکھے اس بات سے تم اطمینان رکھو طبیعت اپنی نہ پریشان رکھو مگر
بغیر وصال اب حال غیر ہے شراب عشق سے مخمور ہین شیشۂ دل چور ہے تمھارے بغیر ہے ملکہ **حسن افروز**
نے کہا پانچ چار روز سے ہم بیمار ہین اس سبب سے ناچار ہین ایک مہینا توقف کرو ایسے کیون گھبرائے
ہو تمھین کیا خیال ہے ہم تو تمھارے پاس موجود ہین پھر وصال کیا امر محال ہے اور ہم تو مدت سے

تمھارے عاشق زار تھے جدائی سے بیقرار تھے دیو عشق کا نام سنکر اور بھی شاد ہوا کہنے لگا کہ اچھا ہم تا صحت آپ سے نہ بولینگے یہ سنا اور الگ مکان مین جا در گور ہوا یہان پھر وہی گریہ وزاری تڑپ اور بیقراری پھر وہی نالون کا شور ہوا تمام رات اسی طرح بسر ہوئی خدا خدا کر کے سحر ہوئی دیو تو صبح اوٹھتے ہی روانہ ہوا غم والم نے ملکہ کو پھر آڑے ہاتھون لیا مرغ سحر نے اذان دی صبح کی طرح آواز لگائی صبح کیا ہوئی گویا قیامت آئی داغ جنون کا حساب ہونے لگا دفتر حدیث دل کھلنے لگے نامۂ اعمال دل بیقرار اور چشم اشکبار میزان امتحان مین تلنے لگے عشق کے گنہگار بند دون پہ عذاب ہونے لگا القصہ کبھی کبھی دیو نابکار آتا دو ایک ساعت ملکہ کے پاس ٹھہرتا پھر چلا جاتا ملکہ حسن افروز رو رو کے دن بسر کرتی رات کو تارے گن گن کر سحر کرتی آرام دل کے آنے کی مدام منتظر رہتی فراق کے صدمے سہتی اوسکے انتظار مین ہمہ وقت دروازے کو تکتی جب راہ دیکھتے دیکھتے دم گھبرا جاتا جوش جنون سے کلیجہ منہ کو آتا دیوانون کی طرح بکتی اسی طرح چند روز گذر گئے مہینا قریب الاختتام ہوا اس عرصے مین کسی مرتے جیتے نے خبر نہ لی ملکہ کو بڑا صدمہ ہوا آلام ہوا شب و روز بدرگاہ مجیب الدعوات اپنے حفظ آبرو کی التجا کرتی اپنی بیکسی اور بے النصیبی پر زار زار روتی لیل و نہار آہ و بکا کرتی ذوق کر شرح جنون سے کیجے رقم اور زیادہ + ہو چاک ابھی جیب قلم اور زیادہ

معلوم ہونا احوال دستبردی کرناس دیو بدنظر کا اور فوج کشی کرنا پدر ملکہ حسن افروز حور منظر کا پھر آوارگی آرام دل مصیبت زدہ روزگار ملاقات پیر مرد خجستہ خصائل پھر بعنایات جامع المتفرقین او رتوجہ باطنی درویش کامل ملاقات ملکہ حسن افروز حور شمائل پھر دیو کی لڑائی اوسکو جہنم مین پہونچانا اور ملکہ حسن افروز کو فارس مین لانا

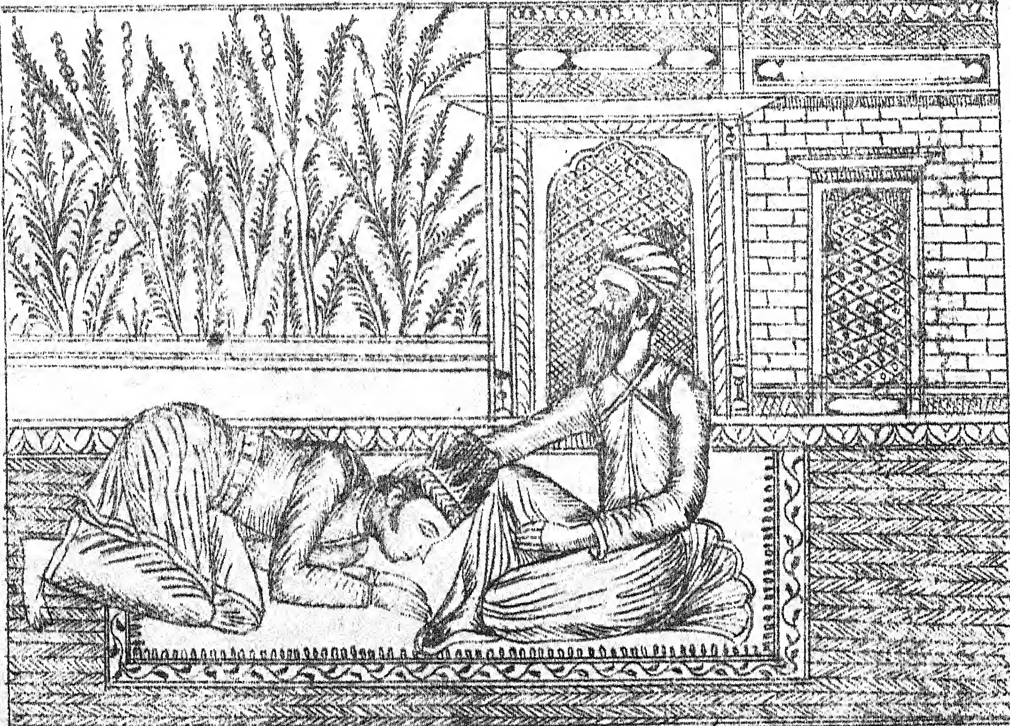
پلا ساقیا ساغر غم زدا + کہ فرقت سے ہے حال ابتر مرا + پھنسا پنجۂ دیو غم مین ہی دل + شب و روز رہتا ہون مین مضمحل + مدد کر مری ساغر عیش سے + رہائی ہو تا دام غم سے مجھے + نہ کیونکر ہو دل شاد اور با سرور + کہ ہے بعد محنت کے راحت ضرور + سیاحان ملک معانی و رہ نوردان صحرائے خوش بیانی احوال آوارگان دشت ادبار یعنی نادیدۂ شاہد مدعا اور ستم رسیدگان روزگار کا یون لکھتے ہین کہ جب ملکہ حسن افروز حور شمائل اور شہزادۂ آرام دل دونون غائب ہوے شاہ فارس کو رنج ہوے تعجب ہوے انکے غائب ہونے مین عقلاً ذہن لڑاتے تھے مگر مدعا کی طرف اصلا

نہین جانتے تھے کہ صورت خوب جہان کو مرغوب ہے حسین عالم کا محبوب ہے دیو تو کیا پری
بھی دیوانی ہے اگرچہ حسن مین لاثانی ہے طلسم جہان مین یہی کارخانہ ہے جن و بشر پر موقوف
نہین یہ طبیعت کا آجانا ہے غرض بادشاہ اپنی فکر مین حیران تھے عقلا وزرا پریشان تھے کہ
ایک خواص نے شاہ کے حضور مین عرض کی کہ غلام علم رمل اور نجوم مین خوب ماہر ہے حال ماضی
اور استقبال اور اب جو مرشدزادی پر گذر رہا ہے وہ سب تابعدار پر ظاہر ہے ایک دیو کرناس نام
کوہ البرز پر کہ وہ پہاڑ یہان سے دس منزل جانب مشرق ہے شہزادی کو لیگیا ہے ہم سبکو رنج
والم دے گیا ہے اوس پہاڑ پر اوسکا ایک مکان عیش و نشاط کا سامان ہے یہ سنتے ہی شاہ
نے اوسی دم وزیر اعظم کو با فوج جرار کوہ البرز کی طرف روانہ کیا اور آپ بیقرار ہوکر بار بار بدرگاہ
قاضی الحاجات دعا کرتا فقرا اہل اللہ صاحب دل لوگون سے اپنی التجا کرتا سطرے چند در
صنعت منقطع الحروف آرام دل دل دادہ وارث[1] دادرس رہ رو راہ ذوق
دور در و دود آرام رم اثر در دم آزردہ دل رخ زرد راز دار درد دل داغ آزردہ آہ از داغ زاری
دل از ارادے دل ذرہ ذرہ وہ دہی دل آرام دل آزار دل آرام دل اعدا روزن[2] راہ رو در
وادی ذوق دم دادہ داد دار دور دوری داد داد دہ ورائے دل سوخ و آزار آوارہ وادی در در وان[3]
دو در وان وار آہ دل دو آب[4] رہ روزی روزہ[5] روز فقیرانہ بھیس کیے تن تنہا آہ و بکا کرتا چلا جاتا
تھا ایک روز علی الصباح ایک صحرائے وسیع مین گذر ہوا شہزادہ سخت متحیر ہوا دیکھا کہ بیابان
فراخ چون صفحۂ آسمان ہے مگر کہین کسی انسان یا درخت کا پتا نہین صاف میدان ہے جاڑے
کی یہ شدت ہے کہ کھیت سوکھے اوجڑے پڑے ہین کہین لب جو دو چار جانور آبی ہین
مارے سردی کے اینٹھہ رہے ہین اکڑے پڑے ہین جو ایک آدھ ارنڈ کا درخت ہے اوسی جاڑے
سے جو پالا پڑا ہے اوپر سے نیچے تک گلا ہے اندر سے باہر تک سڑا ہے رات کو آسمان سے برف
گری ہے زمین طبقۂ زمہریر ہے اس جنگل مین لطف صحرائے کشمیر ہے کھیت کی جو کیاری دیکھی
سے کھیتے کی کیاری پائی ہے گو مین کو جو بغور دیکھا تو ثابت ہوا کہ کسی دہقانی برف والے نے اپنی
بڑھی قفلی مین پانی کی برف جمائی ہے صبح کا وقت سرد سرد ہوا جاڑے کی یہ شدت اوسپر طرہ یہ کہ
شاہ صاحب کے تن پر کپڑا نہ پانون مین جوتا فقط ایک لنگی اوسپر لنگوٹ ایام سردی مین خصوصا
صحرا نوردی مین بھلا اوس کی کیا اوٹ شہزادہ مارے سردی کے بےچین ہوا قدم بڑھایا سردی
سے کانپنے لگا آگے بڑھتے ہی قدم لڑکھڑایا تنزیلے کی ہوا تیر سی لگنے لگی آتش غم دونی سلگنے لگی

[1] وارث و دو رس مراد از ملکہ حسن افروز دختر شاہ ۱۲
[2] روزن بمعنی فکر کر سنف
[3] روز دن سگرد ۱۲
[4] روان اسے جان ۱۲
[5] آب و ... مراد از اشک ۱۲
روزہ اوز بمعنی فاقہ ست ۱۲

شکم مین نارالتنور کا عالم ہوا دل کباب ہوا ہر استخوان ہیزم کی طرح جلنے لگا آہ کے ہمراہ پیچ و تاب کھا کھا کے دھوان نکلنے لگا دانت کٹکٹ بجنے لگے لب یاقوت سے نیلم ہوے عارض انور کو ہمرنگ برگ گل تر تھے سردی کے گزند سے برگ سوسن ہوے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہوگئے تھے اونگلیان ٹھٹھری جاتی تھین جو خانہ بغل سے باہر نکلتی تھین اس کڑکڑاتے جاڑے مین تڑاقے کی گرمی کا مزا تھا لطف تو تھا و لے جان گزا تھا کہ جو قدم آگے بڑھاتا تھا آبلہ پا کی صراحیان ریگ بیابان کے شوربے مین چھلکتی تھین جب مجمر فلک مین آفتاب کا انگارہ روشن ہوا آرام دل کے جسم کو گرمی پہنچی سردی کے گزند سے امین ہوا قدم تو بہی گرما گرمی سے اوٹھایا مگر ناتوانی سے بڑھا نہ گیا چار آٹھ گرا بیقرار ہو کر یہ اشعار زبان پر لایا +
ناتج ضعف ہی راہ طلب مین جیسے دستگیر پا + آتی ہین رکھا ہے پا مجھکو نظر زنجیر پا +
لے چلے ہین کوے جانان سے یہ وحشت مین مجھے + وادی پرخار پہ موقوف ہے تقدیر پا +
گرتے ہی ناتوانی سے غش آنے لگے نالہاے دل زار ستانے لگے بے چین ہوا گھبرایا پاؤن جو بیچ دلدل مین جھک گئے وصال یار کی طرف سے یاس ہوئی رو رو کر یہ ارشاد فرمایا میر تقی آہ سحر نے سوزش دل کو مٹا دیا + اس باد نے ہمین تو دیا سا بجھا دیا + اس موج خیز دہر مین ہمکو قضا نے آہ پانی کے بلبلے کی طرح سے مٹا دیا + بوے کباب سوختہ آئی دماغ مین + شاید جگر کو آتش غم نے جلا دیا + اسی طرح تین شبانہ روز گذر گئے حضرت عشق اپنا کام کر گئے دن کی دھوپ رات کی اوس بیکسی اور ناتوانی پر صد ہزار افسوس ایسے ناتوان ہوے کہ چل نہ سکے میر سر اوٹھاتے ہی ہوگئے پامال + سبزہ نودمیدہ کے مانند + آرام دل اپنی جان سے بیزار ہوا بے یار اس ذلت و خواری کی زیست سے شرمسار ہوا ارادہ کیا کہ اب کسی کنوئین مین آپ کو گرائیے دیدار یار حشر تک نصیب ہوگا فلک ستم شعار درپے کین وجفا ہے موت بھی خفا ہے پھر اس جینے کو کیا کہتے ہین بس آپ اپنے تئین ہلاک کیجیے مرجائیے محمد ابراہیم ذوق کیون جی کے ہجر مین ہوے شرمندہ یار سے + اب مر رہے ہین اوسکی پشیمانیون مین ہم + یہ سوچکر جی اوٹھا سامنے ایک چھپر اور کوان نظر آیا دیکھا اوس جھونپڑی کے آگے آگ روشن ہے خیال کیا کہ شاید کسی زمیندار کا مسکن ہے غرض وہ یوسف عہد چاہ سے گھبرا کر گرنے کی چاہ مین چاہ کی طرف چلا لب چاہ آتے ہی جونہین چاہ مین گرنا چاہا ایک آواز سنی کہ دیکھ کیا ستم کرتا ہے خدا کو بھول گیا کیون بے موت مرتا ہے آرام دل نے یہ سنکر جان دینے سے ہاتھ اوٹھایا اور اوس جھونپڑے کی طرف آیا دیکھا کہ منقوط شیخ کی جیب تخت نشین ہے نے جق جق نے بق بق جنت بن بیٹھین جبین غضب نقش جبین فیض بخش غیب بین

شب نخسپد و همی فن جستی جستی نهفتش نهفتن هبیت نزیب بنیش حسنش بتے عشق * نہیں ہیزی
جن بخشش خدا بخش * سو سوا سو برس کا سن و سال بھوؤن اور پلکون کے سب سفید بال تلاوت
قرآن مجید مین مصروف ہین ضیائے انوار سے وہ حجرہ تنگ وتار روشن ہے صندلی رنگ سے
گیروا پیرہن ہے چہرۂ مبارک سے آثار بدمزاجی نمایان ہین کسیکی طرف سے رنجیدہ خاطر ہین ملول
ہین آرام دل نے بکمال ادب سلام کیا اوس ولی اللہ نے منہ پھیر لیا پھر شہزادے نے
السلام علیکم کہا جب بھی جواب نہ دیا شہزادہ فقیر کے غضب سے ڈرا اور قدمون پر گر پڑا اوس
رہبر کامل نے شہزادے کا سر پاؤن پر سے اوٹھایا گلے لگایا پاس بٹھایا اور فرمایا کہ اے فرزند

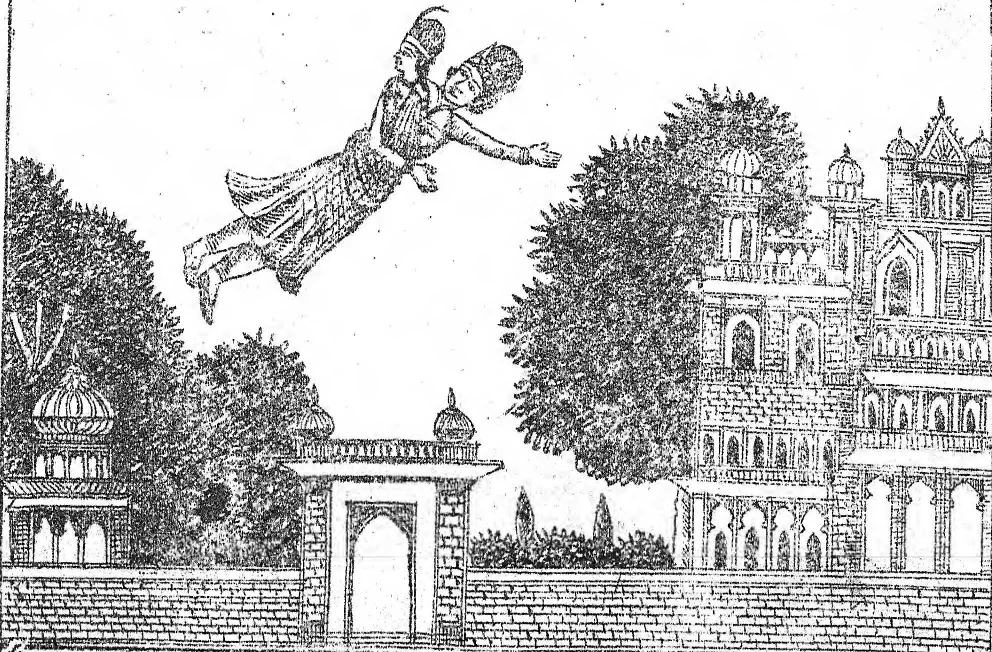


بس اتنی ہی تکلیف مین سے تمنے کریم کارساز کو بھلا دیا مرنے پر مستعد ہوے ذرا صبر وتحمل نکیا
ان اللہ مع الصابرین کا بھی اعتقاد دل سے اوٹھا دیا خیر آج توقف کر انشاء اللہ تعالے
علے الصباح رخصت کرونگا یہ سنکے شہزادے کو گونہ تقویت ہوئی رنگ زعفرانی ارغوانی ہو گیا
بشاشت طبیعت ہوئی پیر روشن ضمیر پایا اظہار مطلب سے کچھ مطلب نہ رہا سر نیاز جھکا کر دوبارہ قدم
چومے نعلینون کو آنکھون سے لگایا دن تو یاد الٰہی اور تلاوت کلام اللہ مین بسر ہوا شام ہوتے
ہی شاہ صاحب نے کھانے کے بدلے ایک چیز ایسی آرام دل کو کھلائی کہ کھلاتے ہی
شہزادے کے جسم مین فورًا اصلی تاب وتوانائی آئی صبح کو شہزادے نے اوس درویش کامل کے

رخصت چاہی فقیر نے ایک قمچی ہرے بانس کی دیکر کہا کہ بابا یہ چھڑی لو اور اسکے خواص یون رکھو جس وقت دشمن پیدا
کرو گے تیغ دو پیکر کا کام کریگی رزمگاہ مین عدو کو ماریگی تمھارا نام کریگی مقید کی زنجیر مین چھوا دو گے
زنجیر ٹوٹ پڑیگی رہا وہ گرفتار ہو جائیگا جس جانور کے تسخیر کا ارادہ کرو گے جب اس قمچی کا اشارہ کرو گے
وہ جانور مطیع اور فرمانبردار ہو جائیگا کمر سے لپیٹ لو گے طاقت پرواز ہو گی جہان چاہو جاؤ اختیار
ہے لوٹنا جاتی نہین سب بے تمھارے کسی سے ہل نسکیگی اگرچہ سکبار ہے دشمن کی گرفتاری کو حلقہ
کمند ہے مریض کے بدن مین بہ قطر شفا چھوا دو گے اکسیر کا کام کریگی دوائے دل دردمند ہے جس
شخص کی طرف تبدیل شکل کا قصد کر کے اس چھڑی سے اشارہ کرو گے اوسکی صورت فی الفور بدل
جائیگی جس آسیب زدہ کو دکھا دو گے آسیب دفع ہو گا بلا آئی ہوئی ٹل جائیگی مگر خبردار اسکو اپنے پاس
سے جدا نکرنا نہین تو بہت پچھتاؤ گے پھر ایسی چیز کہین نپاؤ گے اب بسم اللہ کر کے اسے کمر مین باندھ
اور ملکہ کے پاس جانیکا ارادہ کرو انشاء اللہ تعالے کرناس دیو پر مظفر اور منصور ہو گے ملکہ کے وصال سے
کامیاب اور مسرور ہو گے شہزادہ یہ سب باتین اپنے ذہن نشین کر کے درویش طریقت کیش کا قدمبوس ہوا
اور بہت سا شکر ادا کیا پھر شاہ صاحب نے اپنے دست مبارک سے وہ قمچی شہزادے کی کمر مین
باندھی شہزادے نے ملکہ کے پاس جانیکا ارادہ کیا دل تو اودھر ہی رجوع تھا مگر اور بھی آمادہ کیا
بمجرد عزم کوہ البرز پر جس مکان مین وہ دلدار دوران یار بے یار و مددگار محبوس تھی جا پہونچا دیو کو پیغام
اجل آ پہونچا **آرام دل** نے جو آنکھ اوٹھائی **نسیم لکھنوی** دیکھا تو در قبول وا تھا بے تکلف
دروازے مین قدم رکھا ناگاہ ایک صدائے دردناک با نالہ و آہ جانکاہ کان مین آئی کہ ارے ظالم
شبہائے فراق تو رو رو کے بسر ہوئین اب صبح قیامت آئی مگر افسوس تو نے خبر نلی ہماری حالت
پر کیا کیا آفت نہ آئی رند صدمہ ہجر سے چھوٹون مجھے راحت ہو جائے ✤ دم نکل جائے کہین جلد
فراغت ہو جائے ✤ جو میرے الفت مین شہادت ہو جائے ✤ فخر کونین ہو عاشق کی سعادت ہو جائے
آرام دل نے آواز اپنی جانی کی پہچانی گوش دل سے سنا دلبر کی بیکسی اور بے بسی پر رو دیا پھر یہ شعر
پڑھتا ہوا شوق دیدار مین چلا **ناسخ** مردے کو جلاتی ہے تری نازکی آواز ✤ اعجاز کا اعجاز ہے آواز
کی آواز ✤ اندر جا کر دیکھا کہ ملکہ دالان مین بیٹھی رو رہی ہے گلستان حسن مین خزان ہے سنبل سے
زلف پریشان ہے عارض گلبرگ طمانچون کے داغ سے رشک سوسن ہے تار تار پیرہن ہے نہال
قد بار غم سے سرنگون ہے ضعف ہے درد ہے جنون ہے نرگسی چشم شبنم وار گریان ہے کسی کے
انتظار مین وا ہے کسیکو نگران ہے **نسیم لکھنوی** بال اوسکے وبال سے بڑھے ہین ✤ ناخن بھی بلا

سو رہے تھے ہین آرام دل دوڑکر ہم آغوش ہوا خوب چلا چلا رویا ایسا رویا کہ بیہوش ہوا ملکہ حسن افروز پہلے تو ایک فقیر برہنہ کو بے تحاشا اپنے پاس آتے دیکھکر ڈری مگر پھر بغور جو ملاحظہ فرمایا اپنا آرام دل اپنا محبوب وائل پایا دیکھتے ہی کلیجہ پھڑکا دل نے شاہدی دی وہین دوڑ کا پھر تو دونون عاشق ومعشوق ہم آغوش ہوکر خوب روئے دفتر غم والم مدتہاے دراز کے دھوئے روتے روتے ہچکی بندھ گئی غش آنے لگے پھر دامنون سے آنسو پونچھکر باہم سمجھانے لگے مصنف عشق نے دونون کو جدا کرکے * پھر ملایا خدا خدا کرکے * جب بیقراری سے تسکین ہوئی طمانینت اضطرار کی جگہ جانشین ہوئی ملکہ نے اپنی بیکسی اور بے قراری دیو لعین کی زبردستی اور ستمگاری پھر اپنا حفظ جان کرنا اور اپنی آبرو اوس ظالم سے بچانا پھر اوسکا گاہ گاہ آنا جانا سب حقیقت کہہ سنائی اور آنسو پونچھکر کہنے لگی کہ دیکھیے خداوند کریم مجھ گنہگار کی کب خبر لیتا ہے کس دن اس موذی بدذات کے ہاتھ سے جان اور آبرو کے ساتھ نجات دیتا ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک پہاڑ کالا سامنے نظر آیا اور مانند باد تند کے دھواں دھار فلک پر چھا گیا پھر رفتہ رفتہ زمین پر اوتر آیا دیکھا تو وہی عفریت پلید تھا ملکہ خوف سے کنارہ کوٹھری مین چلی گئی آرام دل باستقلال تمام وہی بانس کی چھڑی لیکر ہوشیار ہوا دیو کرناس نے آتے ہی جھنجھلا کر شہزادے پر خنجر مارا انگشتری سلیمانی سپر ہوگئی ذرا نہ کارگر ہوا پھر اوس موذی نے منتر پڑھکر پھونکے انکا بھی کچھ نہ اثر ہوا جب دیو اپنا وار کرچکا شہزادے نے نیترا بدل کر اور کبھی ہاتھ زمین سے اوچھلکر دیو کی گردن مین قمچی ماری نسیم لکھنوی غش کھاکر زمین پر گرا دیو پر موجود ہوے ہزارہا دیو * بدلی کی طرح جو امڈے دشمن * لاٹھی سے ہوا یہ برق خرمن * موسی کا عصا تھا لٹھ جوان کا * ایک ہی لاٹھی سے سبکو ہانکا * سرمہ کیا کوہ پیکرون کا * جی چھوٹ گیا دلاورون کا * غرض شاہزادے نے سبکو بھگایا مار مار خوب ہکایا جب سب بھاگ گئے تو دیو کرناس کی لاش پر آیا سر اور جسم اوسکا ایک جا کیا پھر خدا کا شکر ادا کیا مدعاے دل بر آیا ملکہ کے پاس آیا اور کہا ذرا باہر نکلکر دیکھو وہ دیو لعین اور مکار تمھارا محرم اسرار پڑا ہے ملکہ نے کہا کیا خوب میرے دشمنون کا محرم اسرار ہوتا تمھین کچھ سودا تو نہین ہوا ہے جو بربر و گالیان دیتے ہو خدا جانے کب کا بدلا لیتے ہو واہ واہ تم تو خوب اپنے دل کے پھپھولے پھوڑتے ہو نئے نئے رشتے جوڑتے ہو شہزادے نے کہا صاحب خفا کیون ہوتی ہو دل تو دو منزل ہنسی ہنسی مین کیون رنجور ہوا ہمنے تو تفریح کی ایک بات کہی تھی اور اگر سچ پوچھو تو درست کہی تھی اچھا معاف کیجیے قصور ہوا ملکہ نے کہا دیکھو پھر تم وہی بکے جاتے ہو اپنی حرکتون سے باز نہین آتے ہو خدا کی قسم مین اپنا منہ پیٹ لونگی مجھے نہ ستاؤ

مین ہزارون گالیان دونگی شہزادے نے وہی تھپکی اپنی کمر سے لپیٹ کر ملکہ کو آغوش مین دبالیا



اور دل مین ملک فارس جانے کا ارادہ کیا ملکہ نے گود مین مچلکر کہا کہ واللہ ہے نہ بولو ہمین ستاؤ گے ہم کچھہ کہہ بیٹھین گے ہمارا زیادہ منہ نہ کھلواؤ یہ فقرہ تمام بھی نہ ہونے پایا تھا کہ دونون موتی محل مین داخل ہوئے آرام دل نے کہا صاحب بے وجہ طبع نازک پر ملال ہے بھلا یہ کیا موقع ہے کیا محل ہے ذرا انکھین میرے سر کی قسم آنکھہ کھولکر دیکھو تو یہ کسکا باغ ہے کونسا محل ہے ملکہ حسن افروز تختے مین بھری بیٹھی تھی کچھہ نہ بولی مگر موتی محل اور باغ حیات بخش کو دیکھکر حیران ہوئی دل مین کہنے لگی کیا مین خواب دیکھہ رہی ہون جو اپنا باغ اور محل اور وہی نہر وتالاب دیکھہ رہی ہون یہ تو اسی فکر مین غلطان پیچان رہی وہان کسی خواجہ سرا نے یہ خبر مسرت اثر بادشاہ کے حضور مین پہونچائی بادشاہ یہ خبر سنتے ہی گھبرائے ہوئے موتی محل مین آگئے شہزادہ قدمبوس ہوا بادشاہ نے سر اوٹھایا دست و بازو چومے پیشانی پر بوسہ دیا پھر ملکہ کو گلے لگایا خوب روئے شہزادہ یہ کیفیت دیکھکر دیوان عام مین تشریف لایا خاص محل مین جو یہ خبر معلوم ہوئی مبارک سلامت کی ہر طرف دھوم ہوئی بیگم صاحبہ نے ماتمی لباس اوتارا خواصون مین غوغا ہوا موتی محل مین جانے کے لیے شور وغل سے عجب ہنگامہ ہوا کوئی گھبراکر پا برہنہ اوٹھ کر چلنے کو طیار ہوئی کوئی سوتے سوتے چونک پڑی شور وغل سنکر بیدار ہوئی کوئی ننگے سر دوپٹے کا آنچل انگیا مین کھونسکر چڑیا کی طرح اوڑی ہوئی آئی کوئی

یار کی بغل سے اوٹھی بے قرار ہو کر دوڑی اچھی طرح ازار بند بھی نہ باندھنے پائی کوئی انگنائی مین ننگے سر ہو کر سجدے کرنے لگی کوئی کوٹھے پر سے اوترنے لگی کسی دلسوز نے گھی کے چراغ جلائے کسی نے القند پیر منائے کسی نے پکارا ارے چینا اوسنے جو کہا جی آئی تو برہم ہو کر للکارا کہ او قطاما ادھر آ کسی نے ملک کر کہا کہ الہی تیرا شکر کہ تو نے چھوٹی بیگم کو ہمسے ملایا کوئی بولی ارے چلو بیگم صاحبہ کہتی ہونگی کہ ہم اتنے دنون کے بعد آئے گویا ہماری دوبارہ زندگی ہوئی مگر کوئی اب تک ہمارے دیکھنے کو بھی نہ آیا کوئی جھٹ پٹ پاندان کھولنے لگی اور کہنے لگی کہ میری بیگم نے مدت سے گلوری نکھائی ہوگی ہے کسنے کھلائی ہوگی مین تو ایک گلوری بنا کر لیے چلتی ہون غرض بیگم صاحبہ موتی محل مین تشریف لائین قمر النسا اور ملکہ کی مانی اور خواصین سہیلیان سب آئین مان اپنی نور بصر سخت جگر کے گلے لگ کر خوب روئی ملکہ ایسی بیقرار ہوئی وہ اشکبار ہوئی کہ روتے روتے غش آیا یہ حال دیکھکر سبکو ایک سکتا ہوگیا عجیب ماجرائے حیرت فزا ہو گیا جب رونے دھونے سے افاقہ ہوا سب ملکہ کو خاص محل مین لائے جلدی جلدی صدقے اوترنے لگے شہزادی کے زندہ اور سلامت آنے کی تمام شہر مین خبر مشہور ہوئی بلکہ تمام قلمرو مین دور دور ہوئی جب سے یہ حادثہ ہوا تھا بادشاہ نے دربار بند کیا تھا تمام شہر مین ماتم تھا ہر ایک کا عجب عالم تھا اوس روز صبح ہوتے ہی بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا شہزادے کو برابر بٹھایا سب امرا وزرا چھوٹے بڑے شاد ہوئے نوبچیا نوبت مین خوشی کی ہزارہا سلکلین دغین محبسون کے دروازے کھل گئے ہزارون قیدی دائم الحبس رہا ہوئے لاکھون بردے آزاد ہوئے خزانے مین توڑون کے منہ کھول دیے جنہون نے پیسا کبھی نہ دیکھا تھا کہ کیسا ہوتا ہے اونھین روپے بے گنتی دیے شہر مین ہر فرد بشر نے اپنے گھر مین جشن کیا ساری دولت باپ دادا کی جمع کی ہوئی ذرا سی خوشی مین لٹا دی خزانچی نے شاہ کے حکم سے پچاس لاکھ اشرفیان بات کی بات مین لٹا دین دوپہر تک عام دربار رہا ہر شخص آرام دل کو دیکھکر اوسکے حسن خدا داد اور جوہر شجاعت پر جان و دل سے نثار رہا شاہ نے دوپہر جشن جمشیدی کر کے دربار برخاست اور وزیر اعظم کو انتظام شادی کا حکم دیا اب سنیے کہ وزیر حسب حکم شاہ کوہ البرز کے پتے پر بتلاش ملکہ حسن افروز روانہ ہوا تھا دس روز کی راہ چار روز مین طے کر کے اوس پہاڑ کے نیچے پہونچا ہر روز اوس مکان کے گرد پھرتا اندر جانیکی گھات لگاتا مگر کہین دروازے کا نشان نہ پایا

نسیم لکھنوی ؏ اوس بیچ مین تھا طلسم کا ڈر * ششدر رہا چار سمت پھر کر *

آخر دیوار توڑ کر اندر گیا دیکھا کہ دیو کا تن سر سے جدا ہے شہزادی کا پتا نہین رومال پڑا ہے وزیر نے ملکہ کا عرق چین

پہچانا اور سمجھا کہ شہزادہ آرام دل آیا اس ملعون کو جہنم مین پہونچایا ملکہ کو لیگیا اس نابکار کو واقعی
سزا دیگیا پھر نعش کو ہاتھیون پہ بار کرکے بادشاہ کے دکھانے کے لیے آیا یہان پہونچکر خدمت باد
شاہ اور شہزادۂ جہان پناہ سے مشرف ہوا دیو کی لاش جو آئی تمام شہر اُمڈا چھوٹا بڑا دیکھنے چلا
ہر خورد و کلان پیر و جوان نے دیو پر نفرین کی شہزادے کی شجاعت اور دلیری پر تحسین کی غرض
شہزادے کی قوت کا غلغلہ زماہی تا بماہ ہوا شور تھا کہ کیسا جوانمرد بادشاہ ہوا

ترانہ سنجی عندلیب خامہ دربیان شادی و کیفیت عروسی و دامادی

پلا ساقیا ساغر پر سرور ٭ کہ لکھنا ہے سامان شادی ضرور ٭ پلا دے مئے شادمانی کا جام ٭ اوٹھا لے ذرا ساغر لالہ فام
بہت مدتون مین رہا خستہ حال ٭ نصیب اب دختر رز سے کروے وصال ٭ صنم ماہ رو یار کے مسرور ہوکر
تری مین عنایت کا مشکور ہون ٭ کوئی بوتل اچھی سی لادے مجھے ٭ اگر سو برانڈی پلادے مجھے ٭
شب وصل بہتر ہے از روز عید ٭ پلادے پھر اب کیا ہے گفت و شنید ٭ مشاطہ کلک جواہر سلک
عروس مدعا کو حجلۂ بیان مین یون آرایش دیتی ہے کہ وزیر حسب الحکم شاہ ثریا جاہ کاروبار شادی کا منتظم
ہوا شہزادے کی طرف مہتمم ہوا باغ حیات بخش مین آیا داروغہ باغ کو تیاری کا حکم سنایا باغ حیات بخش
مین آرایش ہوئی شاہدان گلعذار نے اپنا اپنا سنگار کیا اور ہی زیبایش ہوئی ہر باغ پر نقارخانہ رکھا
گیا شادی کی نوبت آئی نوبت بجنے لگی موتی محل آراستہ ہوا کوٹھی سجنے لگی باغ مین از سر نو چمن بندی
ہوئی روش پٹڑی درست ہوئی باغبانون نے اپنی اپنی کاریگری دکھائی ساون بھادون مین جھرنا
جاری ہوا فصل بہار آئی زعفران کی کیاریون پر نئے نئے بنگلے بنے شاہدان بوستان بخزان
مین ٹھن کر طیار ہوے سوسن نے مسی کی دھڑی جمائی طوطی کے درخت نے ہاتھون مین مہندی
لگائی گل صدبرگ نے چنپئی جیرا باندھا چنبیلی نے سفید پوشاک پہنی اس سادگی سے معشوق طرحدار
ہوے معشوقون کے کم تولنے کی ادا اختیار کی یہ بھی اپنی دانست مین وضعدار ہوے سنبل نے
زلف پیچان بنا کر بڑے ناز و ادا سے کمر تک لٹکائی نرگس نے دنبالہ دار سرمہ لگا کر بلبل سے آنکھ
ملائی شاہد گل نے گلابی جوڑا پہنا کیوڑے کا عطر لگایا داؤدی نے زعفرانی جوڑا زیب بدن کیا
سہاگ کے عطر مین اپنا بدن بسایا انگور خوشی کے سرور مین مست ہوا لالہ نے انبساط کا ستوالا شراب
ارغوانی کا پیالا بدست ہوا نافرمان کی اودی پوشاک دل مین کھبنے لگی سبزۂ نودمیدہ کی دھانی
رنگت آنکھون مین چبھنے لگی سرو لبجو معشوقون کی طرح اکڑنے لگا شاد ہوا قد دلدار سے مشابہ ہوا

اسلیئے شہنشاہ دکھا نام باغ حیات بخش مین گلشن آباد ہوا شہر لطافت سے مین حوض کوثر کی نہر اور باغ
شود فردوس بریں کا ہوا تسکین بخش دلہاے غمگین ہوا گل بوٹہ برگ و بار کے نشو و نما مین قدرت حق
جل و علا نظر آئی اوس باغ جنت نما مین کچھ عجیب کارخانجات شاہ بلند مکان تھے کہ مالنین پری زاد
حورین تھین باغبان حسین غلمان تھے غرض گلہاے ناشگفتہ خوشی سے پھولے نہ سمون باد بہاری سے
ہوے طاؤس باغ کا چمن دیکھکر رقصان ہوے نہرین و فوارے قطار قطار کہ دو دو گز سے جوہر کے
پر لب تھے جاری ہوے صدہا من بادلہ کترا گیا نہرین چھڑکا گیا زمین پر ستارے نظر آنے لگے
خصوصًا فوارے جو سارے چھوٹتے تھے گردون سے ستارے ٹوٹتے تھے عجب کیفیت
نمایان ہوئی باغ رشک آسمان ہوا نہر غیرت کہکشان ہوئی روشون پر مینا بازار لگا دیکھنے والون
کے دلون مین خار لگا حلوائیون نے طرح طرح کی مٹھائی دوکانون مین لگائی خوانچہ والے بیچار بیچار
کر سودا بیچنے لگے ایک روش پر کبابیون نے اپنی اپنی دوکان جمائی القصہ یہان آرام دل
نے زعفرانی جوڑا پہنا وہان بیگم صاحبہ نے اچھی ساعت شبھ گھڑی ملکہ حسن افروز کو مانجھے بٹھایا
والان کے پردے چھوڑ دیے آفتاب کو ابر مین چھپایا بادشاہ نے شہر مین کھیر اور شربت کی
نہرین جاری کر دین اور جلاد فلک کو حکم دیا کہ جسے نہرین دیکھ اوسے جیکا دے جو سفید پوش نظر آئے
اوسے دریاے حوض مین نہلا دے بیرنگ ساو چیخ گجھبار نے تمام شہر چھان ڈالا مگر کوئی شخص سفید پوش
نظر نہ آیا گلابی یا زرد جسے دیکھا اوسکو دو رنگ مین ڈوبا پایا جن بادشاہون راجہ بابوون کو فرمان
شاہی اور شقے پہونچے وہ سب آئے شہر کے باہر پانچ کوس تک ہزار ہا خیمہ استادہ ہو گیا جو جس
کام پر معین ہوا وہ اوسکی بجا آوری مین آمادہ ہو گیا پانچ روز کی راہ تک مینا بازار اور خاص بازار
جوہری بازار راہ نخاس بازار نہایت کیفیت اور عمدگی کے ساتھ آراستہ ہوا جسنے دیکھا اوسے سکتا
ہو گیا راہ چلنے والا کھڑا ہو گیا در شہر پناہ سے انتہاے بازار تک دو رستہ تنور گرم ہوے دکانون
کی کثرت اور خلقت کے اژدہام سے وہ کشمکش کہ کسیکو بیٹھنے کی مہلت اور جگہ نہ تھی سب حلوائی
اپنی اپنی دکانون کے آگے کھڑے ہوے گھنٹے والے کا قلاقند شہد سے کی برفی اور بالوشاہی
برفی جیسے برف کی ڈلی میٹھے کی مٹھائی گلمین اور سچے متھرا کے پیڑے دل کی جلیبی دہی اور بالائی
کے پیالے گرما گرم تازہ تازہ دودھ سبحان اللہ کیا قدرت رب ودود کہ پانچ منزل تک چلے جائیے
اوتھی خرچ نہ ہو اور کھانے کو ہمہ نعمت موجود شہر مین بادشاہ نے سواے دعوت کے توڑے بندی
کی فی کس دو خوان پلاؤ زردہ قورمہ متنجن کباب بریانی کلیجہ پسندہ فرنی مربا اچار باقرخانی اور دو

خوان میوہ جات انار بہی ناشپاتی پستہ بادام اخروٹ انگور ولایتی مع ایک ایک ہزار روپیہ نقد ادنیٰ اور اعلیٰ سبکو عنایت کیے جو دو چار شہر مین باخدا اور ولی تھے انھون نے نعمت دنیا سمجھکر انکار کیا نہین نہین کہکر بہت اصرار کیا جو بادشاہ کا حکم بجا لائے اور وہ خوان اونکے دروازے پر رکھکر چلے آئے جب تو بڑے بندی ہو چکی منادی نے ندا دی کہ خبردار کوئی کسیکو تکلیف نہ پہونچائے زر و شتی نکرے سب لوگ اپنے اپنے گھر مین جشن کرین کوئی کسیکو کسی طرح کا رنج نہ دے یہ سنکے حضرت عزرائیل نے بھی قبض روح سے ہاتھ کھینچا جامع مسجد کے شہدون کو کوتوال کا خوف بالکل جاتا رہا پھر تو بیغم نگی اوڑانے لگے ہزار ہزار روپیہ جو نقد سرکار سے ملے تھے اونکی ایک ہی ایک موٹھ آنے لگے اگر گشت مین کہین کوتوال صاحب سے ملاقات ہو گئی تو وہین جھجک کر سلام کیا اور موچھون پر تاؤ دیکر یہ کلام کیا کہ کیون پیر و مرشد ایک ہفتے تک کیا کیجیے گا اب تو ہمارے پو بارہ ہین اب اسی شہر مین ایک دو نہین اٹھارہ ہین اب کسکا جو ایکڑ کے سزا دیجیے گا الغرض جو تھا مئے نشاط سے سرشار تھا محو تماشائے رنج و محن جسے کہتے ہین وہ ایک ادنے ادنے مزدور سے منزلون دور تھا چار سو طائفے عمدہ عمدہ رنڈیون کے موجود تھے مگر وہ بھی کافی نہوے اور ملکون سے رنڈیان آئین لکھنؤ مین ڈھونڈھو تو رنڈی کہین گھس لگانے کو نہین ملتی تماش بین کوٹھون پر جاتے محجوب ہو پھر کر چلے آتے محل سے باہر دیوان خاص تک اور وہان سے تمام شہر مین اور در شہر پناہ سے پانچ کوس نخاس تک دو رستہ ٹھاٹھر بندھے جابجا نقارہ خانے بنے روشنی کے ٹھاٹھر ہوئے صندلی لکڑی کے ٹھاٹھر بجائے بندھن طلائی گل میخین اونپر نقرئی چراغ رکھے ہوے ٹھاٹھر کے قریب برابر برابر بلوری لالٹینین شام ہوتے ہی اون مین شمع مومی اور کافوری روشن ہوئین سب کا گل بند ہو گیا گلگیر کا تو غم نہ تھا غیرت گلشن ہوئین بادشاہ نے چراغون مین بجائے روغن سہاگ کا عطر جلوایا قصے کہانیون مین سنا کرتے تھے مگر شاہ گردون بارگاہ نے نقل کو اصل کر دکھایا آتش اللہ ری ہماری تکلف شب وصال ٭ روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا ٭ جابجا حوض بنے ہوے چہ بچے کھدے ہوے اونمین صد ہا من عطر بھرا ہوا اچھے اچھے سفید پوشون نے ٹھاٹھرون پر روشنی کی خوشبو کے لالچ سے یہ جبر اختیار کیا ذرا نہ انکار کیا روشنی کرتے وقت دو ایک چراغ اپنے اوپر گرا لیے کسی نے جو کہا کہ یہ کیا کیا تو وہین بپھر گئے ہنسکر کہنے لگے بھائی واللہ بھولے سے گر گئے نقارخانون مین جب شام کی نوبت بجی ہر دوکان دار نے اپنی اپنی دوکان بھی نیچے سے اوپر اور اندر سے باہر تک قد آدم آئینے لگا دیے جھاڑ کنول جلا دیے آئینے بندی سے روشنی اور دو چند ہو گئی

عالم پسند ہوئی اس روشنی کی کیفیت مین دو کانون کا سجنا اور غضب تھا غور کرکے جو دیکھا تو عطر
کی مہک سے شہر رشک ختن تھا آئینہ بندی سے غیرت حلب تھا ہر دوکان کے آگے ایک ایک
رنڈی کا طائفہ نقار خانون کے چار چار دروازے ہر دروازے پر ایک ایک کتھک کا لونڈا آدمیون
کی تو یہ کثرت کہ تمام شہر امڈا ہوا سارا لکھنؤ بھرا ہوا اگر عجب طرح کا اہتمام اور کچھ طرفہ انتظام تھا کہ
کہین شور تھا نہ غل تھا یہی اہتمام بالکل تھا یہان تو یہ کیفیت تھی دہان موتی محل مین الماسی جھاڑ
روشن ہوئے مکان جنت نشان پر عجب جوبن ہوئے **آرام دل** کے آنے کے روز پانچ لاکھ
بتی چڑھی تھی اوس روز پچاس لاکھ گلاس عطر اور گلاب کا چڑھایا گیا شہر مین سہاگ کا عطر بھیک
تھا یہان عنبر کا عطر جلایا گیا اودھر سے ساچق کا اہتمام ہوا ادھر سے اوسی تاریخ مہندی کا سرانجام
ہوا اگر ساچق کی آرائش مین سے ایک تختہ کی آرائش لکھون باغ حیات بخش کو رشک گلزار ارم ہے
حسرت سے خار کھائے اور اگر مہندی کی زیبائش اور شوخی تحریر کرون لکھنا کیسا اگر اسکا تصور
بھی آئے قلم شاخ مرجان اور پنجۂ خیال رنگین ہوجائے اور بھی خیال کیا کہ طوالت کے سبب ناظرین
کے دل اوچٹ جاتے ہین ایسے ایسے مقامون پر ورق کے ورق اولٹ جاتے ہین بجز اوسکے
کا مزا جانتے ہین تمام دفتر اسی کے لیے چھانتے ہین ہزار کھو کب مانتے ہین قصہ مختصر جب برات کا
روز آیا چھوٹا بڑا پھولون نہ سمایا شام کو شہزادہ **آرام دل** حمام مین داخل ہوا جلوہ افروز بیچ تشت سیمین
وہ ماہ کامل ہوا **میر حسن** ہوا جبکہ داخل وہ حمام مین ✤ عرق آگیا اوسکے اندام مین ✤ تن نازنین
نم ہوا اوسکا کل ✤ کہ جس طرح شبنم مین ڈوبے ہے گل ✤ خواصین وہ باندھے ہوئے لنگیان ✤
سر و مہر سے طاس لیکر وہان ✤ لگین ملنے اوس گلبدن کا بدن ✤ ہوا آب سے ڈنڈہا وہ چمن ✤
نہانے مین یون تھی بدن کی دمک ✤ برسنے مین بجلی کی جیسی چمک ✤ ہوا قطرۂ آب یون چشم بوس ✤
کہ تو پڑے جیسے نرگس پہ اوس ✤ لگے ہونے ظاہر جو اعجاز حسن ✤ ٹپکنے لگا اوس سے انداز حسن
وہ گورا بدن اور وہ بال اوسکے تر ✤ کہے تو کہ ساونون کی شام و سحر ✤ زمین پر تھا اک موجۂ نور خیز
ہوا جبکہ فوارہ سان آب ریز ✤ نہا دھو کے نکلا وہ گل اس طرح ✤ کہ بدلی سے نکلے ہے مہ جس طرح
غرض شاہزادے کو نہلا دھلا ✤ دیا خلعت خسروانہ پنہا ✤ جواہر سراسر پہنایا اوسے ✤ جواہر کا
دریا بنایا اوسے ✤ جب اس سج دھج کا بنا بنا فلک نے ستارون کو نثار کیا اودھر ملکۂ **حسن افروز**
کو بھی دولھن بنایا دلون کا ارمان نکالا ادھر دولھن کی آرائش تھی اودھر دولھا کی زیبائش
تھی **نسیم لکھنوی** یہان مہندی سے نے چومے پائے خورشید ✤ وان سبز ہوا نہال امید ✤

وان جم گیا منہ پہ رنگ امید ٭ یان غازہ سے رخ شفق مین خورشید ٭ یہ یان جو گلاب سے نہائی
وان تازگی آبرو نے پائی ٭ افشان ہوئی یان ستارہ افشان ٭ وان جبہہ سے روشنی دوچندان
یان مانگ سے رنگ کہکشان ماند ٭ وان شملۂ سر سے ہالے مین چاند ٭ یان زلف نے کھائے
پیچ پیچ ٭ طرّہ کلغی پہ وان تھا سر پیچ ٭ آنچل ہوئے یان نقاب عارض ٭ سہرہ ہوا وان حجاب عارض ٭ رخ
زیبا ہوا یان بدن پہ گہنا ٭ وان جامہ وفا کا اوسنے پہنا ٭ محرم کے کسے گئے اودھر بند ٭ ہمت کا
بندھا اودھر کمر بند ٭ یان گل سے بہار بوستان ہے ٭ آرایش تخت گل وہان ہے ٭ مہتاب کی
چاندنی کا یان فرش ٭ وان چرخی سے چرخ مین سر عرش ٭ یان جلوے حنائی اونگلیون سے کے ٭
وان روشنی سکے تھے بخشانے ٭ بادل جو یہان گرج رہے تھے ٭ وان دھوم سے باجے بج رہے
تھے ٭ پھر بجے بارات طیار ہوئی سواری کی خبر سنتے ہی توپخانہ دغا برابر کئی فیر ہوئے پھر تمام فوج
مین کمر بندی ہوئی آتشبازی کی آتشباری سے زمین و آسمان کرۂ نور ہوا رسالون کے طنبور بجنے
سے شور نشور ہوا مہتابیان جو چھوٹین چاند کے منہ پہ ہوائیان اوڑنے لگین انار کے پھولون پہ فلک
نے ستارون کا گنج نثار کیا ہتہ پھول کا تماشا دیکھ چرخ گردان چکر مین آیا پلٹنون مین جا بجا باجا
بجا ہر ایک نے اپنے تئین سجا لیا اتنے مین دولہا فیل خوشخرام پہ سوار گرد و پیش شاہ و شہریار نام خدا
ظل ہما سر پہ بخت یاور اقبال اوسکا ایک ادنے فرمان بردار ہمراہ رکاب ظفر انتساب عالم کا
ہجوم خلقت کی دھوم ہزارون امرا ساتھ سب پیادہ کوئی ہاتھی کی جھول پکڑے رستا تھامے
ہوئے وزیر اعظم مورچھل بردار اس سامان و شوکت کے ساتھ دیوان خاص سے دیوان عام
مین برآمد ہوا پھر ہزار ہا بخشاخہ روشن ہوگیا افراط نور اور روشنی کے وفور سے جنگل وادی ایمن
ہوگیا علم ظفر پیکر ہاتھیون پر بلند ہوئے نشانون کے پھریرے کھول دیے آگے آگے ماہی مراتب
اور شتر سوار زنبورون کے سر ہونے سے آسمان و زمین دھوان دھار پیچھے رسالونکی پے کچھ ہندوستانی
کچھ ترک سوارون کی صدا اوجدھر مین ہر شاہ و گدا آرایش تخت رشک تختہ گلستان تخت روان پر
کسبیون کے رقص سے اوتنا رستہ غیرت پرستان خاصہ گھوڑون کی قطار پھر پلٹنین اونکے بعد ہزار ہا
خاص بردار اور نیزہ بردار اور ہیر ترک عربی گھوڑون پر سوار اہتمام کرتے چوبدار سونے کے عصا ہاتھو
مین لیے برابر قدم پڑتا شانے سے شانہ رگڑتا جا بجا نشان کے جھنڈے گڑتے فیل سبک رو کے پیچھے
دو ڈیرے پڑتے آگے آگے روشن چوکی بجتی اوسکے سرون مین بہاگ اور سورٹھہ کی دھن وہ دھیمے
سُر کہ تمام عاشق سن تے سجھے سبکے ہاتھی پر نقارہ کٹتا زر و جواہر لٹتا آہستہ آہستہ قدم بقدم جو کہ سی

گشت کرتے خاص بازار و نخاس بازار کو طے کر کے پھر خاص محل مین پہونچے دولھا کو ہاتھی
پر سے اوتار گھوڑے پر سوار کیا محل کی ڈیوڑھی پر لائے خواصون نے طشت پر آب گھوڑے
کے سمون پر ڈالا زر و جواہر نثار کیا دلون کا ارمان نکالا جب دولھا محفل مین تشریف لایا دو نو
رنڈیون نے برابر کھڑے ہو کر ایک سُر مین یہ سہرہ گایا **مصنف** اے شہ حسن بندھا جبکہ ترے
سہرا ÷ پائبوسی کو جھکا فخر سے بڑھکر سہرا ÷ باغ فردوس سے رضوان نے جو گل بھیجے ہین ÷
جب بنا ہے کہین اے گل تر اگر یہ سہرا ÷ اسلیے بطن مین رکھے تھے صدف نے گوہر ÷ آبرو
پائیگا اک دن ترا بنکر سہرا ÷ مارے شادی کے شگفتہ ہوے جاتے ہین یہ پھول ÷ کیا کھلا ہے
ترے چہرے پہ کھلا کر سہرا ÷ صاف ہین اے فلک حسن شفق مین تارے ÷ رخ پہ مقنع ہے ترے
مقنع کے اندر سہرا ÷ عکس رخسارہ روشن سے ترے رشک قمر ÷ چاندنی بنکے پڑا فرش کے اوپر
سہرا ÷ اے قمر مستحق گوہر تحسین ہوا ÷ تیرا لایا ہے **سخن** آج جو کہکر سہرا ÷ نماز کے وقت قاضی
صاحب تشریف لائے ناچ رنگ گانا بجانا سب موقوف ہوا جھنڈی بردارون نے پہچان اور جھٹے
جلدی جلدی محفل سے اوٹھا دیے نکاح پڑھا گیا ہفت اقلیم کے خراج پر مہر بندھا جب عقد سے
فراغت ہوئی قاضی صاحب تشریف لے گئے ناچ شروع ہوا پھر وہی کیفیت ہوئی نامرادون
کی مراد بر آئی رنڈیون نے بہار بھیروین مین یہ مبارکباد گائی **مصنف** بلبلان موسم گلزار مبارکباشد
عاشقان جلوۂ دلدار مبارک باشد ÷ ابر بر دور فلک جلوہ نما شد ساقی ÷ مجمع خانۂ خمار مبارک باشد ÷
تا ابد باد وصال گل و بلبل قائم ÷ دشمنان راہمہ تن خار مبارکباشد ÷ جلوۂ عیش بماند بطرب خانۂ دل ÷
حسن یوسف بخریدار مبارکباشد ÷ درجہان باد طرب باز قران السعدین ÷ بہ سخن اینچنین اخبار مبارک
باشد ÷ پھر دولھا کو محل مین بلایا قمر النسا نے آنچل ڈالا لوگون نے اور بہت سے ٹوٹکے کیے
مسند پر بٹھایا دولھن کو گود مین لائے دولھا کے برابر بٹھایا رسم ریت ہونے لگی پرستش ختم ہونے
لگی پہلے ایک خواص آئی دولھن کا پائجامہ لائی اور کہنے لگی لو میان اسمین ایک ہاتھ سے ازاربند
ڈالو ادھر اودھر نہ دیکھو بھالو پھر ایک لڑکی بہت خوبصورت آئی دولھا کا کان زور سے مل گئی
چٹکیون مین دل مسل گئی یہ بے ادبی اور گستاخی آرام دل کو ناگوار خاطر ہوئی رنجش باطنی
چہرے سے ظاہر ہوئی قمر النسا نے کہا حضور دولھن لیجانا کیا آسان ہے خفا نہوجیے گھبرائیے
نہین ابھی تو دلون مین بہت سا ارمان ہے پھر ڈومنیون نے نبات جنوائی مصری ڈھیکا ڈھیکا
کر کھلائی جب شربت پان کا بیڑا کھلایا وہ گلے مین پھنسا یہ کھل کھلا کر ہنسا گھبرا کر تھوکنے لگا ہنسین

کھلکھلا کر سبھوں نے غل مچایا جب تو شہزادہ بدمزاج ہوا بہت غصے میں آیا لوگوں نے قہقہہ مارا ٹھٹھوں میں اوڑایا سبحان اللہ یہ وقت قابل دید ہوتا ہے عاشق کمبخت اسی دن کے لیے روتا ہے ان باتوں کے مشتاق عالم میں خاک چھانتے ہیں جہان کی نعمت کو اس مرتبے کے آگے خاک جانتے ہیں قصہ مختصر دولہا نے دولھن کو دوشالہ اوڑھایا پردہ کیا آرسی مصحف روبرو آیا خدا نے یہ دن دکھایا

عنایت جامع المتفرقین سے ساعت قمر اور مشتری میں قران السعدین ہوا دل بے قرار کو چین ہوا آتو جی نے سورۂ اخلاص پڑھ کے دم کی ڈومنیوں نے اور ریت رسم کی چشم بد دور آئینہ روبرو ماشاء اللہ صورت خوب دلخواہ محبوب دوبدو کوکب بخت بر سر یاری محبوبیت کا عالم طاری شہزادے نے ملکہ کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ بی بی میں تمہارا غلام ہوں بندۂ بے دام ہوں ذرا آنکھیں کھولو لِلّٰہ کچھ منہ سے بولو یہ سنکر ہمجولیوں نے قہقہہ لگایا یہ کلام دولہا کے عجز و نیاز کا سب کے دلوں کو بھایا ملکہ بھی در پردہ مسکراتی تھی دل ہی دل میں کھلی جاتی تھی غرض جب سب رسمیں ہو چکیں دولھن وداع ہونے لگی زار زار رونے لگی ہر چند دلشاد اور بشاش تھا مگر اس وقت ڈومنیوں کا بابل گانا لوگوں کا رونا دھوم مچانا دولھن سے ایک ایک کا ملنا اور رونا بیگم صاحب کا بلک بلک کر جان کھونا بڑے بوڑھوں کا گلے لگانا تسکین خاطر حزین فرمانا رو رو کے بلائیں لینا ہاتھ پھیلا پھیلا

کے دعائین دینا بادشاہ کا محل مین آنا بیٹی کو گلے لگانا بار بار سوتین اور دعائین پڑھ پڑھ کے
دم کرنا یہ سب باتین ہو چکین دولھن کیا سبکی چھاتی بھر آئی غم کی گھٹا کشت زار دل پر چھائی سواری دروازے
پر طیار تھی دولھا نے دولھن کو گود مین اوٹھایا سبکے دل بیٹھ گئے رو رو کے کہرام مچایا سب نے
بسم اللہ بسم اللہ کہکر دولھن کو دروازے تک پہونچایا دولھا نے دولھن کو نالکی مین سوار کیا قمر النسا
مان باپ کو چھوڑا مگر اپنی شہزادی کا ساتھ اختیار کیا کہارون نے نالکی اوٹھائی
کا ہجوم ہوا بسم اللہ الرحمن الرحیم کی آواز آئی بارات رخصت ہوئی سبکی بری حالت ہوئی اندر محل مین تو
ہجوم غم و الم سے ماتم تھا باہر عجیب عالم تھا آسمان و زمین در و دیوار مکان و مکین جھاڑ کنول فرش
فروش سب پر عجیب اداسی چھائی تھی نوکر چاکر شاگرد پیشہ ازبیس تا ستائیس ہزاری ہزاری
سبکو تعجب ہوتا تھا کہ سکا فرش کہان کا اسباب اور سامان سب اوسی طرح جہان تہان وہ پڑا رہگیا
یہ کیفیت دیکھکر سبکو حیرت ہوئی جو یہان کا نظارہ تھا کہ ذرا رہگیا اس کارگاہ بے ثبات مین کچھ عجیب
کارخانے ہین کوئی روتا ہے کوئی ہنستا ہے کوئی رہا ہوتا ہے کوئی دام مین پھنستا ہے کوئی غم
اوٹھاتا ہے کوئی ہنستا ہے اس سرائے فانی مین کوئی رہ رہ کر کھوتا ہے کوئی کہتا ہے یعنے ایک پیدا
ہوتا ہے دوسرا مرتا ہے آدمی کبھی شاد ہوتا ہے کبھی نوحہ اور واویلا کرتا ہے مگر جب شادی و غم
دونون توام ہین تو لوگ ناحق مبتلاے اندوہ و غم ہین ع صبا یہ اوسکا ہے موجد وہ اسکا
موجب ہے * بشر ہے غم کے لیے اور غم بشر کے لیے * سامان برات اگر مکرر لکھون قند مکرر کا مزا آئے
مگر اسی سیر مین کہانی ناتمام رہجائے غرض اسی تجمل اور شان و شوکت سے بارات دن کو موتی محل
مین آئی نامرادون نے مراد پائی شہزادے نے یہ کہکر نالکی کا پردہ اوٹھایا لا اعلم ... اوس
کو التجا کرکے * کفر توڑا خدا خدا کرکے * جب دولھا نے دولھن کو گود مین لیکر اوتارا شہزادے کو عید
قربان تھی ہر ادا پر صدقے جان تھی بکرا ذبح کرکے دولھن کے انگوٹھے مین لہو لگایا ملکہ جہان گرچہ ظالم تھین
مگر وہ بھی اوس وقت آرام دل کی ایک ایک ادا پر بسمل ہو چکی تھین عشق کا توڑ تھا مصاحبت کا نچوڑ تھا
ذرا سا لہو لگا کے وہ بھی شہیدون مین داخل ہوگئین غرض دولھن محل مین آئی سب نے مل کے کھیر کھلائی
جب یہ سب رسمین ہو چکین شہزادے نے بیقرار ہوکر دعا مانگی کہ الٰہی جلد اب شام ہو اور دور غم
آلام ہو اودھر ملکہ کا باین عشق و محبت تقاضاے سن سے عجب حال تھا کہ دمبدم حجاب کا عالم تھا
آنکھین نیچی کیے شرمائے سر جھکائے بیٹھی تھی اور دل مین کہتی تھی کہ او کمبخت خانہ خراب دل تو پہلے
لگا بیٹھی جگر آتش عشق جلا بیٹھی مگر یہ نہ سمجھی کہ جب وصال ہوگا تو اوس وقت کیا حال ہوگا اوس دم تو

جو کچھ بنے گی اپنے ہی دم پر بنے گی کسیکا کیا جائے گا صدمے اور اذیت اپنا ہی دل اوٹھائیگا اوس وقت مصیبت مین کون اپنا ساتھ دیگا چھٹی کو کون ہاتھ دیگا دیکھے کیا ہوتا ہے کیسا حشر برپا ہوتا ہے سجن اگر زبردستی کرینگے تو ہم پہلے سمجھا لینگے اگر اسپر بھی وہ نمانینگے تو کوئی اور تدبیر نکالینگے باتون مین لگا کے وہ وقت ٹال دینگے گالیان دینگے چٹکیان لینگے ہنسی ہنسی مین ٹلا دینگے یہان تو یہ ادھیڑ بن تھی شہزادے کو وصل کی دھن تھی جب وقت شام ہوا وصل کا سر انجام ہوا دولہا دولھن چھپر کھٹ مین ہم آغوش ہوے مارے مستی کے بیہوش ہو گئے انیس لکھنوی

پیارا اٹھا ہی سب نے کا جوڑا * خلوت مین دولہا دولھن کو چھوڑا * سب پردگی ہوئی تھی جو آڑون مین * دروازے سے لگ کے بند کین آنکھین *

سہاگ کا عطر پھولون کی مہک اوبٹنے اور حنا کے تیل کی لہک ریت کا جوڑا سالو کی خوشبو معطر کن مشام جان دافع خفقان مقوی روح وروان عالم شباب فرط شوق سے دل بیتاب نیند کا خمار مستیون کے اوتار ادھر گرمجوشی اودھر خوف سے ٹھنڈی ٹھنڈی سانس کبھی حیا سے خاموشی اودھر سے چھیڑ چھاڑ اودھر بناوٹ سے بگاڑ دولہا کا موقع پر ہاتھ لگانا دولھن کا حیا سے بدن چرانا شرمانا شہزادے نے کہا ع ندو صل کی شب یون نہین اے قاضی حاجات رہے * حشر کے روز تلک صبح نہو رات رہے * یہ باتین جنپر گذر گئی ہین یہی لوگ خوب واقف ہین یا جو عاشق مزاج ہین اونپر منکشف ہین پھر شہزادے نے ملکہ کا گھونگٹ اوٹھا کر کہا سید محمد خان رند گلے لگائیے بلائیے لیجئے ہمکو پیار کرین * جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین * ملکہ نے مطلب کی بھنک پا کے حیا سے سر جھکا لیا زانو پر جو شہزادے کا ہاتھ گیا تھا آہستہ سے زانو سرکا لیا آرام دل نے ہاتھ جوڑے بلائین لین پانون دبائے لاکھون منتین کین مگر ہان کب دعا قبول ہوتی تھی تمنائے دل کب حصول ہوتی تھی جب منت سماجت سے کام نہ نکلا تو شہزادے نے کہا صبا بندہ اب ناصبور ہوتا ہے * عفو کیجئے قصور ہوتا ہے * ملکہ نے آہستہ سے جوابدیا کہ معاف تو ایک کوڑی بھی نہین ہوتی قصور کروگے تو سزا پاؤگے زیادہ بڑھ جاوگے منہ کے بل گروگے زک اوٹھاؤگے شہزادے نے کہا ع ند برا نہ مانیے ہم عرض حال کرتے ہین * فقیر لوگ سخی سے سوال کرتے ہین * ملکہ نے جواب دیا کہ صاحب اگر دشمن محتاج ہین تو دروازے پر جا کر سوال کرو یہان کیا رکھا ہے اس سے کیا فائدہ ہے آرام دل نے کہا واہ سبحان اللہ صبا خوب عاشق کا پاس کرتے ہو * ہر گھڑی دور دور ہوتا ہے * یہ کہکر سوال وصال کیا ملکہ نے سیانپن سے بدوراندیشی ٹال دیا پھر بہزار ناز و انداز فرمایا ع ایسی باتین زبان سے نہ کہو

آرام دل نے موقع پاکر بکمال منت و سماجت عرض حال کیا اور فرمایا صبا اس گھڑی کا لیے نہ باتون پہ اس بت کیا اسے شعور ہوتا ہے ملکہ نے کہا اچھا دیکھو تمھین خدا کی قسم یہ کیا کرتے ہو واہ کسیکی جان جائے یا رہے مگر تم انھین باتون پر مرتے ہو صفیر آج سے تب تمھین زیادہ ہے دیکھو دیکھو یہ کیا ارادہ ہے آخر کار شہزادے نے دست گستاخی بڑھایا بڑھی گھاتون سے بہ وساطت کی باتون سے اوس گل کو دونون پر چڑھایا اللہ اعلم

وصل کی شب کو حسن سے ہوشن شوق ہے ملا	ہوا اغیار سے عیش کا سامان ہوا
نازک اندامی سے اوس شوخ کا کچھ بس نہ چلا	چاہتا تھا وہ بہت پر نہ ہوا جیسے بدا
غنچہ خاطر ناشاد کھلا آخر کار	بعد مدت کے خزان دور ہوئی آئی بہار

جب گل سے دل بلبل کا غنچہ امید کھلا دشمن کمبخت کا پردہ فاش ہوا آخر پاش پاش ہوا اور سرخ گلعذار ہوا وہ خندان یہ اشکبار ہوا ملکہ کو غش آگیا تھا جب ذرا ہوش آیا تو فرمایا

مثنوی آپ کا سارا پیار دیکھ لیا + خوب حیران مجھکو تمنے کیا + آبرو آپ کی مزید ہوئی + خون بہا میرا آپکو عید ہوئی + خوب کی مجھسے واہ واہ صاحب + اجی شاباش مرحبا صاحب + غرض

صبحدم **نسیم لکھنوی** جب اوڑھی عروس مہ نے چادر + نکلا پردے سے شاہ خاور + ثابت جو وہ شب کو تھے ٹکتا رہے + خورشید نکلتے ہی سدھارے + لیٹے آرام گہ سے دلخواہ + نکلے دولھا دولھن سحرگاہ + ایک سرخرو دوسرا زرد رو دونون آنکھین ملتے اوٹھے ایک دوسرے کو حیرت سے تکتا تھا ادھر حیا سے بری حالت تھی ادھر سے ہٹ نہ سکتا تھا جب شہزادہ حمام مین داخل ہوا ہمنشین بدن چور رات کو تاکتی پردون کو پھاڑ پھاڑ کے جھانکتی تھین ملکہ کے پاس آئین رات کی باتین اچھا اور اشارے مین زبان پر لائین قمر النسا نے کہا بیگم تمھین میری جان کی قسم سچ کہنا رات شہزادے کو کے جوتیان لگائین ملکہ بیچ کی سنکر شرم سے سر اوپر نہین اوٹھاتی تھی پسینے پسینے خجالت مین ڈوبی جاتی تھی وہان شہزادہ نہا دھو کے پاک صاف ہو کے دربار مین گیا یہان دولھن کو خواصون نے نہلایا پوشاک عروسی اور زیور پر تکلف سے آراستہ کیا چوتھی کا جوڑا پہنایا دربار برخاست ہوا دولھا محل مین تشریف لایا دولھن کے ساتھ خاصہ نوش فرمایا جب شام ہوئی چوتھی کی طیاری ہوئی صدہا من ترکاری ہر قسم کی اور منون میوہ سب طرح کا طلائی خوان اور جڑاو کشتیون مین بھرا ہوا خوانون پر گنگا جمنی تیلیون کے کھانچے کشتیون پر کاشانی مخمل کارچوبی خوان پوش پڑے پڑے تجمل اور دھوم سے چوتھی شہزادی کی طرف سے محل مین آئی پھر دولھا طلب ہوا چھیڑنے والیان چھپ گئین دولھا دولھن چوتھی کھیلنے

لگے بہانے کھیر کھلائی پھر گلبازی ہوئی قدرت حق کی کارسازی ہوئی دولھانے دولھن گلبدن کی طرف پھول پھینکے لوگون نے دولھن کے ہاتھ سے وہی پھول باہستگی دولھا کی گود مین رکھدیے

قطعہ گلبن اوس طرف گل افشان ہوا اوس طرف کو تو * پھول چن چن کے مجھے زور سے مارے تک تک * اور جیبی مین بھی کوئی پھول تفنن کے لیے * پھینکون دانستہ خود اتنا کہ نہ پہونچے تجھ تک *

پھر آہستہ سے دولھانے پھولون کی چھڑی دولھن کو ماری قمر النسا نے دولھن کے ہاتھ سے دولھا کو زور زور سے چھڑیان لگائین اب کہان تک شرح کرون طول دون خلاصہ یہ کہ سب رسمین عمل مین آئین جب دولھا دولھن چوتھی کھیل چکے دولھن کو لوگون نے چھپر کھٹ مین پہونچایا رنڈیون نے حشر مچایا دولھا پر چارون طرف سے چھڑیون کی مار اخروٹ اور بادامون کی بوچھاڑ پڑنے لگی کسی کمبخت نے سیب اس زور سے کھینچ کر مارا کہ دولھا کے لگتے ہی پاش پاش ہو گیا کسی بیدرد نے بیگن پھینکا کسی خام پارہ نے چھوارا کھینچ کر مارا کسی نے پٹتے وقت باجی کو پکارا شہزادے نے بھی جس سہیلی نکیلی مست سرشار صورت دار رنڈی پر تاک کر انگور کا خوشہ مارا وہ آنکھ کے گوشے مین لگا آہ کر کے بیٹھ گئی سب نشا ہرن ہوا جسکو تجی شکرقند ہاتھ مین لیکر دکھائی اوسنے فوراً اپنی صورت پردے مین چھپائی جب لگائی پردہ توڑ کر جھپکے لگی اودہ کر کے اوچھل پڑی چلائی نارنگی جب پھینکی چھاتی کے سوا اور کہین نہ لگی کیلا جب مارا تنچے ہی کا دھڑ تاک کے مارا انار جب پھینکا جب چہرے پر جھپکے لگا کھل گیا دانون کے ساتھ دو ایک دانت بھی جھڑ گئے پانچ چار اوکھڑ گئے ایسی چوتھی کھیلی وہ مار دھاڑ کی کہ تین پانچ بھول گئے رشیے ششدر رہ گئے خوشی کی بات تھی اسلیے سب سہ گئے جب چوتھی کھیل چکے سب ہنگامہ موقوف ہوا شہزادہ خوابگاہ مین تشریف لایا پھر وہی عیش کا سامان تمام ہوا وصل کا سرانجام ہوا اوس رات نے عجب لطف دکھائے دونون طرف دل کھلے ہوے حیا و شرم کا نام نہین کسیکو کسی طرح کا رنج و آلام نہین دلون کے سو سو طرح کے مزے آئے ہر روز اسی طرح با عیش و نشاط ساغر تمناے وصال سے معمور رہتا دل بادۂ سرور سے مسرور رہتا شہزادے کو دن عید اور رات شب برات تھی وصل جانان ایام گذشتہ کی مکافات تھی صبح و شام بادۂ نشاط سے سرشار عیش و نشاط مدام نہ ہجر سے کچھ مطلب نہ فراق سے کچھ کام تھا نہ بیم فلک کینہ ور نہ خوف گردش ایام تھا

عزم آرام دل سوے وطن رخصت ہونا شاہ سے

بیان جلوس سواری اور تجمل و حشم روانہ ہونا

چل اری توسن خامہ فرخندہ گام ؛ کہ سامان شادی ہوا سب تمام ؛ بر آیا مرے دل کا سب
مدعا ؛ جو کچھ چاہتا تھا وہ حاصل ہوا ؛ مگر اب ذرا حال رخصت لکھون ؛ بہار خزان سیر غربت
لکھون ؛ سیاحان دشت پیما و رہ نوردان آبلہ پا احوال رخصت شہزادہ آرام دل مہر سیما
یون لکھتے ہین کہ ایک شب شہزادے نے چھپر کھٹ مین لیٹے لیٹے ملکہ سے کچھ اشتیاق ملازمت
والدین کا اپنے ظاہر کیا اوس رعنا جو کو تو خوشی خاطر اپنے محبوب کی بدل منظور تھی فی الفور جواب دیا
کہ نسیم لکھنوی چلیے گا تو ساتھ ہین بلا عذر ؛ رہیے گا تو بندگی مین کیا عذر ؛ شہزادے کی تو
یہی آرزو تھی صبحدم آتے ہی شاہ سے اپنا حال عرض کیا نسیم لکھنوی دعوی نہین کچھ دیے ہوے
پر ؛ قائم رہیے کیے ہوے پر ؛ لازم جو ہوا وسمین کد نہ کیجیے ؛ سائل کا سوال رد نہ کیجیے ؛ بادشاہ
یہ سنتے ہی گھبرائے فرمانے لگے کہ ملک حکومت فوج سلطنت خزانہ سب کچھ موجود ہے پھر رخصت
چہ معنی دارد بسم اللہ حکمرانی کرو مین ایک اولاد کے سوا دوسرا فرزند نہین رکھتا جو بعد میرے وارث
تاج و تخت ہو پھر کیا سبب جو ایسا کلمہ زبان پر لاتے ہو ناحق بیٹھے بٹھائے مصائبات سفر اوٹھاتے
ہو شہزادے نے دست بستہ عرض کی کہ قبلۂ عالم منصفی شرط ہے حضور کی سلطنت سے کمترین
کو کچھ کام نہین مگر حضور اپنے اوپر ہی قیاس فرمائین کہ آپ کو جب مفارقت اپنے فرزند کی ایک
لحظہ گوارا نہین تو واے بر حال میرے والدین کے کہ ایک مدت دراز سے مجھ نالائق کی تمنا ے
دیدار مین مضطر اور بیتاب ہونگے لوگ بیچارے میری تلاش اور جستجو مین خراب ہونگے بادشاہ نے
فرمایا اچھا ایک برس اور توقف کرو پھر رخصت کرونگا شہزادے نے عرض کی حضرت اب تو ایک
ایک ساعت ایک سال کے برابر ہے میرے حال پر رحم فرمائیے رخصت کیجیے اگر میری
خوشی مد نظر ہے غرض بادشاہ نے ہر چند سمجھایا بہلایا راہون کا نشیب و فراز سنایا مگر وہ کب
سنتا تھا نسیم لکھنوی دو دل جو ہون چاہتے یہ راضی ؛ یہ جان لے کیا کرے گا قاضی ؛
ناچار بادشاہ کو سواے رخصت اور کچھ بن نہ آیا وزیر اعظم سے واسطے طیاری سامان سفر کے
ارشاد فرمایا تاریخ بھی مقرر ہوا جبر اً قہراً مہینہ بھر اور رکھا جب مہینہ گذر گیا بموجب حکم بارک اللہ
یوم السبت و الخمیس جمعرات کے دن آدھی رات رہے سے کوچ کی طیاری ہوئی اوس شب
لوگون کو نیند نہ آئی پہر رات رہے سے زن مرد لڑکے بوڑھے جوان کا ہجوم ہوا ہر شخص سواری
کا جلوس دیکھنے چلا میر حسن یہ خالق کی تھی قدرت کاملہ ؛ تماشے کو نکلی زن حاملہ ؛

پانچ کوس تک دو رستہ آدمیون کی بڑی کثرت تھی کوٹھون اور برآمدون پر بھی یہی کیفیت تھی شہزادہ
رخصت ہونے لگا بادشاہ نے رو کر آرام دل کو گلے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا پھر بازو پکڑ کے
سورۂ فاتحہ پڑھی اور یہ کہکر رخصت فرمایا مولانا نظامی سپردم بتو مایۂ خویش را تو دانی حساب کم
بیش را چو جب شہزادہ سوار ہوا توپخانہ سر ہوا شاہ ثریا جاہ اسد برج مین تشریف لے گئے اور وہان سے
سواری کا جلوس دیکھنے لگے پہلے دو لاکھ سوار زرق برق دریائے آہن مین غرق نوجوان گھوڑے
وہ کہ جسپر ابلق لیل و نہار نثار پانون مین موزے کتان کے پاجامے حریر کی قبائین اوپر زرہ سر پر
خود ہاتھون مین دستانے پشت پر گینڈے کی ڈھال بے مثال کمر [illegible] کی کٹار آبدار ڈاب مین
تلوار قبور طمنچے کی جوڑی بندوق چقماق کندھے پر برچھا ہاتھ مین ہر جوان کی تیکھی چتون نوک جھوک
بات بات مین طرق کے طرق پرے کے پرے گھوڑے کڑکاتے لوگون کو پھر کاتے کنوتیان ملاتے
باگین اوٹھائے دریائے فوج مین سے موج کی طرح نکل گئے پھر آگے فیل ہاتھی پر علم ظفر پیکر پیچھے
تکھنے پیچھے بعد اوسکے ماہی مراتب سورج مکھی شیر دہان اب سواری کا سامان شروع ہوا ہر شخص دیکھنے
کو رجوع ہوا ہزار بارہ سو سانڈنی جنکے شان مین فرماتا ہے والے الابل کیف خلقت بغدادی
دکھنی مارواڑی دو دو سو کوس کے دھاوے کی منقش کی باگین طلائی مہارین گلے مین سونے
کے گھنگرو صندل کی کاٹھی کمخواب کی جھولین اوپر پندرہ پندرہ برس کے جوان سوار بناتی پاجامے
سرخ کرتی چینی بتی پشت پر سپر ترکش مین تیر پر تلے مین تلوار دوش پر کمان کم سن خوب صورت نوجوان
ہاتھ مین کوڑا مہارین کھینچے مہرے کاٹھی سے ملائے طاؤس کا جوبن دکھائے اور دو ہزار بچھیرا
تاکند ناپ کا پورا جنکی تعریف خالق کونین نے فرمائی ہے والعادیات ضبحا کہکر قسم کھائی ہے
اوسمین دو دو سو دریائی باقی سب عراقی ترکی عربی ایرانی کابلی کچھی خراسانی ختائی دکھنی کاٹھیاواری کامدانی
گردنیان گرد موتیون کی جھالر منقش کی چوٹیان مخملی کارچوبی گدے لیس کے فراخی قائزہ کھنچی بلبل گرتے باجے
کی آواز سے ڈرتے اور سات سو خاصہ کوتل بانانی چار جامے کارچوبی زین پوش اوپر کوتل کش سونے
کی رکابین کمخواب کے تنگ پر زر دو شالون کے زیر بند طلائی کلغی جواہر نگار پوزی موچی گردنون مین
یاقوت کے اوسکے سونے کے توڑے گلے مین ہیکل پانون مین جھانجھین پٹھون پر موتیون کی پاکھر
رنگین دم دو دو دو انگل پر ناملے پڑے طیاری سے دم سم سائیسون کے ہاتھون پر اوڑ جانے کی
گھاتون پر معشوقون کی طرح پھڑکتے توپ کی آواز سے بھڑکتے سائیسون کے ہاتھون مین سونے
کے موٹے موٹے کڑے کانون مین سونے کے مرکیان سر پر گلناری پگڑی گلے مین اطلس کی مرزائی

پانوؤن مین بنارسی دھوتی پگڑی پہ داڑھی باندھے کے رومال کی گرہ لگی ہوئی ایک لپیٹ
حور و نوکا جوتا پانوؤن مین جیسے لکھنؤ کے جوہری یا متھرا کے سیٹھ مقیش کی باگ ڈورین کندھون پہ
گنگا جمنی ڈنڈیون کی چھڑیان ہاتھون مین پہنچیان پٹلیان اکبری جسینی اختری نادری اونکے پیچھے چھ ہزار
اوسپر عجب جوبن بارہ بارہ برس کے جوان رشک غلمان لکھنؤ کے بوٹ پانوؤن مین چوڑی دار
پائجامے سرخ اطلس کے انگرکھے سینے کسے بندھے گلنار رنگ کی پٹیان کرن کے طرے چھوٹے
چھوٹے ٹیمچے اور کپتیان پیچک کی چھڑیان کمرین سے لٹکے رفل کندھون پر ساز و سلنگ ٹرے درست
انتہا کے چالاک و چست باجا بجاتے برابر قدم اوٹھاتے تنبور کی صدا قرنا کی اداوف کی آواز
گھنگھرو بانسلی کی دھن جھانجھ کا شور غلغلہ عجب کیفیت دکھیہ ہی تھی کہ نقیب اور چوبدارون کی آواز
کانون مین آئی اونھون نے آواز لگائی کر و مجرا شہزادہ عالم پناہ سلامت پھر ایک غول خواصان
ہوا سواری قریب پہونچی ہر شخص بے قرار ہوا دیکھا دس بارہ ہزار خاص بردار خاصیان کندھے
پر اونکے غلاف کاشانی مخمل کے گرد پوش صاف صاف ململ کے پائجامے اطلس کی چپکنین
زربفت کے شالی پٹکے سر پر باندھنو کا چیرہ بیش قیمت سندیل نما پیچھے آرام دل عماری دار
ہاتھی پر سوار خواصی مین محمود وفادار ہاتھی فلک شکوہ پیچھے مین باعظمت و شان سب ہاتھیون سے
دونا لاکھہ دولاکھہ مین ایک رنگار رنگا یاو صندار خرطوم سے تا بہ مستک رشک گلزار دونے بائین دو
برچھی والے ہاتھون مین سنبھالے انکو پر سونے کے جڑاؤ دہالے مستک پر فولادی سپر
اوسپر کلغی گلے مین طلائی ہیکل کانون مین بالیان اون مین موتیون کے بالے ناظرین کے
جی بے چین کرنے والے سلطانی بانات کی جھول تخمیناً دس گز کا عرض پندرہ گز کا طول کارچوبی
بہت سنگین کام سلمے ستارے سے مغرق تمام سرخ ریشم کا رستہ جواہر نگار عماری جواہرات مین جڑی
ہوئی ساری فوجدار خان خوش رو جوان سجائے فیلبان دکھنے ہاتھ مین جواہر نگار گجباگ بائین ہاتھ
مین پچوان مستک پر رکھے ہوئے آسن جمائے مہرہ اوٹھائے ہاتھی سکے خرطوم مین چنور دم بدم
ناز و ادا سے شہزادے پر ہلاتا معشوقانہ جوبن دکھاتا آرام دل کے برابر ذرا ایک قدم پیچھے
ہٹ کر ملکہ حسن افروز پردہ دار عماری مین فیل خوشخرام پر سوار مصاحبت مین قمر النسا بیگم پیر
حور کردار اوسکے پیچھے پندرہ ہزار ہاتھی ہودج اور عماری کا خاص شہزادے کی سواری کا اونکے
بعد کئی سو رتھون مین ماما ئین اصیلین مغلانیان خواصین پیش خدمتین سوار ملکہ کے ہاتھی پر
خواجہ سرا فیلبان ہاتھی کی وہی شوکت وہی شان عماری طیاری مین اوسی عماری کے برابر

بلکہ اس سے بہتر اندر گنگا جمنی چلمنین باہر کارچوبی پردے مخملی فرش او سپر مسند تکیہ لگا دیوار گیرون
پر چھوٹے چھوٹے دوالماسی کنول روشن عماریان مین موتی محل کا جوبن ملکہ والدین کی مفارقت
عزیز و اقارب کی مہاجرت مین فرط آلام سے خاموش سرنگون دل مین ہزارون وسواس مگر رضی
برضاے ایزد بیچون قمر النسا دل بہلانے کی باتون مین سیر و تماشے کے حرف دکھایاتون
مین مصروف ان دونون ہاتھیون کے گرد ہزارون غلام سیمبر زرین کمر بے انتہا خواجہ سرا الماس
فیروز بسنت یہ اونکے افسرون کا پتا جھرٹ مارے ہوئے لال سبز لالٹینین ہاتھون مین لیے
ہوے لالٹینین بلوری روشن کیے ہوے سواری جو اسد برج کے نیچے پہونچی شہزادے نے
جلدی سے بیچوان الگ کیا اور ہاتھی پر کھڑے ہوکر شاہ کو آخری مجرا کیا بادشاہ کی آنکھون سے
آنسو گر پڑے منہ پھیر لیا وزرا امرا زار زار رونے لگے رومال آنسوؤن سے بھگونے لگے اوس
وقت سقون کی گلاب پاشی صبا کی جانخراشی خوشبو کا لپکنا دشت کا مہکنا صبح کا جھٹپٹا وقت
نسیم سحر کا فرفر چلنا شمعون اور مشعلون کا جھلملا جھلملا کے جلنا سورج کی کرن کا پھوٹنا شہزادے



سے خلقت کا چھوٹنا تمام عالم کی گریہ و زاری صغیر و کبیر پہ بیقراری کا عالم طاری یہ کیفیت جو نظر آئی مہر منور چرخ چہارم پہ مضطر ہو کر بنظر عبرت تماشا دیکھنے نکلا فلک ستم شعار کہ اس سیر کو بچشم انجم نگران تھا اوس سے بھی نہ دیکھا گیا گھبرا کر آنکھین بند کر لین چاند کی رنگت فق ہو گئی منہ پر ہوائیان اوڑنے لگین آخر مہتاب نے اسی غم مین گھلا گھلا کے آپ کو ہلاک کیا سحر نے اپنا گریبان چاک کیا سبزے کے دل مین غم کی برچھی لگی بے اختیار شبنم کے آنسو ٹپک پڑے درخت حیرت سے کف افسوس ملتے تھے کھڑے پہاڑ مین شیر نے اللہ ہو کا نعرہ مارا مرغ سحر اللہ اکبر پکارا ہر جانور خدا کی یاد کرنے لگا ہوالباقی کا دم بھرنے لگا شہزادے کی فرقت مین در و دیوار چرند پرند انسان حیوان سب کو رقت دشت کو وحشت آسمان کو حیرت صحرا جنگل کوہ سنسان بیابان ہو کا مکان عجب عالم نظر آیا سنگدلون کا بھی دل بھر آیا روتے روتے لوگون کی ہچکی بندھ گئی کلیجے تھرا گئے ہزارون کو غش آ گئے سیل اشک آنکھون سے جاری تھا بیخودی کا عالم طاری تھا آخری دیدار تھا لوگ بار بار حسرت کی نگاہون سے دیکھتے تھے زار زار روتے تھے اور یہ کہتے تھے رند مژدہ اے گردون بر آیا تیرے دل کا مدعا ✣ شہر سے آباد آتا ہے نظر ویرانہ آج ✣ سواری جب دور نکل گئی لوگ ناچار با دل داغدار و جگر فگار اپنے اپنے گھر آئے مگر کہان کی بھوک کہان کی پیاس سب کا جی بے چین چہرہ اداس شہر اجاڑ مکان سپاٹ ویران بازار گل و گلزار بدتر از خار نظر آنے لگا سب کا دم گھبرانے لگا بادشاہ خلقت کی بیقراری زن و مرد کی آہ و زاری دیکھتے تھے اور بھی صدمہ دلپر ہوتا تھا القصہ کوتاہ جب سواری [illegible] پہونچی اور خزانہ توپخانہ میگزین اردوے معلےٰ خیمہ ڈیرہ جا چکا بادشاہ باچشم اشکبار محل مین تشریف لائے وہان دیکھا تو سبھون کی روتے روتے بُری حالت بیگم صاحب کو غشی کی نوبت گھبرا کر جی بہلانے کے لیے باغ حیات بخش مین تشریف لائے وہان عجیب رنگ نظر آئے روش ٹیڑھی بگڑی ہوئی سبزہ پامال تمام باغ مین پت جھڑ درختون کا برا حال سرو مین بل شمشاد مین خم لالہ داغ بر دل نرگس چشم پرنم گلاب کے درخت مین پھول کیسا کلیان پتے نام کو نہین سوکھا ہوا کانٹا موتیا بے آب چنبیلی کی مٹی خراب بنفشہ پژمردہ ریحان بیجان سوسن خاموش سنبل پریشان نہر خشک بے آب مچھلیان زبان نکالے ہوئے بیتاب انگور مثل دل عاشقان مرجھائے زعفران کے تختہ کی طرف دیکھو تو بے اختیار رونا آئے نہ وہ باغ نہ وہ بہار نہ وہ گل نہ وہ خار نہ بلبل کے چہچہے نہ وہ درخت سرسبز لہلہے نہ قمری کی کوکو نہ کوئل کی تو تو نہ مور کا شور نہ ساونون کی گھٹا گھنگھور نہ نسیم نہ صبا نہ کہین صیاد کا نام نہ گلچین کا پتا نہ سبزہ نہ صحرا نہ کیفیت گلزار نہ موسم خزان نہ فصل بہار جب آندھی کا جھونکا آتا درختون کے ہوش

بگڑ جاتے ہر چھپنے کے ساتھہ دو چار چڑ پڑے اوکھڑ جاتے یا دھر دھر کے زور سے ٹھنے بیٹھے ہوئے چیتون سے مہر لبریز کنوئین سپٹے ہوئے بجائے بلبل زاغ زیب گلشن قمری کی جگہہ بوم شوم کا مسکن ہوتی محل ویران نہ فرش نہ وہ تکلف نہ وہ زیبایش نہ وہ سامان جابجا جانوروں کے گھونسلے آشیانے کوؤن کی بیٹ خس وخاشاک کے ڈھیر کہین کنکر کہین پتھر کہین اینٹ یہ سیر دیکھکر حضرت ظل سبحانی عالم سکوت مین ششدر وحیران تھے ہو الغفور الودود ذی العرش المجید فعال لما یرید کہتے تھے اور گریان تھے سبحان اللہ جہان گذران سرائے فانی کچھہ عجب مقام ہے جسے دیکھو با ذرو و آلام ہے آیندہ روند کا تانتا ہے ہر ایک سے رشتہ ہی ناتا ہی مگر ثبات بجز ذات پروردگار نہین ع یکے ہمیر دو دیگرے ہے آید* کسیکو اس دہر ناپایدار مین قرار نہین جو لوگ فنا فی اللہ مین انکی تو کیا کہتے نہین تو وہان سے شوق دیدار مین آتے ہین آب سردنان گرم سایہ دیوار شاہد گلعذار باغ وبہار جہان کی نعمتون کے مزے اوٹھاتے ہین حب وطن یاد آتا ہے ع حب وطن از ملک سلیمان خوشتر* کہتے ہوے اعمال نیک یا بد ساتھہ لیکے چلے جاتے ہین رشتۂ الفت ہر ایک سے توڑ جاتے ہین سکو روتا چھوڑ جاتے ہین سید محمد خان رند کیے ہین خوب سے نظارے باغ ہستی کے* جہان کو بس مرے پروردگار دیکھہ چکے* ہوے سفید وسیاہ جہان سے واقف* بہت سی گردش لیل ونہار دیکھہ چکے* القصہ آرام دل باین جاہ وحشم ملک فارس سے سوے وطن روانہ ہوا یہ قصہ زبان زد انام ہوا اور ہر ملک ودیار مین ان باتون کا فسانہ ہوا ہر روز کوچ در کوچ مقام در مقام یونہین منزلین طے کرتے چلے

تھوڑا حال اوس رنجور دور از سرور عاشق صادق ہدف ناوک غم مجروح سنان الم بے یار وغمگسار یعنی صنوبر عاشق زار کا پھر شہزادہ سیاہ فام کا آنا فتنۂ خوابیدہ جگانا صنوبر کا گھبرانا پھر نامہ لکھکر آرام دل کو طلب فرمانا

پلا ساقیا ساغر لالہ فام
مگر ختم پائی نہ وہ غم کی بات
فقط لفنگاروں پہ اصلا نہ کی
کہ اک غمزدہ کا لکھوں میں بھی غم

کوئی دم تو دل ہو مرا شادکام
خوشی کا رہا ہر طرح نغمہ سنج
جلا دل مرا تو نے پروا نہ کی
وہ تو ست جو اس مین جھٹکنے لگین

لکھی اب تلک عیش کی واردات
نہ لکھا مگر تو نے انجام رنج
وہ ساغر پلا پر ز رنج و الم
جسے سنکے عاشق بلکنے لگین

لگے پنجۂ غم کا دل پر خراش
ہر اک قافیہ جیسے برچھی کی نوک

ہر اک بات پر ہووے دل پاش پاش
دکھاؤن غم آباد کی کیفیت

ہر اک فقرے مین ہو اک نوک جھوک
لکھون ایک ناشاد کی کیفیت

تمکشان الم دوست بیابان استخوان و پوست نوحہ گران برشتہ دل روے راحت نادیدہ نقشہ جگر
نیم بسمل شب ہائے نا آرمیدہ بحال خراب اوس جگر کباب خستہ و بیتاب صورت سیماب زاویہ نشین کلبۂ رنج و
محن ہمدوش شام غریبی روے نادیدہ صبح وطن خونین جگر چراغ سحر یعنے صنوبر بے بال و پر کا یون رقم
کرتے ہین کہ فراق شہزادہ بیوفا نا آشنا بانی صد جور و ستم یعنے شہزادۂ آرام دل مہر شیم ادیبورش
رنج و غم و الم سے کچھ عجیب حال ہوگیا کہ گل سا بدن سوکھا ہوا کانٹا آنکھون مین حلقے سنبل زلف پریشان
صورت آئینہ حیران سر و قد بار غم سے سرنگون بالکل پوست و استخوان ہڈیان نمودار الگ الگ تار تار
تغیرات جنون رنگ محل مین اوسی پلنگ پر جہان آرام دل سے ملاقات ہوئی تھی منہ لپیٹے ناکام
با صد درد و آلام لیٹی ہوئی سینہ ناوک غم سے فگار سینے مین دل بے قرار لب خشک چہرہ زعفرانی ہر دم
آہ سرد دل مین سوز نہانی ہاتھ پاؤن ٹھنڈے کلیجے مین درد آنکھین نیم باز آنسو روان عشق کی
طرف سے ناز ادھر سے نیاز لب جان بر ارمان اور بعد حسرت و یاس یہ مطلع ورد زبان رند زیست
کے دن اپنے پورے کر چکے + تکتے تکتے راہ تیری مر چکے + ہر دم فراق کا شور نالون کا شور جوش
جنون دل خون چشم گریان صدمہ فرقت وصل کا ارمان نہ چپ رہنے کا مقام نہ کچھ کہنے کا ہنگام
اس حال مین جو دل بے قرار ستاتا تو بے اختیار یہ شعر لب پر آتا جرات اوسکو جانا تھا تو کیون موت
نہ آگئی المقدر + ایسی رسوائی کا جینا ہمین درکار نہ تھا + الٰہی یہ پہاڑ سی رات کیونکر کٹے گی ہائے کیا کرون
یہ بھاری سل چھاتی پر سے کب ہٹے گی ذوق مجکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جیون روز حشر + مجھے
یہ کسبدن کے بدلے آسمان لینے لگا + خواصین مغلانیان سہیلیان سب کہتین کہ بیگم خدا کو یاد کرو
امید وصل سے دل شاد کرو رنج و الم کی بھی انتہا ہوتی ہے ذرا گل و گلزار کی سیر سے جی بہلاؤ کہ دل کو
تقویت ہو جسم مین توانائی آئے تو اون کو جواب دیتی جرات آرام ہو چکا مرے جسم نزار کو + رکھے
خدا جہان مین دل بے قرار کو + صبا شور جسکا ہے وہ ہے عشق جنون نا دل مین + بڑھ گیا ہے
تمکین حسن کا سودا دل مین + کون سی شب نہین رہتا ہے خیال گیسو + یہ وہ طائر ہے کہ لیتا ہے بسیرا
دل مین + جلوۂ عشق بناگوش صنم دیکھو تو + اوتر آیا ہے عجب عرش کا تارا دل مین + کس طرح آ سکے
خوشی گرد پھٹکنے پائے + فوج اندوہ کا رہتا ہے طلایا دل مین + اے صبا جسکے لیے ہوتین مین
پریشان خاطر + چاہتا ہے مجھے وہ گیسوون والا دل مین + شومی قسمت اور گردش گردون نے یہ دن دکھایا

تو دیکھو کہ بعد مدت کشش محبت سے اگر آئی بھی تو باہر ہی باہر رہے پھر چلے گئے اور ہمین صورت نہ دکھائی ہمارے
دم پہ بنی جان پہ کیا کیا آفت نہ آئی وہ کہتین بیگم گھبراؤ نہین انشاء اللہ تعالے پھر آئینگے خدا نے چاہا
تو تھوڑے دنون مین یہ غم و الم دور ہو جاینگے تو کہتی **صبا** لاکھہ قربان کوئی جان کرے ✤ سجن دا
وہ جو بت کسیکا ہو ✤ صاحبو ایک مرتبہ آنے کا وعدہ تھا وہ اونھون نے وفا کیا اب بھلا کیون
آنے لگے ایک بیچاری مجھہ غریب با مصیبت زدہ کے واسطے مصائبات سفر کیون اوٹھانے لگے
ذوق لبون پہ جان عبث ہے منتظر وہ شوخ کب آیا ✤ اگر حلیم کو بھی آیا تو ہم جانینگے اب آیا ✤
دلربا جب شہزادی کی بے اعتنائی اور بے پروائی کا خیال کرتی تو کہتی کہ ہنسے ہے لوگو خدا کی
قسم سچ ہے ایسے بے دید جورو کے مرد بھی دنیا مین کم ہونگے صنوبر جواب دیتی **جرات** آہ کیونکر
نہ خدا قسمے وہ پیارا ہوتا ✤ وہ نہین ہم ہین کہ وہ جس سے ہمارا ہوتا ✤ یہان تو شب و روز سوز عشق
مین جلنا شمع سان پگھلنا رات دن آہ و زاری ترقیون پہ بیقراری تھی وہان فلک ستم شعار درپے
آزار تھا اپنی گھات مین لیل و نہار تھا یعنی شہزادہ سیاہ فام جو فرار ہو گیا تھا جسکا باپ فی النار
ہو گیا تھا چند روز مین دو لاکھہ سوار ساتھہ لیکر چڑھہ دوڑا اور یہ ارادہ کیا کہ یکایک شہر مین جا پڑیے
جو مقابل آئے اوس سے لڑیے پھر محل مین گھسکر بادشاہزادی بانی فساد کو گرفتار کیجیے اور بادشاہ کو
بھی سزا دیجیے یہان تو ایک دفعہ دھوکا کھا چکے تھے بڑی زک اوٹھا چکے تھے وزیر باتدبیر پہلے سے
ہوشیار تھا ہر طرف سے خبردار تھا جا بجا گڑھون پہاڑون اور ٹیکرون پر مورچے لگائے تھے سلامت
کوچے کھدوائے تھے قلعۂ فلک شکوہ کے برجون پر توپین چڑھائی تھین کمند کی حفاظت کے لیے فصیل
کے کنگرون پر فولادی میخین جڑوائی تھین فوج نہایت آراستہ ہر طرح کی حرب و ضرب سے پیراستہ تھی
شب کو تین چار کوس تک روند گشت کرتی تھی طلایا پھرتا تھا جو اکیلا دوکیلا آدھی رات پچھلے پہرے
روندوالون کو ملجاتا بے اجازت جانے نپاتا غرض کمال بندوبست تھا کسی کو کسی طرح کا کھٹکا نہ تھا
ہر ایک الست تھا وہ ملعون جو باگین اوٹھائے آیا آگے نہ بڑھنے پایا شہر سے سات کوس پر موجہ
تھا فوج نے وہین روکا گولہ اندازون نے گولا مارے کے وہین لوکا بادشاہ کو خبر ہوئی تمام شہر مین مشتہر ہوئی
وزیر پچاس ہزار پیدل اور ساٹھہ ہزار سوار لیکر لپکا آتے ہی میدان مین فوج کو جمایا دس پلٹنین
یمین اور دس یسار آگے توپخانہ پشت پر سوار پانچ چار پلٹنین سلامت کوچے مین ڈٹا دین دس پیادے
پیچھے مدد کے واسطے رکھین پھر تو وہ جم کے لڑائی ہوئی کہ گاؤ زمین کے پانون اوکھڑ گئے آسمان کے
کنگرے جھڑ گئے زمین ہل گئی اذا زلزلت الارض زلزالہا کا نقشہ ہو گیا دھوین کے بادل بنکے روئی

کی طرح اوڑنے لگے حشر برپا ہوگیا یہان تو یہ جنگ عظیم ہونے لگی وہان اوس آفت رسیدۂ روزگار یعنے صنوبر بیقرار کے کان مین جو دفعتًا توپ کی آواز آئی وہین دل دھڑکا کہ شاید آرام دل کے آنے کی سلامی دغی طبل جنگ صدا پر دھڑکا ہوا کہ یہ وردی تھی جب لوگون کو سراسیمہ دیکھا اور شہزادے سیاہ فام کے آنے کا حال سنا چہرے پر مُردنی چھاگئی جان سینے مین تلملا گئی بقول شخصے ہوے پر سوزدے سکتا ہوگیا چھت سے آنکھین لگ گئین دیر تک ٹکٹکی بندھی رہی پھر غش آگیا آنکھین بند کرلین لوگ ایک تو پریشان ہو رہے تھے اور بھی بدحواس ہوگئے جلدی جلدی گلاب چھڑکا لخلخہ سونگھایا بارے خدا خدا کرکے بڑی دیر مین ہوش آیا آہستہ آہستہ بزبان فصیح فرمایا کہ ہاے اے فلک یہ کیا کیا بیٹھے بٹھائے پھر فتنہ اوٹھایا یہ کیسا حشر برپا کیا ارے ظالم ہم تو بے موت مر رہے ہین زندگی کے دن بھر رہے ہین **میر وزیر علی صبا** کس دن شب غم جان کو آفت نہین ہوتی ÷ کس شام سے یان صبح قیامت نہین ہوتی ÷ اب یہ اور آفت اوٹھائی اچھا جو تیری رضا یہ کہکر خاموش ہوگئی روتے روتے پھر بے ہوش ہوگئی اب جاے غور ہے کہ ادھر تو فراق کا زور ادھر اس قزاق کا شور ہجر کے غم فلک کے جور و ستم عزت کا خیال آبرو کا دھیان جن باتون سے تنفر جنکے نام سے ننگ و عار وہی لکھے بر روے کار او سپر مزا یہ کہ فراق جانان جو ایسی مصیبتون مین پھنسا ہے وہی کچھ خوب جانتا ہے صنوبر کو جو غش سے افاقہ ہوا اور انھین باتون کا تصور بندھا تو سنکر کہا لا اعلم غم صیاد و خوف باغبان ہے ÷ دو غلے مین ہمارا آشیان ہے ÷ پھر پھر روکر دعا مانگی کہ الٰہی مین سخت مصیبت مین گرفتار ہون پابند آلام بے مونس و بے یار ہون آجکل سپہر فلک ستم شعار کی بڑی عنایت ہے کہ ایک ہوا بے تقصیر درپے آزار و اذیت ہے شکر ہے شکایت نہین مگر اب نہ جاے ماندن نہ پاے رفتن سخت ناچار ہون کیا کرون تو مجیب الدعوات تو قاضی الحاجات سواے تیرے اور کس سے کہون صدقہ اپنے عز و جلال کا مجھہ ناکام کو اس سیاہ فام موذی پلید سے بچا اور بہ تصدق اپنے حبیب کے مجھہ مہجور دور از سرور کو میرے محبوب سے ملا یہ کہکر دل جو بھر آیا خوب روئی پھر قلمدان طلب فرمایا اور بچشم خونبار شہزادہ فراموش کار بادۂ انبساط کے سرشار کو نامہ لکھا اور کبوتر کے گلے مین باندھکر ملک فارس کی طرف روانہ کیا یہان دل مین طائر غم نے آشیانہ کیا

ورود لشکر فیروز اثر صحراے پر فضا مین کیفیت اردوے معلّٰی

اور نامہ پہونچنا صنوبر کا بیقرار ہونا آرام دل دلبر کا پھر متوجہ ہونا طرف ملک فراراب کے شہزادۂ سیاہ فام سے لڑنا اوسکو بھگانا اور شادی کرنا صنوبر سے

پلا ساقیا آب گلنار رنگ + کہ اب ہجر مین ہی بہت حال تنگ ٭ پلا ساغر بادۂ ارغوان ٭ لکھون اک نئے طور کی داستان ٭ میکشان خمخانۂ سخن و تازہ کنندگان داستان کہن رقم کرتے ہین کہ شہزادۂ آرام دل با ہزاران ہزار کروفر شکوہ فیروز اثر شادکام فائز المرام منزلین طی کرتا چلا جاتا تھا جب سرحد ملک فارس سے نکلا ایک دوسرے ملک مین پہونچا شہر سے سات کوس آگے جاکے ڈیرے ڈالے خیمے ایستادہ ہوے پلٹنین جو آگے تھین لال پردے کے قریب پہونچکر تھم گئین دو دستہ ادھر اودھر جم گئین وردی بجنے لگی سلامی کی توپ دغنے لگی پلٹنون کی پشت پر سوارون نے طینچے سر کیے سیف نکالکر سلامی دی جب سواری خیمۂ فردوس منزل مین پہونچی پلٹنون کے نشان گڑ گئے سپاہیون نے کمرین کھولین سوار اوترے گھوڑے رسالون مین بندھے توپخانہ الگ کھڑا ہوا ایک طرف فیلخانہ بنا ایک سمت رتھخانہ اور شترخانہ درست ہوا بچھیرے شامیانون کے نیچے خاصے گھوڑے جدا جدا خیمون مین پانچ کوس تک ادھر پانچ کوس تک اودھر سپاہ بیچ مین شہزادے کی فرودگاہ خاص بردار سراپردۂ شاہی کے گرد حلقہ مارے ہوے اپنے اپنے خیمون مین بآسایش و آرام پہرہ چوکی والے ہوشیار سب خبردار ادھر پلٹنین اودھر خاص بردار اودھر توپخانہ اودھر سوار بیچ مین اردو بازار آراستہ ہوا دوکانین جم گئین کٹورہ بجنے لگا ہر ایک اپنی اپنی دوکان سجنے لگا حلوائی نان بائی کبابی عطار پنساری کنجڑے برف والے خوانچہ والے تنبولی پھول والے کوئی آواز لگاتا ہے ملائی کی برف کے کوئی سناتا ہے حلوا سوہن ہے جاڑے کا کبھی ندا آئی تڑاقا ہے ہٹی مین کبھی صدا آئی گلاب جامن ہے مصری کی ڈلیان کوئی بولا لونگ چڑھے کباب کسی نے کہا گنٹھے ہین موتیا کے اور دور آستہ جا بجا ساقنین عجب آن بان سے کورے کورے مدار لیے تازے کیے چلمین برابر برابر آگے رکھے ہوے اومین سلفے کا تماکو جما ہوا اگر والے پھرتے گلے مین خلتہ ہاتھ مین حقہ دو چلمین ایک طیار حقے پر دوسری مین رومال وہ خلیہ کے اندر لشکر کی رنڈیان نوجوان پانؤن مین زرد مخملی لوٹ گلبدن کا پاجامہ سابر لیٹ کی چوڑی چوڑی گوٹ دیکھنے والون کا جی لوٹ پوٹ لاہی کی انگیا کرتی مصالحہ ٹنکا کرتی سر کی پیٹ کھلا اوپر سے دوشالے کی فرد

اوڑھے ہوئے چولی کھنچی صاف وشفاف لچکے کا ہو باف تہی جمی گلوری کلّے مین دبی ہاتھون مین سروٹے کے کرشمے پانؤن مین تین تین چھڑے گلے مین چمپا کلی دھگدھگی بازو پر نورتن ناک مین کیل کانون مین سادے سادے پتّے بالیان نازسے پائنچے اوٹھائے تھوری پر تل ڈالے ناک بھون چڑھائے لغزشی کی حسن وجمال کی تمام لشکر مین دھوم ڈیرے پر عاشقون کا ہجوم جوان کنٹھے گلے مین ڈالے بانڈیان ہاتھون مین سنبھالے نشۂ مردانگی کے متوالے الہیلون کی طرح بازار مین ٹہلتے کوئی جلسے مین بیٹھا طنبل بجاتا کوئی لکھنؤ کی ٹھمری گاتا غرض یہ کہ جنگل مین منگل ہوگیا **آرام دل** مع ترقی خواہان وجان نثاران زربفت کے شامیانے کے نیچے جواہر نگار کرسی پر بیٹھے سیر وتماشا مین مصروف تھے خیمۂ سلطانی مین ملکہ جہان اپنی خواصون اور سہیلیون کے ساتھ بیٹھی مصفا صحرا جو صحن فرودگاہ مین واقع تھا ملاحظہ کر رہی تھی یاد وطن مین ہر دم سرد بھر رہی تھی کہ اس عرصے مین ایک کبوتر بے قرار ومضطر پیاس کے مارے تھرتھراتا پانی کی طرف جاتا نظر آیا ملکہ کا جی للچایا فرمایا اسے پکڑو خبردار جانے نپائے مگر پانی پی لینے دو جب کبوتر پانی پیکر بیٹھا پا اوپر کھولکر ذرا بازو جھاڑے دو چار خواصین لپکین دوپٹہ ڈالکر پکڑا قمر النسا لائین شہزادی کو دیا ملکہ نے اوسے ہاتھ مین لیکر پیار کیا طائر تیزبال ہمای فرخندہ خصال فرخ فال کے گلے کی بال جو ہوا سے اوڑے ایک کاغذ نظر آیا ملکہ نے ٹٹولا پھر جلدی سے کھولا اور پڑھا لکھا تھا



نامہ از مصنف

ای جان وجہان جان عالم
ای عاشق زار حسن افروز

ای گلبن بوستان عالم
اے ہمدم دیار حسن افروز

ای غنچۂ گلشن تمنا
اے ہیچ دلربائی

اے بلبل شاخسار زیبا
اے گوہر درج کج ادائی

اے بانی ظلم و جور و آزار
اے دشمن حسن باختہ ہوش
اے عاشقوں کو ستانے والے
جو غنچہ لب ترا شگفتا
ہے اب تو یہ حال او دلآرام
لاغر ہیں وہ ہجر میں تمہارے
زلفیں تری ہجر میں پریشان
کھون نے بڑی جفا اوٹھائی
یاں تک تو جو کچھ گذرتی ہے جی
شہزادہ سیاہ فام آیا
اندر کوئی دم میں ہوگا شغل
کیا دیکھیں فلک کھلائے افسوس
بیتابی دل ستا رہی ہے
یہ نامہ سخن کا قاصد لے

اے ظالم و قاتل و ستمگار
اے عہد شکن خدا فراموش
اے دل جلوں کے جلا ہوا ے
پژمردہ کنول ہو گئے ہیں دل کے
روتے ہیں سحر سے روز تا شام
جلتے ہیں بس آہ کے سہارے
آنکھیں ترے واسطے ہیں گریان
کس دن ہو کلائی کو کل آئی
پر آگے کچھ اور دیکھے سیر
دولہا کہہ سوار ساتھ لایا
خلقت کو بنائیگا وہ بسمل
افسوس ہے ہائے ہائے افسوس
جان اب تو لبوں پہ آ رہی ہے
اور جلد جواب اسکا لاوے

اے عاشقوں نے ارے حسینان
اے باعث سوز عاشق زار
افسوس کہ تو زبان پہ خرم
وعدہ تو کیا تھا جاتے جاتے
ہے رات کو آہ گریہ زاری
فرقت کے سبب ہے جان جاتی
ابرو کا فقط تو ہی ہے مقصود
کیا حالت جسم ناتوان ہے
گر دو گھڑی جئیں اب پشیمان
آتے ہی لیا یہ شہر کو گھیر
تاراج کریگا ملک دل کو
گر زیست ہماری چاہتے ہو
ہم زیست سے ہاتھ اٹھا چکے ہیں

اے زخمی غمزۂ حسینان
اے وعدہ خلاف محو
یاں ہمکو ہو ہجر کا ترے
مہندی نہیں چھوٹتی جو آئے
دن کو تڑپ اور بے قراری
ہے سارے بدن کو بیقراری
مژگان ہے مدام خون آلود
جاں بس کوئی دم میں ہے رواں اب
حال دل غمزدہ سنائیں
قسمت کا لکھا دکھائیں کچھ
لیجائیگا مجھ سی منفعل کو
اتنی ہے شیدا یہاں تم آؤ
گر جی کہ قابل جفا ہیں

نامہ پڑھتے ہی ملکہ کے آنسو گر پڑے بے اختیار دل بھر آیا خوب روئی اوسی دم شہزادے کو بلایا خط دیا اور فرمایا کہ ہائے عشق کمبخت بھی کیا بری بلا ہے جسکے مریض کو کبھی صحت نہیں ہجر میں تڑپے دیدار کو ترسے تمام عمر فراق میں ہزار طرح کے صدمے اوٹھائے آخر تمام ہو پھڑک پھڑک کر مر جاوے جان سے گذر جاوے مگر وصال تا قیامت نہو افسوس جسے دیکھا گور کنارے دیکھا جانبر ہوتے کمتر جان کھوتے اکثر سنا الا ماعلم یہ عشق وہ ہے کہ پتھر کو موم مین آب کرے ؂ لگاوے دل وہی جسکو خدا خراب کرے ؂ عاشق ازل سے ابد تک وصل سے محروم ہے معشوق باوفا پیدا نہیں کوئی والہ و شیدا نہیں اگر ایک آدھ ہوا تو اوسکا اعتبار کیا النادر کالمعدوم ہے واللہ بتون کے دل میں مہر ذرا نہیں یہ بیوفا کسیکے آشنا نہیں کوئی مرے یا جیے انھیں مطلق پروا نہیں وہ جو کبھی عاشق کا غم کھاتے ہیں بر سر رحم آتے ہیں تو یہ تائید ربانی ہے اوسکی عنایت کا سبب ہے ورنہ کرم انکا ستم ہے لطف انکا عین غضب ہے پھر شہزادے سے کہا کیوں صاحب صنوبر بر تو یہ مصیبت ہو اور تمھیں یہ عیش و عشرت ہو اللہم زد ولا تنقص آرام دل تو تڑپے جلا ز لشدت دمساز تھے کہنے لگے بھلا بتاؤ تو کیا تدبیر کرین جواب قلم انداز

یا محو ہر گریبن ملکہ نے فرمایا کیا خوب سبحان اللہ کیا کہنا گویا ہی بچپانی کا جامہ پہنا ہے کچھ کہو اثر نہین
جسکے دل مین محبت آنکھ مین مروت نہ ہو وہ ہمارے نزدیک بشر نہین صاحب برائے خدا جس طرح
ممکن ہو صنوبر کے پاس چلو اور اس بیکسی مین اوس غمزدہ مظلوم ناکام بدانجام کی خبر لو
آرام دل نے کہا بیگم اگر ہزار خطا آتے ہم بجا نہ لاتے مگر یہ آپکی خاطر ہے پھر بندہ کہتا کہ قوی قاعدہ
ہے چلیے بندہ چلنے کو حاضر ہے غرض یہ بات رہے پھر کوچ ہوا و منزل بہ منزل کرتے ہوئے ملک
داراب کی طرف چلے وہان کا حال سنیے کہ سات روز تک وزیر خوب لڑا آٹھوین دن اوس
بدانجام یعنی شہزادہ سیہ فام نے یلغار کیا اور ادھر کی فوج پر آپڑا شبا شب تلوارین چلنے
لگین تیغون سے چمکا یہان نکلنے لگین دونون لشکر مل گئے کٹاریش قبض قرولی تک نوبت کشتی
کشتی طمانچہ کی نوبت آئی توپخانہ نے فرصت پائی وہ خونریزی ہوئی کہ روح قبض کرتے کرتے
حضرت عزرائیل علیہ السلام کے ہاتھ دکھ گئے دوڑتے دوڑتے پانون تھک گئے منکر نکیر سوال
کرتے کرتے عاجز آئے رضوان و مالک دونون گھبرائے بھاگ گئے بھوت سے ایک آدھ جنتی
جہنم مین چلا گیا دوزخی جنت مین داخل ہوا استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ غرض خوب
لڑائی ہوئی دشمن غالب آتا تھا ادھر کی فوج کا جی چھوٹا جاتا تھا شہر مین کھلبلی تھی انسان و حیوان سراسیمگی
تھی بادشاہ اور بیگم صاحب سب کی بڑے گھبرائے بدحواس تنگ محل مین صنوبر کے پاس بیگم صاحب بار بار
زمین پر سجدہ کرتین جل تو جلال تو کی تسبیح پڑھتین بڑی بوڑھیان مصلون پر ناکین رگڑتین بادشاہ لڑکی کو
گود مین لیے چھاتی سے لگائے نادعلی پڑھ پڑھ کے دم کرتے تھے ہر دم سرد دم بھرتے تھے صنوبر دلفگار
و مضطر باپ کی گود مین بیٹھی پریکا رنگ فق ہجوم غم سے سینہ شق آنکھون سے آنسو جاری کچھ عجب عالم طاری ہو
دانتون مین دبائے سر دیا اوٹھائے بندوق کی آواز سنتی ادھر ادھر سر دھنتی خوف سے ہراسان آئینہ دار حیران
زندگی سے ہاتھ دھوئی ہوش و حواس کھوئی ہوئی پر حسرت ارمان اور چپکے چپکے یہ شعر ورد زبان رند پروردگار
صدمے جو عشق مین یہ تھے * لوہے کا اب تو ادیا ہوتا بچا سے دل * یہان تو یہ حال تھا
وہان **آرام دل** نے ملک داراب مین پہونچکر شہر سے دو کوس ادھر خیمہ ڈالا ملکہ نے شہزادے
سے کہا ہمین صنوبر کی ملاقات کا کمال اشتیاق ہے اگر اجازت ہو تو جائین شہزادے نے کہا
بسم اللہ کیا مضائقہ غرض ملکہ کی سواری تو شہر مین آئی اور شہزادے نے مع سپاہ رزمگاہ
کی طرف گھوڑے کی باگ اوٹھائی شاہ کو پتہ لگا ملکہ **حسن افروز** کے آنے سے آگاہ ہوا
فوراً سوار ہوا اور شہزادہ کی تمنا سے دیہات مین روانہ وہ شاہ ہوا کیان خواصون نے جلدی

جلدی رنگ محل کو آراستہ کیا لوگ سنبھل بیٹھے پوشاکین پہن بیٹھے صنوبر نے جو سنا شاد شاد ہوئی
بندۂ غم قید الم سے آزاد ہوئی شکر کیا اور کہا مصرعہ تو بھی چل جسم سے اے روح پئے استقبال
نکہت زلف لیے باد صبا آتی ہے ٭ پھر بال جو بے بال سے تھے جوڑے بڑے سر کا کر درست
کیے دوپٹہ اچھی طرح اوڑھا گہنا پہنا جواہرات کے کہ تن بدن سے ڈھیلے ہو گئے تھے ڈوری
کھینچ کھینچ کر چست کیے ذرا آدمی کی شکل بنی ما حسن افروز مع قمر النسا اپنی خواصون کے ہمراہ
بڑے تکلف سے رنگ محل مین آئین صنوبر معشوق شکستہ دل بصد ناز و ادا تعظیم کو اٹھی جھک کر
سلام کیا ملکہ نے کہا بوڑھ سہاگن صنوبر نے جواب دیا کہ یہ سہاگ خدا آپ ہی کو مبارک رکھے یہان
فراق مین بڑی لذت اور مٹھائی خوب مزے چکھے بندی باز آئی ایسی محبت کہان کی آشنائی ملکہ بولی
صاحب کیا خوب جو روٹھکے مکرتی ہو نخرا کرکے بھول گئین میرے پاس تو طلبی کی دستاویز
موجود ہے غرض یہ رمز و کنایہ ہو کر پھر باہم کی ملاقات ہوئی صنوبر ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر چند خواصون
کے ہمراہ زمرد محل مین گئی وہان سے کوسون کا میدان لشکر کا ہر جوان نظر آتا تھا یہ دونون
پتھر کی جالیون مین سے لڑائی کی سیر دیکھنے لگین دیکھا کہ فوج عدو ہزار در ہزار ہے ادھر کے

لوگ بھاگے آتے ہین ادھر سے مار مار ہے غل کیا دیکھتی ہین کہ شہزادہ سمند برق دم پر سوار سر پر
تاج شاہی ہاتھ مین وہی قمچی بجاسے تلوار کھینچ لاکھ ڈیڑھ لاکھ سوار سب کا ایک پرا تلوارین سونتی
گھوڑون کو میٹھی میٹھی ہو دی اور بڑھائے و سینہ سے کترا کے بائین طرف جھکے وزیر جو پہلے سے اڑا ہوا
تھا گھوڑا جھپٹا کے شہزادے کے قریب آیا آتے ہی قدم چوم لیے پھر کچھ مشورہ کر آرام دل

نے رخش کی باگ اوٹھائی فوج عدو مین جا پڑا دشمن کی جان پر آفت آئی خوب زد و خالی دیکر جس سوار پر تیغی کا ہاتھ بھرپور لگایا سر سینا کھین تک اوترا مع گھوڑے چار ٹکڑے کر کے زین سے زمین پر دو تہ آیا اوس رو مین یک لخت تک وو دو میں جس پیدل بیدل پر ہاتھ پڑگیا سطاق زلف آیا جیسے صابون مین سے تار کھینچ لیا مارتے مارتے سفر ادا کر دیا دشت لاشون سے بھر دیا حساب کیا تو سو سوار کے حصے مین ایک ایک شکار بھی نہ آیا بہت سے سوارون کی تلوارین پیاسی رہ گئین اونھون نے مردون کو بہ رنگ بنایا لہو نہ پایا تو اپنے بدن پر چرکا لگا کے تھوڑا بہت خون چاٹا ملکہ حسن افروز اور صنوبر دلسوز دونون اپنے حواس مین نہین تھین بال کھولے ہوے گھبرا گھبرا کے قبلہ کی طرف ہاتھ اوٹھا اوٹھا کے دعائین مانگ رہی تھین بارے شکر خدا کہ شہزادہ دشمن پر ظفریاب ہوا خبر پیش شاہ داراب ہوا فوج عدو مین سے کوئی متنفس زندہ نہ بچا سب وہین کھیت رہے مگر شہزادہ سیاہ فام بچا جان بچا کر بھاگ گے بادشاہ شہزادے کے قریب آئے قوت اور جوانمردی کی تعریف کی ہاتھی پر سوار کر کے محل مین لائے ملکہ حسن افروز اور صنوبر دونون زہرہ مشتری پھر رنگ محل مین آئین دس ہزار اشرفیان شہزادے کے صدقے کین اوسی دم جابجا مسجدون اور مدرسون مین فقرا طلبا مساکینون کو بھجوائین پھر شہزادے کو طلب فرمایا وہ تشریف لایا صنوبر کا عجب حال ہوا فرط سرور نشاء محبت سے چہرہ لال ہوا آرام دل جون جون قدم زمین پر رکھتا تھا صنوبر کی آنکھین بچھی جاتی تھین دل استقبال کو باہر نکل آتا تھا شوق وصال دل مین گدگدی کرتا تھا دم بدم ستاتا تھا شہزادہ آکر مسند پر بیٹھا مگر جیسے کوئی مہمان آتا ہے یا معشوق کہ اپنے عاشق سے شرماتا ہے اول ہی ملاقات مین چھپا جاتا ہے صنوبر نے ملکہ سے کہا ہمین اونسے ملال ہے جیلبر صد ملال ہے کہ یہ اتنے دنون کے بعد آئے مگر بھولے منہ سے یہ بھی نہ کہا کہ اس عرصے مین تجھپر کیا گذری یا اب تیرا کیا حال ہے ملکہ نے کہا بہن یہ بڑے بیوفا ہین اپنے مطلب کے آشنا ہین یہان تو یہ میرے دباؤ سے آئے ہین ورنہ یہ تو درکنار تم کبھی انکا سایہ تک دیکھتین یہ وہ بیمروت پر دغا ہین شہزادے نے فرمایا بس زرا خوشامد نہ کیجیے خاطر کی نہ لیجیے وہ باتین بھول گئین جو یاد کرو الزام کا ہمپر نہ دھر جاتے ہین آپ کو اونسے کمال محبت ہے آج کی نہین مدت سے ہے اور بندہ تو بیمروت ہے ملکہ بولی ہان بجا ہے اسمین شبہہ کیا ہے محبت نہ تھی تو آئے کیون تمھین زبردستی یہان لائے کیون قصور معاف ہو اگر مرآۃ دل زنگ کدورت سے صاف ہو کبھی ایسی باتین زبان پر نہ آئین مگر تمھاری تو ان دنون لڑائی پر طبیعت بڑھی ہوئی ہے ہر وقت آستین چڑھی ہوئی ہے ہر ایک سے

او سمجھتے ہو اپنا سا سبکو سمجھتے ہو میان تو رشک وحسد کا نام نہین ہو تو ہمین مین لڑائی جھگڑا کچھ بھی اشرافون
کا کام نہین صنوبر نے جھڑکے سے کہا خدا کے واسطے جانے دو دور کرو اس سے کیا حاصل بس چپ رہو
حضرت غالب شکوے کے نام سے بہر خفا ہوتا ہے ٭ یہ بھی مت
کہ کہ جو کہیے تو گلا ہوتا ہے ٭ غرض دیر تک یہی صحبت رہی طعن و تشنیع راز و نیاز چھیڑ چھاڑ ناز و
نگاہ شکر رنجی کی باتون مین عجب کیفیت رہی پھر ملکہ حسن افروز صنوبر کی مان کے پاس آئی رسم سلام
بجا لائی اوسنے چھاتی سے لگا یا بڑی تعظیم کی آنکھون پہ بٹھایا اور فرمایا کہ بی بی صنوبر تو اپنی لونڈیون
کے برابر بلکہ اونسے بدتر سمجھنا وہ کبھی سمجھا ری تو فرمان برداری سے منحرف ہو گی ملکہ نے سر جھکا لیا اور
شرم سے کچھ جواب نہ دیا پھر صنوبر کے پاس گئی شب بھر وہین رہی تمام رات عیش و نشاط مین
بسر ہوئی ہنستے کھیلتے سحر ہوئی دونون کا بارہ ملگیا ایسی محبت ہوئی کہ سلف سے آج تک
کسی مین کم ہوئی ہو گی صنوبر شہزادی کی شادی شہزادے سے پہلے ہو چکی تھی مگر دولھا کے نام
مین بڑا اختلاف تھا سلطان عالم آرام دل اور شہزادہ سیاہ فام مین بڑا اختلاف تھا دوبارہ
عقد کی صلاح ہوئی بادشاہ نے پانچ تخت کا شرقی کا چبوترہ بنوایا اور ستائیسوین رمضان المبارک
بعد نماز جمعہ شہزادہ بلند بخت کیوان بارگاہ کو اوسی چبوترے پر بٹھا کر موافق شرع شریف دین
مبین زادہما اللہ شرفاً خطبہ نکاح پڑھوایا دہ درہم شرعی پہ مہر بندھا پھر شاہ نے اپنا تاج شہزادے
کو پہنایا سیف کمر سے باندھی تمغا آگے رکھا سلطنت کا مالک کیا یہ جہیز دیا اور آپ اوسی روز
سے دنیا کو لات مار کر قناعت گزین ہوا سب سے کنارہ کش ہو کر گوشہ نشین ہوا نوشاہ نے اون اشرفون
کو لنگر دیا اور طعام ولیمہ تقسیم کیا دوسرے روز جب شاہ مشرق اورنگ فلک پر جلوہ افروز ہوا
آرام دل نے تخت پر جلوس فرمایا اور صنوبر کے بھائی اپنے سالے کو جو بہت صغیر سن تھا
گود مین بٹھایا امورات ممالک بشورۂ اراکین سلطنت بحسن و خوبی انجام پانے لگے بنا ظلم و ستم
منہدم ہوئی لوگ آسایش پانے لگے ہزار طرح کے آرام پانے لگے غرض شہنشاہ کشورستان
آرام دل جان جہان دونون شہزادیون کے ساتھ جشن مین مصروف ہوا عزم وطن بالقوہ رہا مگر
بالفعل موقوف ہوا

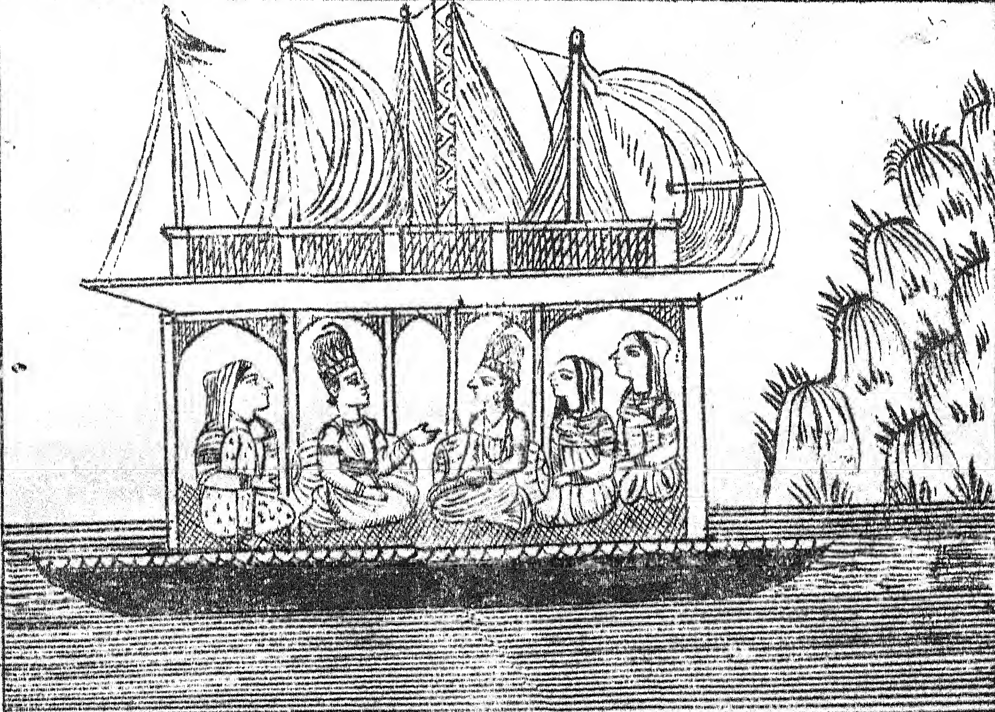
روانگی آرام دل سوی وطن طلسمی شیشے کے جہاز پہ سوار ہونا شہزادہ
سیاہ فام کے دام مین گرفتار ہونا اوس ملعون کا توپ مارنا جہاز

کو تباہی کے گھاٹ اوتارنا شہزادہ اور شہزادیون کا تباہ ہونا پھر بعنایات جامع المتفرقین بچھڑون کا ملنا اور سیمتن کا بیاہ ہونا

شناوران قلزم معانی احوال غواصان بکفت نیاوردہ گوہر مقصود غریق بحر ناکامی ناآشنائے زبان وسوسہ لکھتے ہین کہ ایک روز شہزادہ **آرام دل** باہم ملکہ **حسن افروز** اور جسنوبر قلعہ شمن برج پر لب دریا بیٹھا کیفیت تلاطم بحر امواج اور تماشائے پیچ و تاب ورطہ و گرداب ہوا کا زور پانی کا زور و شور دیکھ رہا تھا شراب کے نشہ مین ملکہ سے کہنے لگا بیگم تمنے کبھی پانی کے اندر جا کر سیر کی ہے آبی جانورون کے مکان انکے انڈے بچے اونکا چلنا پھرنا یہ کیفیت کبھی دیکھی ہے ملکہ بولی ہان نئی لہر آئی خوب دل مین سمائی بھلا پہلے یہ تو فرمائیے انسان کا کام ہے کہ دریا کے اندر جاوے اور سیر کرکے سلامت پھر آئے حضرت ظل سبحانی کے سفینے کبھی البتہ سیر کی ہے خدا کی قدرت ہے جانور کیا دریا مین ملک آباد ہین صاحب تخت و تاج امیر وزیر محتاج ہر طرح کے لوگ رہتے ہین شہزادے نے کہا تمنے تو کتاب مین لکھا دیکھا ہے ہم اگر تمھین کشتی پر سوار کرکے پانی کے اندر لیجائین اور سب سیر دکھائین تو مجھے انعام دوگی ملکہ نے عرض کی کہ الحق آب رواں کے دیکھنے سے آدمی کی عقل تیز ہوتی ہے سیر دریا جنون خیز وحشت انگیز ہوتی ہے اگر حضور کے ذہن مبارک مین کوئی بات آئی ہے طبیعت لہرائی ہو تو عجب نہین **آرام دل** نے فرمایا ہان ارادہ ہے کہ سفینہ آبگینہ بنواؤن اور چین تک چین سے اوسی پر سیر کرتا ہوا جاؤن پھر زمرد محل مین آکر سفید دیو کو بلایا وہ آیا شہزادے نے کہا ایک جہاز چاہتا ہون جس مین بالکل جلتی آئینے لگے ہون اور کل کام کل سے نکلے کل دبانے سے پانی کے اندر رواں ہو جب ٹھہرائین ٹھہر جاوے ذرا اشارہ پاوے اوپر ابھر آوے پھر جب پرزہ دبائین تہ آب ہو جاوے اور رواں ہو وہ بولا بہت خوب کل زیر قلعہ اوسکا لنگر ہوگا جیسا حضور سے ارشاد ہوا انشاء اللہ تعالے اوس سے بہتر ہوگا دیو تو یہ کہکر رخصت ہوا شہزادے نے محمود کو مع فوج ملک خاندیس کیطرف کوچ کا حکم دیا اور فرمایا کہ مادراء النہر مین بحر عمان کے کنارے ہمارے منتظر رہنا کسی سے یہ حال نہ کہنا اوسنے حسب الارشاد سفر کا سامان کیا شب کو سب افسرون کو حکم سنادیا جب ماہ غواص محیط ظلمت ساحل مغرب مین ڈوبا اور مہر آتش سیر بحر سپہر کنارہ مشرق سے تھرتھراتا نکلا محمود لشکر لیکر مع خزانہ روانہ ہوا ادھر جہاز بھی آپہونچا **آرام دل** نے دربار عام کیا کیا خوب انتظام کیا کہ اپنے سالے کو سمرے کی جگہ اورنگ نشین

کرکے تاج بخشا خراج معاف کیا واقعی بڑا انصاف کیا جب اس سے فرصت ہوئی شاہزادہ جلد آگئے
خیر الورا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا رخصت طلب کی اوس دل سے بخوشی اجازت دی ملکہ
حسن افروز نے وہین کہا کہ حضرت انھین منع کیجیے دریا کی راہ جانے نہ دیجیے سنتی ہون ایک
جہاز آیا ہے خدا جانے کہان سے منگوایا ہے کسنے بھیجا ہے کون لایا ہے وہ پانی کے اندر
چلتا ہے ہوا سے کچھ سروکار نہین باد موافق کا مخالف پانی کے اندر ڈوب کے چلتا ہے عقل
متقضی نہین کہ اوسپر سوار ہون اجل سے ہمکنار ہون مفت جانین گنوائین بیٹھے بٹھائے رنج صدمہ
اوٹھائین اور دیدہ و دانستہ سفینہ عمر زورق زندگانی کو ورطہ ہلاکت مین ڈبونا زبردستی جان کھونا
کہان آیا ہے کوئی حدیث ہے کوئی آیہ ہے بلکہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ خدا نے بھی فرمایا
ہے شہزادے نے کہا دریا مین فتنہ انگیز ہوا ہے اکثر فساد اسی سے ہوا ہے جب بقول مختار
اوس جہاز کو ہوا سے علاقہ نہین تو پھر کچھ پروا نہین یون تقدیر کا علاقہ جدا ہے اسمین گفتگو
نہین ان اللہ علی کل شئی قدیر ہر چیز پر قادر خدا ہے ورنہ ذرا سوچو تو ایسا مرکب بھی کہین غرق
ہوتا ہے پانی مین جانے کل کے جہاز اور بادبانی مین بڑا فرق ہوتا ہے یہ کہکر جہاز پر تشریف لایا
شاہزادہ اراب نے ملکہ کو سمجھایا اور فرمایا کہ صاحبزادی ہم مجبور ہین وہ مختار ہین بخدا فرقت گوارا نہین
مگر مشیت ایزدی سے چارہ نہین کیا کرین ناچار ہین لازم ہے کہ تم بھی اونکا حکم بجا لاؤ جہان جس
طرح لیجائین بے تامل جاؤ ضد نکرو ذرا سی بات پر نہ اڑو شوہر کی عدول حکمی مین خدا اور رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہے وہ اگر آگ مین جھونک دین اچھے سے گلزار جانو یہ تو بھلا پانی
ہے لو بسم اللہ طیار ہو وہ منتظر ہونگے چلو جہاز پر سوار ہو یہ کہکر صنوبر کو ساتھ لیا ملکہ حسن افروز
کا ہاتھ مین ہاتھ لیا اور خضر دروازے سے نکلکر لب دریا تشریف لائے ملکہ نے دیکھا شہزادہ
سوار ہو چکا صنوبر کا ہاتھ پکڑ مع قمر النسا اور دلربا چند خواصون کو ہمراہ لے جہاز پر پہونچی اور
فرمایا بسم اللہ مجریہا و مرسیہا جب سب سوار ہوے جہان پناہ بہت اشکبار ہوے عورتون
نے رو رو کے کہرام مچایا پھر سب نے دعائین دیکر دور سے بلائین لین ملکہ نے صنوبر سے کہا خدا خیر کرے
شگون بد ہوا قدم رکھتے ہی کان مین رونے کی آواز آئی یقین جانو جہاز کی سواری شہزادے
کو نا ساز آئی بے طور دریاے الم موج زن ہے رہ رہ کے دل جوش مین آتا ہے ہر چند سنبھالتی
ہون لیکن لطمہ اندوہ و غم مین خود بخود دل ڈوبا جاتا ہے میر وزیر علی صبا گردش سے
آسمان کے چکر اہے ہین ہم * کشتی ہماری گھوم رہی ہے بھنور کے ساتھ * غرض شہزادہ

آرام دل تو مصروف سیر و تماشا مگر ملکہ حسن افروز غواص گرداب تفکر صنوبر غریق دریائے تحیر و دہشت
سبحہ غم و الم کی آشنا دو گھڑی جہاز دیر رہا پھر یکایک پانی کے اندر ڈوب کر روان ہوا ڈوبتے ہی ایک
منور مہر درخشان کی طرح چمکتا ہوا نمایان ہوا بلور کی چھت مین ایک حلبی آئینہ مدور آفتاب سے



زیادہ درخشان ہوا جہاز کی یہ قطع تھی بہت عریض اور طویل سربلند سب جہازون سے دو چند دیوارین
مع سقف بلور کی نور کے سانچے مین ڈھلی ہوئین شیشہ چار انگل کا دلدار جہاز بالکل کلدار نیچے صندل
کی تختہ بندی لوہا نام کو نہین تمام نقرئی اور طلائی کام اندر متعدد کمرے سجے سجائے فرش فروش سے
آراستہ شیشہ آلات سے پیراستہ دن کو طلسم سے مہر درخشان روشن رات کو شمعہاے مومی اور کافوری
کی روشنی سے انجمن کا جوبن ہر ایک مکان مین علحدہ علحدہ مسند تکیے لگے ہوئے چھپر کھٹ پھولون
سے لدے ہوئے پردے چھوٹے ہوئے اونچے کیے ہوئے ہر چھپر کھٹ مین پنکھا اس قسم کا کہ جبتک
شہزادہ آرام کرے خود بخود اسکو حرکت رہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سے دل کو فرحت رہے گلدستون
مین نئے نئے رنگ کے گل بوٹے جنکو باد خزان کی ہوا نہ لگے کبھی جھڑے نہ ٹوٹے پرستان کے میوے
کشتیون مین سے انگور شیشون مین ہر کمرہ سجا ہوا ایک سے ایک اچھا سامان عیش ہر جگہ مہیا صحن
کا طول نہایت معقول بیچ مین مختصر سا خانہ باغ روش پٹری نازک نہر جاری فوارے سبک کیاریان
قطع دار ان مین موتیا چنبیلی سوسن کیتکی موگرا مدن بان نرگس لالہ نافرمان گل صدبرگ کی بہار ہر چمن

کے گرد چینی کے نرگس دانون مین میوہ دار درخت سراسر بلندی مین قد خوبان کے برابر جنکا پھل
تصور سے منہ مین آئے جانور قصد سے لب تک آکر کباب ہو جاے سر شاخ ہر غنچہ و گل بلبل ہزار داستان
کا جھوم جھوم کر چہکنا پھولون کی خوشبو سے تمام جہاز کا مہکنا لب جو سرو اور شمشاد کے ننھے ننھے پودون
پر قمری کی صدا فاختہ کی کوکو چھوٹے چھوٹے پیوندی آم کے درختون پر مور کا شور کوئل کی توتو مین مین
سیپ کا فرش اوسکے ہر وصل مین سبزۂ نوخیز نرگس دانون اور کیاریون کی مٹی عنبر خیز پر پڑا دام
سیمبر زرین کمر زمردین بال جہاز کے موکل سرگرم کار شہزادہ آرام دل جب یہان سے روانہ ہوا فلک
تفرقہ انداز کو جہاز کی سواری دریا کی سیر کا بہانہ ہوا یعنی اوس نافرجام شہزادۂ سیاہ فام کو یہ خبر پہونچی کہ
آرام دل مع پریوشان حور شمائل تری کی راہ اسی طرف سے بسواری جہاز اپنے وطن کو جاتا
ہے جہاز شیشہ کا ہے پانی کے اندر چلتا ہے نہایت سریع السیر ہے کل دبانے سے اوپر نکلتا ہے
یہ سنتے ہی زیر قلعہ آیا کمال خوش ہوا پھر گردون نے فریب دیا دام مکر پھیلایا شہزادۂ سیاہ فام نے
اپنے اہتمام سے بہت بڑا جال فولادی دریا مین ڈلوایا اور منتظر وقت رہا شام کو جال ڈالا اوسکے
دوسرے روز قریب دوپہر طرفہ ماجرا روبکار ہوا کہ گردون دام صیاد مین گرفتار ہوا جہاز جو رکا
کارپردازون نے کل دبائی جہاز سطح آب پر آیا مگر فولادی جال مین اولجھ گیا مطلق نہ چل سکا
یہ لوگ متفسر حال ہوے جہاز رکنے کا سبب پوچھنے لگے اودھر قلعہ پر مورچہ بندی تھی جب جہاز
توپ کی زد پر آیا اوس ملعون نے نشست باندھ کر نشانہ لگایا گولہ آتے ہی چھت پر لگا اوسنے
کام تمام کیا جہاز کو تباہی کے گھاٹ اوتارا بیٹھے بٹھائے دشمن نے میدان مارا جہاز کے ٹکڑے
اوڑ گئے پاش پاش ہو گیا کسیکو کسیکی خبر نرہی کون کدھر گیا کون جیتا رہا کون مر گیا صبا ہر گھڑی اک
طرفہ دکھلاتا ہے رنگ ٭ واہ کیا نیرنگ ہین افلاک کے ٭ ناگاہ اوس وقت سیمتن پری کا وہان گذر
ہوا اوسنے جو یہ کیفیت دیکھی ملکہ حسن افروز اور قمر النسا کو کہ یہ دونون بیہوش یکدگر ہم آغوش
قریب الہلاکت عنقریب غرق ہوا چاہتی ہین اوٹھا کر اپنے تخت پر سوار کیا اور لے اوڑی چند ساعت
مین اپنے باپ کے پاس جو کوہ قاف کا شہنشاہ معظم تھا جا اوتارا اور جلد جلد عود قماری عنبر سارا
انگیٹھیون مین سلگا کر ان دونون کی برودت اور خنکی کو دفع کیا پہر کامل کے بعد ملکہ کو ہوش آیا ایک
پیر مرد باریش سفید تاج خسروی بر سر عباے بزر در بر اور ایک پری نازنین کو اپنے بالین پر موجود پایا
گھبرا کر اوٹھ بیٹھی حیرت سے ایک ایک کا منہ تکنے لگی سیمتن پری نے ملکہ کو بہت ادب سے سلام کیا
اور اپنے باپ سے یہ کلام کیا کہ حضور یہ شاہ فارس آدم زاد کی صاحبزادی ہین اور شہزادہ

آرام دل پسر شاہ چین کے شہزادے ہین یہ سنکر شاہ قاف نے بڑی تعظیم کی ہاتھہ پر بوسہ دیا
اور کہا کہ صاحبزادے زہے نصیب ہمارے کہ تمنے ہمارے غریب خانے کو اپنے قدوم میمنت لزوم
سے فردوس برین فرمایا اور خوشا طالع ہمارے کہ تمنے تمکو دیکھا پھر سمن سے کہا کہ انکو گلستان ارم
مین لیجاؤ وہان کی سیر دکھاؤ ملکہ اوس سلیمان ثانی کے اخلاق دیکھکر ششدر تھی پری کی محبت اور
خاطرداری سے متحیر تھی سمن پری ملکہ کو گلزار ارم مین لیگئی سبحان اللہ عجب باغ تھا کہ اگر اوسکے
ایک تختے کی تعریف صد ہزار تختہ کاغذ پر بخط ریحان لکھون تو عقل سے دور ہے مگر حکماؤن کا دستور
ہے کہ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ اس واسطے مشتے نمونہ از خروارے کچھہ مختصر لکھنا ضرور ہے کہ روش
پٹری بلور کی درخت جواہرات کے جڑ مونگے کی ٹہنیان پکھراج کی پتے زمرد کے پھل یاقوت کے اکثر
درختون مین مثل خوشہ انگور لعلون کا گچھا اور تاک مین مروارید کلان بیضہ کبوتر سے دوچندان درختون
پر طیور قدرت حق کا ظہور طوطی کے زمرد کے پر یاقوت کی منقار گفتگو مین سحر بیان لعل حقیقتہ لعل مگر
خوش الحان بارہ دری عالیشان چارون طرف دیوارین ہیرے کے پتھر یاقوت کی اینٹین اندر
پکھراج کی صحنچیان زبرجد کے دالان یہ سب کچھہ سیر تھی ملکہ کی حالت غیر تھی جب سمن پری نے
ملکہ حسن افروز کو دالان مین لیجا کر بٹھایا ملکہ نے آبدیدہ ہوکر پوچھا کہ صاحب آپ کا نام کیا ہے
اور یہ باغ ارم کسکا ہے پری نے دست بستہ عرض کی کہ لونڈی کو سمن کہتے ہین اور یہ باغ اسی کنیز
کا ہے اسمین والد ماجد رہتے ہین ملکہ پری کا نام سنتے ہی آرام دل کے تصور مین زار زار رونے
لگی پہلے تو چپکے بیٹھی رویا کی بیقراری کو ضبط کرتی رہی مگر جب بہت دم گھبرایا اور ہجوم غم سے کلیجہ منہ
کو آیا تو ہائے شہزادہ کہکر پری کے گلے سے چمٹ گئی اور چیخ کر رونے لگی ایسی روئی کہ غش آگیا پری
نے ہاتھون پر روکا سنبھالا اوسکے بھی آنکھہ سے بے اختیار آنسو جاری تھے بیخودی کے عالم طاری
تھے دیر تک یہی کیفیت رہی دونون کو غش کی حالت رہی آخر سمن نے اپنے حواس درست کر کے
ملکہ کو نخلخہ سونگھایا بید مشک چھڑکا کچھہ افاقہ ہوا ذرا ہوش آیا سمن نے تسکین کی باتون سے سمجھایا
خاطر آشفتہ کو ہر چند بہلایا مگر وہ رونا اوس سے کیونکر چھوٹے جس سے ایسا دلبر چھوٹے پھر
پری نے عرض کی کہ ذرا حضور دل کو تسکین دیجیے تھوڑی دیر باغ کی سیر کیجیے دیکھیے مین ایک آن
مین گئی اور آئی اور دو گھڑی مین آپ کے پاس شہزادے کو لائی یہ کہکر سمن تخت پر سوار ہوئی
ملکہ کو وہین روتے چھوڑا اور آپ آرام دل کی تلاش مین فلک سیار ہوئی اب سنیے کہ جب جہاز
تباہ ہوا تھا شہزادہ ایک تختے کے سہارے بہتا زار زار روتا اور یہ کہتا چلا جاتا تھا صبا ساحل

دکھائی دیتا ہے نہ مجکو سہارا ہے ٭ دریائے عشق مین مری کشتی تباہ ہے ٭ ملکہ حسن افروز
اور صنوبر کے فراق نے شہزادے کو مردے سے بدتر کر دیا تفرقہ انداز چرخ کج نہاد نے مجموعۂ انبساط
اور گلدستۂ نشاط کو اک آن مین ابتر کر دیا آرام دل سوچا کہ دریا ناپیداکنار ہے اب اس دریا کے
زخار سے نکلنا بہت دشوار ہے ہر دم اجل ہمکنار ہے مانا کہ بچے اور کسی طرح نکلے بھی تو کیا جب آیا
آرام دل اور دلبر اس طرح دنیا سے اوٹھ گئے اور اونھون نے ہمارے واسطے زندگی مین کیسی
کیسی جفائین اوٹھائین آخر اپنی جانین گنوائین تو پھر ہم جی کے کیا کرینگے یہ سمجھکر مرنے پر مستعد ہوا
اور یہ شعر پڑھکر تختہ چھوڑ دیا رند ہوا بس رنج و غم کا عدم قافلہ ٭ ہماری بھی دنیا سے رحلت ہوئی
ملکہ سیمتن ابھی قریب پہونچنے نہ پائی تھی کہ اوسنے دور سے شہزادے کو ڈوبتا دیکھا گھبرا کر جھپٹی اور
آتے ہی جلدی سے باہر نکالا شہزادہ بیہوش ہوگیا تھا پری شہزادے کو اپنی گود مین لیکر فلک سیر



سوئی پھر ایک جزیرے مین پہونچکر تخت اوتارا اور شہزادے کو ہوش مین لائی آرام دل نے
جو آنکھ کھولی پری نے جھک کر مجرا کیا اور کہا فرمائیے کیا وعدہ تھا خوب اپنے قول پر ثابت رہے
کہیے اب آپکی کیا سزا اور جنکے آپ عاشق تھے کہیے وہ کہان ہین جنکے آپ دیوانے تھے بتائیے
کدھر وہ پریان ہین شہزادے نے متحیر ہوکر پری کو دیکھا اور کہا نہ ہم کسیکے عاشق تھے نہ کوئی ہمارا
شیدا تھا خدا جانے یہ کیا تھا اور کیا ہوا یہ کلام بیخودی اور یاس کا پری کے دل مین تیر سا لگا

بے اختیار آنسو نکل پڑے پھر ذرا نہ توقف کیا اوسی دم تخت پر بٹھا لے اوڑی اور باغ ارم مین داخل
ہوئی ملکہ حسن افروز شہزادے کے آنے کی امیدوار نہایت مضطر و بیقرار زار زار رو رہی تھی
کہ شہزادہ پہونچا تجھو دہو کر ہم آغوش ہوئی ایسی روئی کہ بیہوش ہوئی آرام دل پہلے تو وحشیون
کی طرح دیکھا کیا جب بوئی پیرہن یار مشام جان تک پہونچی جنون کا نشہ ہرن ہوا پھر تو دونون خوب
روئے اور مسرور ہوئے رنج و آلام مفارقت بعنایت جامع المتفرقین دور ہوئے دونون نے پروردگار
کا بہت سا شکر ادا کیا پھر شہزادہ سیمتن کے باپ کی ملاقات کو گیا اوسنے شہزادے کو آتے دیکھا
سروقد تعظیم کو اوٹھا شہزادہ قدمبوس ہوا اوسنے سر اوٹھایا معانقہ کیا اور تخت پر اپنے برابر بٹھایا شہزادے
نے عرض کی کہ مجھے خلعت دامادی سے سرفراز کیجیے اور اپنی فرزندی مین لیجیے اوسنے بدل و جان
اس امر کو قبول کیا مگر کچھ جواب نہ دیا کہتے ہین کہ پرستان مین سوائے عقد کے اور کوئی دستور
نہین ہے پس فقط بادشاہ نے اوسی دم خطبۂ نکاح پڑھا اور سیمتن پری کو بلا کے اوسکا ہاتھ شاہزادے
کے ہاتھ مین دیا اور دونون کو رخصت کیا شہزادہ مع سیمتن گلزار ارم مین ملکہ حسن افروز کے
پاس آیا اور سیمتن پری سے فرمایا کہ افسوس ہماری قمچی دریا مین حضرت خواجہ خضر کے نذر ہوئی
ملکہ نے کہا سبحان اللہ موئی قمچی کا تو خیال آیا مگر صنوبر کو ذرا یاد نہ فرمایا کہ وہ بیچاری کدھر گئی جیتی
ہے یا مر گئی سیمتن پری نے سفید دیو سے کہا کہ تو ابھی جا اور صنوبر کی خبر لا دیو تو صنوبر کی تلاش
مین تیز پر ہوا سیمتن پری نے قمچی شہزادے کو حوالے کی اور کہا جس وقت جہاز تباہ ہوا تھا مینے
یہ قمچی اوٹھا لی تھی یہ باتین ہو رہی تھین کہ سفید دیو آیا اور یہ خبر لایا کہ ملکہ صنوبر شہزادہ سیاہ فام کی
قید مین گرفتار ہے شدت سے علیل ہے جان سے بیزار ہے یہ سنتے ہی آرام دل نے چلنے
کا ارادہ کیا سیمتن پری کو پوشاک شاہانہ پہنائی اوسنے سب اپنا لباس اوتارا شہزادیون کا زیور
زیب بدن کیا عزیزون کا اپنے اوپر الزام رکھا مگر دوست کی خوشی سے کام رکھا پھر شہزادہ تخت
پر سوار ہوا ملکہ اور سیمتن کو برابر بٹھایا پریزادون نے تخت اوڑایا تھوڑے عرصے مین وہ تخت شہزادہ
سیاہ فام کی خوابگاہ مین جا اوترا شہزادہ تنہا اندر گیا دیکھا کہ دالان کے پردے گرے ہوئے ہین
اندر شمعین روشن ہین صنوبر پری پیکر لب جان باچشم گریان مضطر و بے قرار ہاتھ مین کٹار مرنے پر
آمادہ ہجر یار مین دلدادہ زندگی سے سر دست بردار شہزادہ سیاہ فام چھپر کھٹ مین لیٹا ہوا صنوبر
کو منت اور عاجزی سے اپنے پاس بلاتا ہے کبھی دھمکاتا ہے ڈراتا ہے آرام دل نے جو یہ حال
دیکھا تن بدن مین آگ لگ گئی جاتے ہی اوسی قمچی سے اُس ناپاک کی مشکین باندھ لین اور پیٹنا شروع

باہر لایا پھر ایک پریزادے کے سپرد کر آپ مع ملکہ حسن افروز اور سیمتن صنوبر کے پاس آیا وہ اس حال کو بچشم خونگان تھی بشدت حیران تھی دل مین کہتی تھی کہ شاید غیب سے کوئی فرشتہ آیا جس نے اس بدذات کو گرفتار کیا اور مجھے اسکے فریب سے بچایا اسی تصور مین تھی کہ آرام دل مع ملکہ حسن افروز و سیمتن نمودار ہوا دیکھتے ہی صنوبر کا جی بیقرار ہوا دوڑ کر شہزادے سے لپٹ گئی دیر تک روئی کی منہ آنسوؤن سے دھویا کی شہزادہ بھی بیقرار رہا برابر اشکبار رہا پھر صنوبر ملکہ کے گلے لگ کر رونے لگی ملکہ بھی بلک کر رونے لگی آخر سیمتن نے منہ پر سے رومال سرکایا ہر ایک کو سمجھایا پھر سب عاشق و معشوق مل کر بیٹھے غبار کے دل کے نکلے سب نے اپنے اپنے دکھڑے رو رو کے دفتر حدیث دل آنسوؤن سے دھوئے صنوبر نے جب سیمتن کی جانفشانی سنی او سپہر ہزار جان و دل قربان ہوئی تھوڑی دیر ادھر ادھر کا چرچا رہا پھر شہزادہ مع تینون شہزادیون اور قمر النسا کے تخت پر سوار ہوا اوس ملعون کو تخت کے پایہ سے باندھا کسیکو خبر نہوئی اور یہ ملک خاندیس کی طرف فلک سیار ہوا

پہونچنا شہزادۂ آرام دل کا ملک چین مین کیفیت سواری پھر ملاقات والدین اور جشن کی طیاری

پلا ساقیا آخری ایک جام	ہوا جا ہتا ہے یہ قصہ تمام	مقاصد مرے دل کے برآئے سب
لکھا خوب قصہ با مداد رب	مگر اب سبھون کو ملاؤن شتاب	اسی بات پر ختم کردون کتاب

محرران دفتر خوش بیانی و مطے کنندگان ملک معانی لکھتے ہین کہ لشکر سلطانی لب دریا جہار کے آب پر کا منتظر تھا افسران فوج و جان نثاران شہزادۂ والا تبار اور محمود وفادار سب فقط اس سبب توقف کے پریشان خاطر تھے ہمہ دم شہزادے کی تشریف آوری کے منتظر تھے ایک شب پہر رات رہے روند کے سپاہیون کو معلوم ہوا کہ ایک تخت دفعۃً آسمان پر سے رونق بین ہوا اور سراپردۂ شاہی مین جا گزین ہوا محمود کو خبر ہوئی فوراً خیمۂ سلطانی مین آیا دیکھا کہ شہزادۂ بلند اقبال سلیمان ثانی تینون پریون کے بیچ مین مسند پر رونق افروز ہے بائین طرف سیمتن اور صنوبر دہنے طرف ملکہ حسن افروز ہے تخت طاؤس روبرو موجود ہے پریزاد دست بستہ حاضر ہین خواصون اور مغلانیون کا ہجوم ہے شہزادے کے آنے کی تمام لشکر مین دھوم ہے الغرض شہزادے نے [illegible]

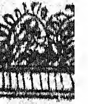
سب لوگون کو سنائی اور اوس شہزادہ سیاہ فام بدبخت نافرجام کی صورت دکھائی پھر حکم دیا کہ کل
تمام لشکر مین اسکو تشہیر کرکے قرار واقعی سزا دینگے اپنا بدلہ لینگے پھر شہزادے نے سیر دریا اورون
کو ملکے تخت طاؤس کوہ قاف کی طرف روانہ کیا رات تو باتون مین بسر ہوگئی بیٹھے بیٹھے سحر ہوگئی
صبحدم شہزادے نے باہر جلوس فرمایا افسران فوج ملازمت سے مشرف ہوے نذرین گذرین چھپا
بڑا چھوٹا کون نہ سمایا پھر شہزادے نے لب دریا سبکو سیر دیکھنے کا حکم کیا اور شہزادہ سیاہ فام کو طلب
کیا داروغہ محبس لیکر حاضر ہوا شہزادے نے پہلے اوسکے ہاتھ قلم کرادیے پھر ناک کٹوائی اور اوسکے
سامنے چیل کوؤن کو بٹوائی پھر حکم دیا کہ لے دریا مین ڈبو دو دین و دنیا سے کھو دو یہ حکم سنکر جلاد
نے اوس حرام خور کو دریا مین ڈالا دل کا ارمان نکالا وہ ڈوبنے لگا وہ ناپاک رونے لگا مگر کب چھوٹتا
تھا ہر چند ماہی بے آب کی طرح تڑپا لیکن وہ بیچ دھار مین لیگیا اور تہ پر بٹھا دیا جب وہ ملعون اپنی
سزا کو پہونچا آرام دل خیمہ فردوس منزل مین آیا اوس روز وہان اور مقام فرمایا صبحدم ملک
چین کی طرف کوچ کا حکم دیا آدھی رات رہے سے خیمہ ڈیرہ لدنے لگا کوچ کا سامان شروع ہوا
جب آفتاب قریب طلوع ہوا آرام دل عماری دار ہاتھی پر سوار ہوا ملکہ حسن افروز پری پیکر اور
صنوبر اور سیمتن رشک قمر جدا جدا تینون ہاتھیون پر پردہ دار عماریون مین سوار ہوئین لشکر و پس چپ و
راست فوج ہزار در ہزار آگے شہزادہ آرام دل پیچھے برابر وہ تینون حور شمائل بگر محبوب کے اشارے
سے فیلبان ملکہ حسن افروز کا ہاتھی ذرا بڑھاتے ہوے غرض اسی طرح خوش و خرم سوئے
وطن منزلین طے کرتے چلے جب در شہر پناہ ایک منزل باقی رہا آرام دل نے کئی ہرکارے
واسطے اطلاع کے بادشاہ کی حضور مین روانہ کیے شہر مین جو ایک غول اجنبی ہرکارون کا
نظر آیا ہر ایک گھبرایا کسی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا کیون بھائی کہان سے آتے ہو اونھون
نے جواب دیا کہ حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی جہان پناہ شہزادہ آرام دل بادشاہزادے
تمہارے آج شہر مین داخل ہونگے نامرادون کے مقاصد دلی حاصل ہونگے یہ سنتے ہی لوگ
بے خوشی کے پھول گئے سب کاروبار بھول گئے لوگون کو گویا عید ہوئی جلدی جلدی ہر ایک
نے کپڑے بدلے عطر لگایا کوئی ہاتھی پر سوار ہوا کسی نے گھوڑا کسوایا کسی نے کہا میرا تامجان
نکالو کسی نے کہا کہ سب سپاہیون کو ساتھ چلنے کے لیے بلالو کوئی بولا میان جلد جاؤ رتھ کسواکے
لاؤ کسی نے کہا جلد فنس منگواؤ شہر بھر مین غل ہوا کسی نے پکارا ابے لپا لپک کے آ کوئی چھوا
چھیلتے کھیلتے اوٹھا اور جھوم جھوم کر گہتا ہوا چلا کہ ابے او گلابی تیرے سیر کو یون لوٹن کرون دیکھ میرا سجا

آیا آج اٹھارہ گنڈے سے لاتا ہوں الغرض ایک عالم اُمڈا ہر ایک شہزادے کے شوق دیدار مین چلا
وزیر اعظم شہزادۂ عالم کے استقبال کے واسطے بڑے کر و فر سے روانہ ہوا آرام دل کی
فوج اس قدر تھی کہ سواری تو پانچ کوس پر تھی اور نشان کا ہاتھی شہر کے اندر داخل ہوا ادھر
شہر کی خلقت اُمڈی اودھر سے سواری آئی اللہ اکبر وہ ہجوم و ازدحام آدمیون کے شور و غل کی
دھوم دھام کہ خلقت ایک جگہ پہر دن اڑی رہتی تھی سواری دو دو گھڑی کھڑی رہتی تھی الحاصل سواری
کے آنیکی صبح خبر پہونچی تھی مگر شہزادے عالم دو گھڑی دن رہے شہر مین داخل ہوے خلقت دو رستہ
صف باندھ کر سلام کرتی تھی آرام دل سلام کا جواب اشارے سے دیتا تھا جب زیادہ گھبراتا
تھا تو ہاتھ اوٹھا لیتا تھا سلام کے جواب پر لوگون مین ردّ و بدل ہوتی تھی ایک کہتا تھا نہین یہ میرے
سلام کا جواب ہے وہ جواب دیتا تھا کہ میان تمھاری طرف تو دیکھا بھی نہین غرض اسی پر چل چل
ہوتی تھی پچھلے ہاتھی پر چوبدار روپے اور اشرفیون کی کھچڑی تقسیم کرتا آتا تھا شہدون نے کسی سے
اوسکا نام پوچھ لیا پھر تو وہ گالیان سنائین ایسی دھجیان اوڑائین کہ اوسکا ناک مین دم کر دیا
ہنساتے ہنساتے لوگون کو بسمل کر دیا کسی نے ہاتھی کا لینڈ پھینک مارا کسینے گالی دیکر پکارا کسی
نے کنیچر پھینکی کسی نے لکڑی اٹھا کے پگڑی اوچھال دی کوئی بولا ابے او کرم بکس تجھے
علی کی مار کوئی چھترا ادھر تو پھینک کسی نے کہا اوبڈھے تجھے خدا کی سنوار دیکھ ہم دعا
دیتے ہین ذرا ادھر تو دیکھ کسینے کہا ابے او کرم بکس ہمارا سجادہ تو بڑا سکھی داتا ہے مگر معلوم ہوا
کہ سجادی کنجوس مکھی چوس ہے ابے بدر کے گھوڑے تو بھی اوسی کا نوکر معلوم ہوتا ہے جب
وہ بیچارہ مٹھیان بھر بھر کر پھینکتا تو شہدے کہتے ہان پٹھے ہان بنے پھینکے جا واہ تیرا کیا کہنا
ہے ابے لو تو لبو چھتا ہے تجھے الو کا پٹھا کون کہتا ہے غرض یہ لیتے جاتے تھے اور گالیان
دیتے جاتے تھے کہین ایک بیچارہ مسافر کھڑا سواری کی سیر دیکھ رہا تھا اتفاقاً ایک اشرفی
اوسکے آگے آ پڑی اوسنے اوٹھالی دو چار شہدے لپکے ایک نے ہاتھ پکڑ کے کہا کہ لا بے
چرندہ لا اگر دے دیگا تو اوڑان چھلے کی قسم ایک چپا دونگا جب اوسنے انکار کیا تو ایک نے
کہا ابے اسکو چیر غٹو بنا ڈال دوسرے نے کہا یہ اس طرح باج نہین آئیگا اسے گر پٹا دیکر
اوچھال غرض چھین جھپٹ کے اوس غریب سے وہ اشرفی چھین لی وہ جو رونے لگا تو ایک
شہدے نے کہا نکھٹو ابھی چھڑ جا بے جو بُت کلہ یہ دو دو دون چل ہٹ بے پرے ہیٹھ مین
تیرے پیر کو کھود دون قصہ مختصر جب سواری دیوان خاص مین داخل ہوئی بادشاہ تخت پر

جلوس فرما چکے تھے اور منتظر تھے کہ شہزادہ یہان تک آئے تو گلے لگا کے تخت پر بٹھائے مگر کب رہا جاتا تھا جونہین دیوان خاص تک آنیکا حال سنا محبت پدری نے جوش کھایا بیتاب ہو گئے ذرا قرار نہ آیا گھبرا کر دوڑے شہزادے کا ہاتھی بیٹھا ہوا تھا وزیر اعظم سیڑھی پکڑے ہوئے شہزادے کو اتار رہے تھے کہ آرام دل نے باپ کو بیقرار آتے دیکھا گھبرا کر زینے پر سے کود پڑا اور دوڑ کر باپ کا قدمبوس ہوا رو رو کے پشت پا سے آنکھین ملنے لگا ایسا رویا کہ ہچکی بندھ گئی بادشاہ فرزند کو آغوش مین دبائے اوسکی پیٹھ پر منہ رکھے ہوئے لب چبا چبا کے ضبط سے روتے تھے ریش مبارک آنسوؤن سے بھگوتے تھے اور کہتے تھے کہ بابا تم کو ہجر نے خاک سیاہ کر گئے تھے ہمین دین و دنیا سے تباہ کر گئے تھے بادشاہ جب یہ بیان فرماتے تھے لوگون کے کلیجے پھٹے جاتے تھے ملکہ حسن افروز اور صنوبر اور سوتنین یہ بھی اپنے اپنے ہاتھیون پر عماریون کے چلونون مین سے دیکھکر افسوس کر رہی تھین اپنے اپنے والدین کو یاد کر کے ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھر رہی تھین غرض دیر تک یہی کیفیت رہی سبھون کو بشدت رقت رہی آخر بادشاہ نے سمجھا کر آرام دل کو محل مین بھیجا دروازے پر ایک ہجوم تھا سب عزیز و اقربا خواصین مغلانیان نوکر چاکر شہزادے کے آنے کے منتظر تھے بیگم صاحبہ اپنے فرزند کے شوق دیدار مین دروازہ کے باہر نکلی جاتی تھین لوگ روکتے تھے مگر باز نہین آتی تھین آرام دل دوڑ



بے قراری مین آتے ہی مان کے قدمون پر گر پڑا اوسنے اپنے آرام دل کو کلیجے سے
لگایا اور ایسی اشکبار ہوئی کہ فوراً غش آیا لوگ زار زار روتے تھے کسیکو کسیکی خبر نہ تھی سب بیقرار
ہو رہے تھے آخر بادشاہ نے آکر سبکو تسلی دی اور رونے سے منع فرمایا بیگم صاحبہ کو بھی ہوش آیا
سواریان اوترین ملکہ حسن افروز اور صنوبر اور سمتن پری تینون نے کمرسے کوشہ باشہ پاکر
تسلیم کی ساس کی بڑی تعظیم کی بادشاہ نے بہوؤن پر سے بہت سا زر و جواہر نثار کیا بیگم صاحبہ
نے سبکو گلے لگا کر خوب پیار کیا لوگون نے شہزادیون کو گھیر لیا اونکے دیدار سے اپنا دل سیر
کیا رونمائی مین جواہرات اور اشرفیان اس قدر آئین کہ شہزادیون کے آگے ڈھیر لگ گئے
بادشاہ نے جدا جدا تینون بہوؤن کو تین محل عنایت کیے اور سبکے کارخانے الگ الگ
مقرر کردیے ملکہ حسن افروز کے واسطے زمرد محل آراستہ ہوا صنوبر کے لیے شیش محل سجا
گیا موتی محل مین سمتن کے واسطے خواصین اور پیش خدمتین مقرر ہوئین پھر از سر نو کارخانہ
درست ہوا غرض اوس رات تمام شہر مین فرط سرور سے کیفیت شب برات رہی گھر گھر ناچ
رنگ ہر محلے مین جشن شبہاے آلام گذشتہ کی مکافات رہی صبحدم بادشاہ نے آرام دل
کو تخت پر بٹھایا آپ سلطنت سے دست بردار ہوے گوشہ عافیت پسند فرمایا شہزادہ آرام دل
شہنشاہ گیتی ستان ہوا جہان پناہ وہ ماہ تابان ہوا وزرا امرا نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور
نذرین پیش کین شہزادہ جوان بخت بلند اقبال نے ہر ایک کو علے قدر مراتب خلعت گران بہا
سے سرفراز فرمایا اور محمود وفادار کو اپنی مصاحبت مین ممتاز فرمایا پھر شاہ آرام دل دربار
برخاست کرکے محل مین داخل ہوا اوسی روز سے یہ معمول رکھا کہ ایک شب ملکہ حسن افروز
اور ایک رات صنوبر پری بیگ کے پاس جشن کرتا اور ایک شب سمتن پری کے محل مین رہتا
تینون شہزادیون مین وہ محبت ہوئی کہ ایک دوسرے کی عاشق تھی ایک کی محبت دوسرے
کی الفت پر فائق تھی آرام دل نے شہزادیون کے مشورے سے شمس الدین
اپنے وزیرزادے کے ساتھ بڑی دھوم سے قمر النسا کی شادی کی ان دونون کی بھی
خانہ آبادی کی پھر مدام با عیش و نشاط و فرحت و انبساط سب عاشق و معشوق ملکر رہنے لگے فلک کجرفتار سے یہ کسکو امید
تھی مگر شکر ہے کہ خدا نے یہ دن دکھایا بچھڑونکو ملایا جس طرح ان سب کے مقاصد دلی حاصل ہوے اوسی طرح اللہ تعالے
تمام عالم کے مطالب بر لائے اور سبکے صدقے مین مصنف کی بھی دل کی مراد دے آمین صلی اللہ تعالے
علے خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین *





خاتمہ مین مختصر احوال مصنف کتاب کا پھر تذکرہ چند بزرگان واجبات کا اور وجہ تصنیف داستان پھر ایک نئے جلسے کا بیان

بعد حمد و صلوٰۃ کے فقیر سید فخر الدین حسین سخن مصنف کتاب خدمت مین ارباب دانش اور اصحاب بینش کے عرض رسا ہے کہ یہ غریب الوطن دہلوی مولد اور لکھنوی مسکن ہے ایام طفولیت سے تا سن شعور اوسی شہر مردم خیز مین رہا اور اب آوارہ وطن ہے میر تقی دہلی جو ایک شہر تھا شک نعیم خلد + تھے جمع عمدہ لوگ وہان ہر دیار کے + اوسکو فلک نے مار کے تاراج کر دیا + ہم رہنے والے ہین اوسی اوجڑے دیار کے + حضرت جناب تقدس مآب گردون رکاب سر دفتر محققان سخن افسر شاعران زمن نجم الدولہ دبیر الملک نواب اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ عرف مرزا نوشہ متخلص غالب اعلی اللہ درجتہ و تعالی اللہ شانہ جو جد فاسد محرر داستان ہین سر آمد شاعران حال و گذشتگان ہین عرصۂ دراز تک کمترین کو معظم الیہ سے درس و تدریس مین استفادہ رہا تحریر نظم و نثر پارسی اور اردو کی مزاولت پر دل آمادہ رہا سبحان اللہ حضرت غالب مد ظلہ العالی امام شعراے ذی کمال اور پیشواے نثاران صاحب دانش و شعور ہین قبلۂ ارباب دیوان ہین ہم کیا کہین وہ تو ہند سے شیراز تک بلکہ دور دور آفتاب سے زیادہ مشہور ہین شاعر بہت سے گذر گئے حضرت کے ہمعصر ہمسری کا دعوے کر کے لکھتے لکھتے مر گئے مگر آجتک کوئی آپ سے بہتر ہوا ہے تو کیا کہ کوئی آپ کے برابر ہوا منصف مزاج آپ کا کلام دیکھیے اور غور فرمائیے طبع عالی دقت پسند اور مائل بندش معانی بلند ہے اگر سمجھے تو لطف اوٹھاے دیوان اردو جب تصنیف فرمایا یعنی رس اور سخندان لوگون نے ایک ایک شعر مین سو سو طرح کا مزا پایا لیکن بعضے شاعر جو بڑے مشاق تھے اپنے فن مین طاق شہرۂ آفاق تھے اکثر اشعار نہ سمجھے اور ہر ایک معنی پر اوجھے یہان تک کہ اضلاع اور امصار سے خطوط آنے لگے لوگ نواب صاحب کی خدمت مین مطلب دریافت کرنے جانے لگے آسان اشعار کہنے کی فرمایش ہوئی دوسرا دیوان مرتب کرنے کی خواہش ہوئی آپ نے اوس دیوان کو دریا برد کیا اور دوسرا دیوان موافق فہم ابناے روزگار کے ترتیب دیا پھر یہ رباعی لکھکر لوگون کو سنا دی اور دیوان کے آخر مین لگا دی غالب مد ظلہ مشکل ہے زبس کلام میرا اے دل + سن سن کے اوسے سخنوران کامل + آسان کہنے کی کرتے ہین فرمایش + گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل + تو تاریخ مہر نیمروز اور ماہ نیم ماہ حسب الحکم شاہ ثریا جاہ از آغاز پیدایش حضرت آدم علیہ السلام تا زمان صاحبقران ثانی امیر تیمور گورگانی اور دوسری جلد مین دیوان کے

عمدہ بہادر شاہ ثانی نے ایک مہینے کے عرصے مین اس لطافت اور بلاغت کے ساتھ لکھی کہ
سب اوستادون نے آپ کے آگے قلم رکھدیا پھر لکھنے کا نام نہ لیا ہور جنین سلطنت کی کتابین
رومی ہو گئین اتنی بڑی تاریخ کو دو جلدون مین اور دو جلدون کو اٹھارہ جزمین تمام کیا دریا کو
کوزے مین بھرا اور عجیب کام کیا انشاے پنج آہنگ کو کہ جسمین صدہا مکتوب ہین سخن فہم
کو مرغوب ہین تین روز مین تصنیف کیا مثنوی باد مخالف جو کلکتہ مین رقم فرمائی اور ایک
دن مین تالیف کیا دستنبو کتاب کی بے آمیزش لفظ عربی بالکل عبارت ہے جس مین مختصر تذکرہ
حالات زمانۂ غدر اور کچھ سرگذشت ہے جو شخص آپ کے احوال دریافت کرنیکا شایق ہے
وہ دستنبو دیکھے یہ کتاب اوسکے دیکھنے کے لائق ہے الغرض مین رنجور و دراز سر و جبب تک دہلی
مین رہا زندگی کا لطف اٹھاتا رہا حضرت ممدوح کے فیضان صحبت سے ثمرہ نیک پاتا رہا جب
حضرت والد ماجد مدظلہ العالی کی زیارت اور قدمبوسی کا اتفاق ہوا پھر تو شاہجہان آباد مین
رہنا شاق ہوا سنہ ۱۲۹۹ ہجری مین بلدۂ لکھنؤ مین آیا قیصر باغ کمیلہ دیکھا شہر کی سیر کی چندے جی
بہلایا حضرت قدر قدرت اشوکت فلک مرتبت ذو المجد و الکرم مقدس و محترم قبلۂ و کعبۂ دو جہان
ممدوح برنا و پیر جناب خواجہ بشیر صاحب مدظلہ جو زمانہ واجد علی شاہ مین مہتمم فوجداری کل ممالک
محروسہ ملک اودھ کے عموی فقیر ہین لکھنؤ مین سب اہل نظر جانتے ہین اصحاب بینش سمجھتے
ہین کہ خواجہ صاحب عالی خاندان ذیجاہ و مرتبت صاحب علم و فارسی دان یکتا و بے نظیر ہین
اونکے پاس رہا بعد عرصے حضرت جناب گردون رکاب قدوۂ خاندان مصطفوی زبدۂ دودمان
مرتضوی کریم ابن الکریم جناب پھوپھا صاحب قبلہ و کعبہ مرزا محمد ابراہیم صاحب خلف الصدق
حضرت جناب مرزا محمد صدیق صاحب بہادر صدر امین اعلیٰ ضلع سارن مدظلال جلالہم
کہ سید سندی ہین عالی خاندان مشہور نزدیک و دور ہین احداد و اجداد اور بنیا کان کے وقت سے
بوجہ عطاے خطاب شاہی بلقب میرزائی مشہور ہین لکھنؤ سے قصبہ آرہ ضلع شاہ آباد مین تشریف
لائے میری شادی کرنیکا قصد تم تھا اپنی فرزندی مین لینے کا ارادہ مستحکم تھا اسلیے اقم الحروف
کو بھی اپنے ہمراہ لائے یہان حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العالمین مقبول بارگاہ رب العلا
مصدر عز و اعتلا مرجع الانام منبع الکرام واقف اسرار خفی و جلی حضرت جناب مخدوم شاہ سید امداد علی
صاحب کی ملازمت حاصل ہوئی جب قبلہ و کعبۂ دو جہان جدامجد حضرت ابو القاسم خواجہ نظام الدین
احمد عرف فقیر صاحب برد اللہ مضجعہ نور اللہ مرقدہ حضرت موصوف سے کمال محبت رکھتے تھے

حقیقی بھائی سے زیادہ الفت رکھتے ہے اور جناب کریم و مکرم مطاع عالم عقدہ کشای سلسلہ کار بستگان
دستگیر درماندگان و پاشکستگان مصدر جود و سخا معدن لطف و عطا جگربند علی جناب مولوی سید
فرزند علی صاحب عم نوالہ کی ملازمت سے بھی شرف اندوز ہوا ذات گرامی صفات اونکی بھی اس ملک
مین غنیمت سے ہین اونکے اخلاق از شان وہم و کرم پر جان و دل سے نثار ہون اونکو بھی
میرے ساتھ قلبی محبت ہے مگر جناب مستغنی الالقاب مخدومی مکرمی سید باقر علی صاحب جنکو
ہمارے حضرت ہادی پیر و مرشد مدظلال جلالہ کے حضور سے ملک الشعرا کا خطاب ہے واقعی ایک
ایک شعرا و نکا فرد ہے کلام مین انتہا کی شوخی اور درد ہے دیوان منتخب ہے لاجواب بفضل خدا
سے بہت مردانہ رکھتے ہین وہ کمترین سے محبت برادرانہ رکھتے ہین کمال عنایت فرماتے ہین غریب خانہ
پر اکثر تشریف لاتے ہین مجھے عرصے سے شغل وکالت ہے روزمرہ دربار جانے کا اتفاق ہوتا
ہے کبھی جو عدم فرصت کے سبب سے ملاقات مین عرصہ ہو جاتا ہے تو دل بے قرار کو چین نہین
آتا ہے مولوی صاحب ممدوح بھی بےچین ہو جاتے ہین آدمی بھیجتے ہین خود کرم فرماتے ہین اور ایک
ہمارے شفیق مرد با وضع اور خلیق سخنور بے عدیل و نظیر سرکردہ انجمن نکتہ دان عالی وقار مولوی
محمد نور الحسن صاحب کہ اونکے اخلاق مسعود اور اوصاف محمود اگر لکھون تو ایک دوسری
کتاب تصنیف ہو مگر پھر بھی جیسا جی چاہتا ہے اوس قدر تعریف ہو وہ بھی اس ضلع مین مشاہیر
وکلان اور وکیل ہین خدا کے فضل سے با اقتدار صاحب عہدہ جلیل ہین اللہ تعالے ان بزرگوار
کو شاد رکھے دشمنون کو انکے ناشاد اور دوستون کو آباد رکھے مصرع این دعا از من و از خلق جہان
آمین باد * اور وجہ تصنیف اس داستان کی یہ ہے کہ فقیر مدام دلشاد و غم دنیا سے آزاد رہتا تھا
ایک روز یہ جی مین آیا کہ فضل خدا سے اب ذی شعور ہوے سن تمیز پایا تقاضاے نام و نشان کی
فکر کرنی ضرور ہے فرصت کو غنیمت سمجھنا کار ہر ذی شعور ہے بس آخر یہی بات ذہن مین آئی کہ
بہترین یادگار اس دہر ناپائدار مین تالیف اور تصنیف ہے اسی سے لوگون کا جہان مین
نام ہے اونکی تعریف ہے مصنف نخل سخن سا نہین اور کوئی خلف الصدق کہ تا بہ حشر جیسے
نام باپ کا رکھے بقاے نام کی صورت نہین ہے اسکے سوا یہ وہ نگینہ ہے جو نام کو جلا دکھے
بغیر عہد مصنف ہر ایک کے آگے مثال نکہت گل آپ کو سدا رکھے * غرض سخن سے زیادہ
نہین ہے چیز کوئی * سدا زمانے مین قائم اسے خدا رکھے * اور قطع نظر اسکے اپنا دل بھی
لذت گیر چاشنی محبت ہے عاشقانہ و مضمون سے طبیعی الفت ہے کچھ اندنون طبیعت زیادہ

اس ودارفتہ ہے ہرچند دل عشق منزل لڑکپن سے انھین باتون کا خوگرفتہ ہے فردطفلی مین بھی ہٹ کرتے تھے ہم اور طرح کی ✣ بھلاتی تھی دایہ تو کل فراغ ہے کب ہے ✣ الغرض اسی تردد طبیعت کی واشد مین عرصہ گذرا آخر نزد سہل نے اظہار حسن و عشق مین تری کدکی اور معشوق نے بھی اپنے عاشق پر اس امر مین تاکید از حد کی ناچار قصہ شاہزادہ آرام دل اور ملکہ حسن افروز کا اپنی طبیعت کے زور سے قلمبند کیا طالب اور مطلوب دونون کو خرسند کیا جب یہ قصہ تمام ہوا سروش سخن اسکا نام رکھا اس نام مین یہ خوبی ہے کہ ہم نام و ہم تاریخ مگر ترکیب مین اسکے اضافت مقلوبی ہے

تاریخ تصنیف از مصنف

پوچھنے لگے ہماری داستان کہنے لگے یہ نکتہ دان	عشق کا خوب ہے بیان قصہ بھی یہ عجیب ہے
نکلے کو سال اے سخن فکر جو دل مین کی ذرا	ہاتف غیب نے کہا نغمۂ عندلیب ہے ۱۲ھ ۷۶

تاریخ طبع از مصنف

چون بتائید خدا انجام یافت	قصۂ دلچسپ و مرغوب بیان	داستان عشق چون کردم رقم
ہدیہ آوردم بہ پیش دوستان	سال طبعش ای سخن ہاتف بگفت	طبع شد زیبا و دلکش داستان ۱۲۸۱ھ

بیان جلسہ

ایک جلسہ ہمارے دوستون کا جو موسوم بہ انجمن احباب ہے باتفاق یاران جلسہ وہ ایجاد ہوا حقیقت مین لاجواب ہے ایک دستور العمل حاوی سب کاروبار ضروری بلکہ جملہ امور دینی و دنیوی طیار ہے سب احباب کا اسی پر دار و مدار ہے زبان نہایت فصیح صاحبان جلسہ کی ایجاد سب زبانون سے جدا ہے اوسمین ہر ایک کو خوب مشاقی حاصل ہے صرف کتابت انگریزی نہین مگر مثل انگریزی خوشنما ہے اس جلسے کے واسطے خاص ایک مکان رفیع الشان مع اسباب ضروری و سامان عیش و نشاط سجا ہوا ہے ہر طرح مرتب ہے ہر چیز وہان مہیا ہے روزمرہ اوس مکان مین سب احباب کی نشست ہوتی ہے دوست آشنا آتے ہین قرینے سے بیٹھتے ہین پیچوان پیتے ہین گلوریان نفیس کھاتے ہین کیفیت ہوتی ہے ہر مہینے کی اونتیسوین تاریخ ایک جلسہ کلان ہوتا ہے میلہ کا لطف ہوتا ہے

موجود ہر پیر و جوان ہوتا ہے رنج و الم سب سے دور ہوتا ہے تعظیم اور تواضع ہر فرد بشر کی مد نظر رہتی ہے ہر ایک کا دل مسرور رہتا ہے اوس روز پچیس روپیہ کے ٹکے فقرا اور مساکین کو لِللہ تقسیم ہوتے ہین اون لڑکون کو اکثر دیے جاتے ہین جو یتیم ہوتے ہین چنانچہ یہ اونتیسوین کا جلسہ ہمارا مشہور ہے دو کاندار مکان کے دروازے پر دوکانین لگاتے ہین لوگ دور دور سے سیر دیکھنے کو آتے ہین شاہدان گلعذار اور مہوشان پری رخسار کی کثرت سے وہ مکان پرستان ہو جاتا ہے وہانکی زیب و زینت اور روشنی کی کیفیت دیکھکر راہ چلتون کو شادی کی محفل کا گمان ہوتا ہے تمام شہر کی طوائف نامی مجرے کے واسطے طلب کی جاتی ہین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خود چلی آتی ہین سب احباب ایک طرح کی پوشاک پہنکر بیٹھتے ہین از سر تا پا بلا فرق سبکی ایک وضع ہوتی ہے فرط محبت سے باہم کچھہ عجب ڈھنگ ہین کہ دوئی کا نام نہین سب آشنا یک رنگ ہین اوس بزم مین پہلے غزلخوانی کا چرچا ہوتا ہے بعد اوسکے رقص و سرود کی محفل آراستہ ہوتی ہے صبح تک عجیب لطف کا جلسہ رہتا ہے سب احباب بفضل الٰہی بے ملازم سرکار دولت مدار ہین عہدہ ہاے جلیل پر مقرر ہین بہت خوش گذران ہین جملہ اشخاص اکثر علوم اور فنون مین استعداد کامل رکھتے ہین طاق ہین ہمہ دان شاعر نامور ہین شعر گوئی مین مشاق ہین بادش بخیر جناب سید محمد **افضل صاحب خضر** تخلص جو عدالت دیوانی ضلع شاہ آباد مین امین درجہ اول کے ہین عالیخاندان نیک ذات خجستہ صفات بے تکلف انتہا کے ذہین اور فطین بامذاق لطیفہ گو حاضر جواب ہین دوستون مین ہمارے انتخاب ہین **سید فرزند احمد صاحب صفیر** بلگرامی جو صاحب دیوان ہین تحریر اونکی چست روزمرہ درست نہایت خوش بیان ہین ہر شہر و دیار مین اونکی علو خاندانی کی شہرت ہے ہر جگہ اونکی قدر و منزلت ہے بیان کرنے کی کیا حاجت ہے اور صدر نشین انکے برتری منشی **احمد حسین صاحب** عشقی تخلص سرسری عرف میان جان **حیرت** تخلص کہ مرد با وضع عالی ہمت ذکی نکتہ سنج سب سے رنج سخن فہم خوش شعر و جوان ہین پیکر سخن کی جان ہین ایک ادنے وصف خلق اونکا یہ ہے کہ جس شخص سے ایک ملاقات کرتے ہین وہ اونکا دل مشتاق رہتا ہے تمام عمر اوسے اونکی ملاقات کا اشتیاق رہتا ہے واقعی بڑے چالاک نہایت طرار سحر گفتار ہین جوان رعنا خوش پوشاک وضعدار ہین حکیم **سید لقمان حیدر** صاحب کہ تخلص یہ **فقیر** ہین کمال دانشمند ارسطو فطرت لقمان ثانی طبیب بینظیر ہین کتابین خوب یاد ہین تشخیص بہت اچھی نہایت خوبصورت رنگیلے قابل صحبت اور لائق ملاقات ہین مگر ملاقات کم کرتے ہین پابند اوقات ہین **محمد برکت اللہ خان صاحب سیفی** تخلص کہ فی الحقیقت سیف زبان

جادو بیان یار باوفا بے تکلف محبت مین یکتا ہین اونکی کیا بات ہے عجیب فہمی مروت آشنا ہین محمد اصغر صاحب
اصغر تخلص بلگرامی کہ ہر علم و فن مین ماہر ہین شاعری کے واسطے موزون ہین نہایت نازک خیال نازک
ہر گو معاملہ بند محقق شاعر ہین طبیعت بہت لطیف رکھتے ہین مگر بالفعل اس جلسے مین شریک نہین ہین بعد حصول
رخصت باجازت ارباب انجمن اپنے وطن مین تشریف رکھتے ہین منشی بالک رام صاحب عشقی
تخلص جو محرر محکمہ کلکٹری اور بندوبست ہین رہ نورد جادۂ محبت گام فرسای وادی مودت آشنا پرست
ذیجاہ و وقار ہین میر امجد حسین اور منشی ریاض علی اور منشی منیاد علی تخلص توقیر
تینون صاحب رئیسان عظیم آباد ہین ذی جوہر بحر خوبی کے گوہر ہین باغ عالم مین نسیان سرو قد
زلف آرا ہین بابو سنت پرشاد اور منشی علی حیدر صاحب حیدری تخلص یہ دونون
نوجوان محکمہ کلکٹری اور فوجداری فن مین ہیڈ رائٹر ہین سرکاری نوکر ہین علم انگریزی و فارسی مین مہرہ کامل
رکھتے ہین بہت اچھی استعداد ہے خلیق ہین ہر ایک سے محبت بدل رکھتے ہین منشی عطا حسین
صاحب کہ جنکو اس ضلع مین سند وکالت درجۂ اول کی ہمارے ساتھ ہی عطا ہوئی ہے کیسے
قانون دان اور لائق ہین کہ جنکا جواب نہین آمدنی ایسی کثیر ہے کہ جسکا حساب نہین منشی
کیرت نراین صاحب پیشکار فوجداری شوکت تخلص منتظم خوش سلیقہ با اخلاق و خدا ترس
ہین انکی ذات سے خیر بہت جاری ہے شریر النفس کو اوسکے جرائم کی سزا اقرار واقعی دیتے ہین
بڑے کارگذار ہین راجہ صاحب آباد اور منشی بے نظیر منشی نظر علی صاحب نظیر و سید عبد الحلیم
صاحب حلیم اور میا نجان صاحب نہال اور منشی رگھوبر دیال صاحب مشیر سب
صاحب آشنای بحر محبت ہین ان ہی لوگون سے رونق انجمن ہے اس جلسہ کا شریک ایک یہ
خوشہ چین خرمن بے دانشی محرر داستان ہیچمدان کمترین فخر الدین حسین سخن ہے جامع التقصیر قلیل
خدائے توانا ارحم الراحمین کے افضال و کرم سے یہ جلسہ ایسا با زیب و زینت ہے کہ خوش و خرم
سب احباب ہین دوست دیکھکر مسرور ہوتے ہین دشمنون کے دل آتش رشک و حسد سے
کباب ہوتے ہین جو علم موسیقی کا کامل بیان آتا ہے اس جلسے مین مجرا کیے بغیر نہین جاتا ہے اکثر
طوائف لکھنو سے آئین ارباب جلسہ نے اونکے ساتھ وہ کام کیا ایسا کچھ دیا کہ آج تک دولتمند
اور شاد ہین فراموش کاری ایسے لوگون کا شعار ہوتا ہے مگر صاحبان جلسہ کے احسانات سب
اونھین یاد ہین ایک اونے ایک راجہ کی سرکار مین ہزار روپیہ مہینے کی نوکری ہے مگر یاران انجمن
کے فراق مین اس جلسے کے اشتیاق مین زندگی سے بیزار ہے کبھی جو ذکر آتا ہے کوئی ان جلسے

مسرور شدہ سخن

خبر اوسے سنا تا ہے تو ز روحی ہے لیکن اتفاقات زمانہ سے مجبور ہے ناچار ہے الغرض ارباب [illegible]
کے اوصاف اور اس انجمن کے فوائد اگر سب لکھے جاوین تو کئی کتابین تصنیف ہون اس واسطے
اس کتاب مین مختصر اسی قدر حال رقم کیا زیادہ طول نہ دیا اللہ تعالے سب دوستون کو خوش و خرم
رکھے فلک تفرقہ انداز بد فطرت سے نہ بچے حافظ حقیقی سب کا نگہبان ہو اور بالاتفاق سبھون کو باہم رکھے آمین [illegible]

قطعات تاریخات مطبوعہ پیشتر

قطعۂ تاریخ از جناب عمو صاحب قبلہ و کعبہ دو جہان جناب خواجہ محمد بشیر حسین

مد ظلہ العالی

برسائی خرد جوان شدہ جانفزاے دل و جان ۔ چہ فسانہ نمکین بیان چہ بہین لطیفۂ داستان
سخن سخنور نامور ز ریاض علم و ادب نور ۔ ہمہ نوربخش دل و نظر چو کعبیت گشتہ ترانہ خوان
سخنش بدلکشی ادا ہمہ عشوہ سنج و کرشمہ زا ۔ بہ برد شکیب ز سینہا چو حدیث لعل پری وشان
بعبد کہ ہاتف خوش بیان پے سال یافتہ ام نشان ۔ گل گلستان سخنوران شدہ سال طبع برائے آن
۱۲ [illegible]

قطعۂ تاریخ و صنعت توشیح از جناب میر وزیر صاحب نور تخلص

شاعر سحر بیان بادل و ضنع ۔ قصۂ تازہ بذہنش درگذشت ۔ حرف آخر کن ز ہر مصرعہ حساب
نور آب سحر فکر از سر گذشت ۔ بہر تاریخش سروش آواز داد ۔ از نظر این داستان کمتر گذشت
۱۲ [illegible]

ایضاً

چھپا جب قصۂ نایاب تصنیف سخن شاعر ۔ ہوئی تاریخ کی اے نور دل کو فکر جب پیدا
چمن سے عندلیب خوش نوا نے دی صدا مجکو ۔ پے تفریح دل ہے کہ گلستان سخن اچھا
۱۲ [illegible]

ایضاً

وہ چھپی اب داستان دلفزا ۔ بادشاہ سخن کو ہوئی مرغوب دل ۔ گرچہ جا فرق ادب بولا سروش ۔ نور کی تاریخ ہی مرغوب دل
۱۲ [illegible]

از منشی احمد حسین صاحب منشی سررشتہ محکمہ کلکٹری ضلع شاہ آباد حیرت تخلص شریک جلسہ

ناظرین خوش شدند از ین قصہ ۔ سامعین از دل شدہ [illegible] ۔ سال طبعش چو خواستم حیرت ۔ از دل آمد ندا عبارت خوب